بعون عنایت ملک المنان و فضل خلاق زمین و زمان
کلیات امیر اللہ تسلیم
معروف بہ اسم تاریخی
نظم ارجمند
مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مزین مقبول جہاں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرِ تسلیم خامۂ نکتہ پرداز ایسے نکتہ نواز کی جناب مین سجدہ ریز ہی کہ جسنے اپنی قدرتِ کاملہ سے
زبانِ ہر زبان کو اندازِ تکلم سکھایا عنوانِ فصاحت نامۂ آفرینش ایسے بلاغت طراز کے مضامین
نعت و منقبت سے گہر ریز ہی کہ جسنے گوہرِ آوازہ انا افصح العرب والعجم کو آویزۂ گوشِ عالم و عالمیان بنایا صلے اللہ علیہ وآلہ
الطیبین و اصحابہ الطاہر المطہرین امابعد عالمِ عالمِ نادانی کاملِ کمالِ ہرزہ بیانی سفیہ بد انجام
نیک آرزو خاکِ پائے معنی نگارانِ جدید و قدیم امیر اللہ تسلیم اربابِ سخن صاحبانِ فن کی خدمت مین
التماس آگہی گستاخانہ عرض پیرا ہی کہ عالمِ شباب مین کہ شعبۂ جنون مشہور ہی ہر شخص کو شوریدہ سر آشفتہ مزاج
پر ضرور ہی ولولۂ از خود رفتگی نے پاون نکالے کیفِ نوجوانی نے آنکھون مین پردے ڈالے چشمِ بینا و گوشِ شنوا
دیکھنے سننے کو باقی رہے غفلتِ بیخودی سے اگر کبھی آپ مین ہے اتفاقی ہے صحبتِ ندیمانہ سے جی بہلنے لگا
یارانِ اہلِ اتفاق پر دم نکلنے لگا اکثر افسانہای عشق انگیز حکایتہای ہوس آمیز دیکھتا سنتا بارہا لطفِ سحر طرازی
اعجاز پردازی پر و تاثیر ہمنا آخر شعر و سخن کیطرف طبیعت مائل ہوئی موزونیِ کلام سے فرحت حاصل ہوئی
مدتِ دراز تک کچھہ کہا کیا آپ ہی اپنی ہرزہ خیالی بیہودہ مقالی کو دیکھکر چپ رہا کیا بسبب عدمِ لیاقتی کے

اوستادون کی خدمت سے قاصر رہتا اس خواب پریشان کو کسی مجموعۂ کمال کے روبرو زبان سے کہتا اتفاقاً
ایکدن مہر سپہر سخندانی ماہ برج روشن بیانی دُرِ دریائے معنی طرازی آبروئے بخشش گوہر نکتہ پردازی جناب
میر احمد صغر علی خان نسیم شاگرد خاقانیِ جہانِ بلاغت انوریِ عالمِ فصاحت حضرت
حکیم محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان کی خدمت میں شرف امتیاز ملازمت سے
ممتاز ہوا حصولِ دولتِ قدمبوس سے سرفراز ہوا بعد تکرار اذکار ادہر ادہر کے ارشاد فرمایا کہ تو بھی کچھہ
موزون کیا کر یہ عرض کیا بہت بہتر اوسی دن سے جناب ممدوح عنایت فرمانے لگے اصلاح سے درستی ناہمواری
طبیعت فرمانے لگے یہانتک کہ مدت مدید میں قریب دو سو ابیات کے فراہم ہو گیا بعد ترتیب لباس ردیف کے
بہلا چنگا ایک ذخیرہ باہم ہو گیا مگر افسوس زمانۂ غدر میں کہ اہل جہاد باطلہ کا زور تہا ہر طرف دین والوں کا
شور تہا گلی کوچے میں سوا فوجی دین یا دین ہو الی دین کے انسان کم نظر آتا تہا ہر فرد بشر ان مفسدوں
کے شر سے گہبراتا تہا وقت دخل و مخارج فوج انگریزی و ہندوستانی کے وہ سرمایۂ حیات مجھہ سے
چُھٹ گیا ہمراہ اثاث البیت کے لُٹ گیا چندی دل کو نہایت قلق رہا اندوہ سے جگر شق رہا شعر و
سخن کے نام سے نفرت ہوئی ایسے چرچے سے وحشت ہوتی آخر بقول شخصی شعر طبیعت کی
ہو گا قلق چند روز ٹہرتے ٹہرتے ٹہر جائیگی بعد چند سے پہر وہی سودا ہوا اور وہی
ہرزہ خیالی میں مبتلا ہوا بموجب ارشاد استاد شعر پہر وہی بے اختیاری ہو گئی + پہر
وہی حالت بحالی ہو گئی باالفعل بسبب قدردانی جوہر شناسی امیر کبیر انشور صاحب تدبیر باعث
اعتبار فخر روزگار برجیس شیم عطارد رقم جناب منشی نول کشور صاحب کے ان خرفشاں پارہ چند
کو پہر یکجا کیا بموجب گلشن ہند نام رنگین کا فور نام تاریخی اسکا مظہر رحمت ۱۲۸۸ھ قرار پایا
ہنروران ارباب بین سخن وران نکتہ چین سے امید ہے کہ اس سرمایہ کے عیب و نقصان کو بنگاہ حسین جہان
ملاحظہ فرمائیں اصلاح باصواب سے کہ طریقہ پاک نظران معنی شناس کا ہے کمتر نوازی کو کام فرمائیں تمت

قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در نعتِ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فقر مین تقصیر دیتی ہی لباسِ اغنیا
جسمِ عریان پر اُٹھو ہوتا ہی نقشِ بوریا

خاک مین مل کر ہی ہی مجکو خیالِ خسروی
جانتا ہون مور کی سائی کو مین ظلِّ ہما

ٹسنہ ندیکھا میری حسرت نے کبھی امید کا
آج تک ہی صورتِ ارمانِ مفلس پا رسا

کچھ تو کم ہو جوشِ محرومی خدارا ای فلک
پھر چندی انقلابِ لطفِ بختِ نارسا

فیضِ اربابِ ہمم سے قوتِ بے مایگان
کشتیِ درویش کو دستِ کرم ہی ناخدا

گھر مین بیٹھا عالمِ ایجاد کی کرتا ہون سیر
دل مری پہلو مین ہی آئینۂ قدرت نما

میری اوسکی رابطہ ہی صورتِ مصراعِ بیت
ایک ہین معنی مین دونون اور ظاہر مین جدا

گو اسیرِ گل ہون لیکن نکہتِ گل کی طرح
مجکو سوی اصل ہے ہر دم کشانِ جذب ہوا

میرا ہر نالہ دلیلِ منزلِ مقصود ہے
رہنمای کاروان ہے جو صورتِ بانگِ درا

سر سری اے شیخ میری نقشِ ہستی کو نجان
قطرۂ ناچیز ہوں لیکن ہوں دریا آشنا

عشقِ کامل چاہیے فیضِ جمالِ پاک سے
زینت رفتہ رفتہ نور ہو جاتا ہے پُتلا خاک کا

امتحان گر چاہتا ہے دیکھ سینے کو مری
ہو رہا ہے مشرقِ خورشیدِ مہرِ مصطفےٰ

جسکا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ مثلِ روح و تن
ہر گھڑی آغوش میں تھا شاہدِ قُربِ خدا

طی کیے نہ پردۂ گردون شبِ معراج میں
جیسے عینک سے گذر جائے نگاہِ تیز پا

ایک ذاتِ پاک تھی کونین میں مل کے عزیز
فرشیون کی نورِ ایمان عرشیون کے پیشوا

یعنی بیتِ دو عالم یون سمجھنا چاہیے
تھی خبر ذاتِ مقدس جسکی فکر تھا مُبتدا

عین کثرت میں ہے جتا بندِ وحدت مثلِ شمع
نور بخشِ بزم تھی اور بزم سے مطلب نہ تھا

اک توجہ میں دو عالم کی حقیقت کُھل گئے
قلب تھا لوحِ طلسمِ گنجِ اسرارِ خدا

زندگی بخشِ دلِ مردہ تھا ہر حرفِ سخن
آبِ حیوان تھا دہن لب موجۂ آبِ بقا

سینۂ حاسد سے پوچھا چاہیے اوجِ کمال
سو جگہ سے چاک ہے جس طرح مفلس کی ردا

واہ رے عظمت کہ خاکِ پا کو راہِ فخر سے
کھینچتا تھا ہر ملک آنکھوں میں جائے توتیا

اہلِ بینش تھی مگر بینش تھی ہر دم اوٹ سے
مثلِ دامانِ نگاہِ چشمِ اعلیٰ پارسا

بسکہ فانی ذاتِ حق میں تھے کراماً کاتبین
دم بخود میں صورتِ تصویر گیا تھا کیا ہوا

بی نیازی کی ہے دولت جسکی دولت ہر میں
ہو گیا سنگِ شنیدن جیسے میرا ماجرا

کیا کہوں تم کِ ادب ہے دل تھا یا کوئی صنم
جسکے سایے تک پہونچ سکتی نہ تھی حرص و ہوا

دیکھکر زہد و عبادت اُسکی تسبیح و دعا
عالمِ علوی سے آتی تھی صدای مرحبا

ذرہ ذرہ آئینہ تھا آفتابِ حشر کا
صبحِ عیدِ ہشت جنت اوسکی کوچی کی فضا

ایک ذات پاک تھی صورت چار اوصاف کی
خضر پی علیسیٰ نفس موسیٰ سخن یوسف لقا

واہ ری لطف تکلم وقت ارشاد بیان
حرف ہو کر لب سی آتا نکتۂ علم خدا

تیغ کی جس دم کی تھی سرفروشی اختیار
تشنہ کام زندگی خضر ہستی تھی قضا

کھینچے تیغ دو دم جس دم میان کارزار
روح کا فدیہ اس سے کہتی رضینا بالقضا

سامنی جو آگیا اس سے ہوا سوی عدم
بنگئی شمشیر عریان جادۂ دشت فنا

تھا یہی تسلیم کیجیے ترک ادب کا پاس کر
خاک تو لکھی گا اوصاف جناب مصطفیٰ

چپ ہی تھی ہر دم حضور دل سی یہ کہتا رہی
ای شہ والا حسب صل علی صل علیٰ

قصیدۂ دوم در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ٹپکی ہین دیدۂ بیخواب سی صد ہا گوہر
دیکھتی دیکھتی مٹ مٹ گئی کیا کیا گوہر

داغ اپنی کی وہ نون ہین نہایت بی فیض
کیا مری آبلۂ پای جنون کیا گوہر

بی ثباتی کو مری دیکھ کے آنسو کی طرح
خود بخود ٹوٹ گیا ہاتھ جو آیا گوہر

اشک سی پھر کہین قسمت نگری تر دامن
دیکھتا ہون مین سدا خواب مین گویا گوہر

اشک آلودہ خون ہی تجی غریب تقدیر
دیتی ہین لعل مین کا بھی دھوکا گوہر

پارۂ دل تہ دامن ہی یہان یا آنسو
لعل ایسا ہی مری بخت مین ایسا گوہر

اشک ریزی نہوئی حیرت اندوہ سی کم
ابر تصویر سی برساتا ہی کیا کیا گوہر

تھا وہ غم دوست کہ صناع ازل آگی کی
اشک ہوتا مین بگڑ کر جو بناتا گوہر

چین غربت مین سوا زخم جگر کے معلوم
خوب بیدا گیا جب بحر سی نکلا گوہر

آبرو لاکھہ ہو تمکین جو نہین کچھہ بھی نہین
قیمتی ہو نہین سکتا کبھی ہلکا گوہر

وہ سیہ بخت ہین وریا مین اگر سایہ پڑی
بیگمان قلب صدف مین ہے سویدا گوہر

دل نہین صاف تو کیونکر ہو قبول عالم
سچ ہی کیا خاک نظر سے چڑہی چھوٹا گوہر

دیتی ہین اہل صفا اہل صفا کو قوت
ضعف دل کی لیئی لکھتی ہین اطبا گوہر

کس طرف جوشش مین جاتا ہی ہر اک تسلیم
تا کجا تار پریشان مین پرونا گوہر

چھوڑ انداز غزل وقت قصیدہ آیا
نہ لٹا بیخودی شوق مین عمدا گوہر

عذر شوریدہ سری ہی جو تجہی سن ہمسی
مطلع صاف کہ ہر نقطہ ہو جسکا گوہر

مطلع ثانی

غور سی دیکھہ ذرا مسدحم والا گوہر
آبرو مین در مضمون ہین سوایا گوہر

لاکھہ بیقدری دوران ہی مگر اسپر بھی
مجسی گر پوچھی تو ہمسر نہین اسکا گوہر

یہ دل و جان ہے دل و جان صفا طینت کا
آبلہ ہی جگر چاک صدف کا گوہر

دیکھتا ہون اسی نور دل لوح محفوظ
مارا پھرتا ہی جہان مین تہ دریا گوہر

اسمی ہی حشر تلک زینت نام ممدوح
چند دم ہی سبب رونق دنیا گوہر

گر تامل ہی تو چل منصف دوران کی حضور
نرہی شک سخن اچھا ہی کہ اچھا گوہر

شاہ جمجاہ مرتبہ واجد علی آفاقستان
بحر لطف و کرم و جود کی یکتا گوہر

روز و شب کو ہو اگر عزم تصدق آویز
لعل خورشید بنی عقد ثریا گوہر

شہرت دست کرم قابل نظارہ ہے
دیکھنی آتی ہین دریاسی تماشا گوہر

انقلاب اوسکی طبیعت کو اگر آئی پسند
بحر مین لعل ہو اور کان مین پیدا گوہر

یون ہین چندی جو رہا ہو صلہ ہمت کرم
عالم بحر مین ہو جای گا عنقا گوہر

ہیم لحظہ ہی نہوں ہمت سخا کو کاسنے | ہمہ تن گر نہین کونین سے کے دریا گوہر

بحر و نیسان ہی کوئی اوسکی سخاوت پوچھے | نظر آتی ہین جہان مین تہ و بالا گوہر

دُر فشانی کا یہ عالم ہی کہ ہر کوچے مین | صورت ذرہ نظر آتی ہین صد ہا گوہر

کریہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے | بدلی خرمہرہ کی محتاج نہ دے گا گوہر

سنے نیاز نہ اگر جانب دریا دیکھے | کم ہوا کے قطرۂ شبنم سی زیادا گوہر

پرتو عارض روشن جو دکھائی اعجاز | دم نظّارہ ہوا کے دیدۂ بینا گوہر

واشدِ عدل سی گر عقدہ کشائی وہ کری | روشِ غنچۂ نسرین ہو شگفتا گوہر

رنگ رخ رعب سی ایسا ہو دم رزم سفید | کہ بنے قطرۂ خون تن اعدا گوہر

قطرہ ہای عرقِ چہرہ ہی نادم جو ہوئے | چھپ رہے جا کی تہِ دامنِ دریا گوہر

آبرو بخشی جو ہر بادِ ازل کو وہ کبھے | صاف بنجای ہر اک ذرۂ صحرا گوہر

مشتری ہمت والا ہوئی جب سے اوسکی | لعل ہی دی کی عدن مین بہ بدلتا گوہر

آب یہ قطرۂ نیسان ہین نمانون گا مین | ہوگا اوسکے رخ صافی کا پسینا گوہر

سمجھو سے سخن صاف لبِ رنگین سے | ہوتی ہین لعل مین سے یہان پیدا گوہر

دیدۂ کور کو گر خاکِ کفِ پا سی ملے | پر کہی مر کر ہی شب گور بہین اعمی گوہر

اسقدر ہے سر مظلوم پہ دستِ رحمت | رکھتی ہین گردِ یتیمی کی تمنا گوہر

نقش پا ہی سبب زینت عالم ایسا | جیسے ہو تاجِ سر شاہ کو زیبا گوہر

دیکھ لی گر نگہ گرم سے ہنگام غضب | پگھلی ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

دیکھ انصاف کہ صدمہ جو دیا گردون نے | سر کھلے سحر سے فریاد کو آیا گوہر

اور اک مطلع روشن پڑھون لیا مین | رگ جان [illegible] ہین مضمون مصفا گوہر

مطلع ثالث

تجھپہ کیا صدقی کرون ای شہ والا گوہر
اب نہ کہتا ہی یمین لعل نہ دریا گوہر

لاجرم بحرِ معانی مین لگا کر غوطے
فکرِ غوّاص نے پیدا کیی صد ہا گوہر

سامنے جسکی ہی اک قطرۂ خون لعلِ یمن
پانی پانی ہی ندامت سے دوبارا گوہر

جلتے ہین سببِ غیرِ نظرِ اہلِ نظر
کہتی ہین اہلِ صفا رشکِ مصفا گوہر

فیضِ مدحت سے تری موجۂ نیسان ہی بان
ہر سخن کا مری ہم بہرتی ہین دریا گوہر

پاس ہے خاطرِ نازک کا وگرنہ مین حزین
کس لئی آج سی تا حشر لُٹاتا گوہر

دامنِ چرخ و گریبانِ زمین پُر ہوتا
جس طرف آنکہہ اوٹہاتا نظر آتا گوہر

لب تک آتی ہی جب ہو دعای مقبول
عرشِ اعلی پہ لُٹاتی ہی تمنّا گوہر

ای خدا بحرِ معانی رہی جبتک جاری
جب تلک فکرِ سخنور کری پیدا گوہر

جب تلک قطرۂ نیسان کی صدف ہی مشتاق
جب تلک بطنِ صدف مین ہنی قطرا گوہر

مشغلہ ہو کفِ ہمت کا جہان مین ہردم
شعرا کی دہنِ پاک مین بہرنا گوہر

فرقِ اقدس سے رہی تاجِ شہی کو عزت
تاج ہو جلوہ دہ آپ مصفّا گوہر

قصیدۂ سوم تشبیہ

کس طرح نہ دل تڑپی رگِ جان کی برابر
ہر دم ہی دمِ خنجرِ بُرّان کی برابر

ناکامیِ قسمت سی ہی مجکو تہِ گردون
ہر روزِ تمنا شبِ ہجران کی برابر

تدبیرِ سحر شام کو ہوتی ہی دگرگون
کیا کیا ہین کرم گردشِ دوران کی برابر

نادم مری تدبیر ہی تقدیر سی ایسے
جسطرح پشیمان ہو شیمان کی برابر

روتا ہون یہ قسمت کو کہ رہتا ہی ہمیشہ
گردابِ یم گریہ گریبان کی برابر

آرام یقیں نہیں دمِ ہمسرِ گردون
چکر ہے مجھی گردشِ دوران کی برابر

اللہ ری برگشتہ نصیبی کہ شب و روز
برباد ہون مین گردِ بیابان کی برابر

کیا کیا نہیں ہیں کشتۂ تمنا مین جگر مین
سینہ ہی مرا گنجِ شہیدان کی برابر

آنسو بھی خفا ہین جو خفا بخت ہے مجھسے
رک جاتی ہین آکر سرِ مژگان کی برابر

دشوار ہی جنبش صفتِ نقشِ کفِ پا
گہ ضعف سے ہی گوشۂ زندان کی برابر

کچھ سن کو چھپائی ہوئی جاتی ہی عدم کو
امید مری عمرِ گریزان کے برابر

عالم پہ مری داغ ہو گلزار مین جا کر
ٹھہرون جو کبھی مین گلِ خندان کے برابر

ہر شاخ نصیبون سے سری تیر کی بجای
ہر غنچۂ گل ہو مجھی پیکان کی برابر

ہلتی نہین ہم ہجر دلِ مایوس سی میری
حسرت ہے مجھے داغِ عزیزان کی برابر

دودِ جگری سی نظر آتا ہی جہان تار
ہی صبحِ وطن شامِ غریبان کی برابر

پروانہ تہین سوزِ جگر سے کے نہ عدو کو
جلتا ہون چراغِ شبِ ہجران کی برابر

ناقدریِ دوران سی نہین بات کی قابل
ہر چند کہ ہون ناظمِ شروان کی برابر

لیکن مجھے با اینہمہ ہر وقت ہی تسکین
ہر مشکلِ دشوار ہی آسان کی برابر

کہتا ہون کوئی غم نہین حامی ہی اگر شاہ
جم مرتبہ شوکت مین سلیمان کی برابر

واجد علی آفاق مین کامل صفتِ ماہ
بیمثلِ جہان مہرِ درخشان کی برابر

تا حشر مرا حوصلہ مجھسے رہے بیزار
دارا کو جو سمجھون کبھی دربان کی برابر

قوت دہِ عاجز ہو اگر اوسکی حمایت
روباہ بھی ہو شیرِ نیستان کی برابر

دانش مین فلسفت مین فلاطون ہو کہ بقراط
دونون ہین یہان طفلِ دبستان کی برابر

کس طرح بیان ہو کفِ ہمت کا فسانہ
عالم مین گہر ریز ہی نیسان کی برابر

افلاس کا لیتا نہین دنیا مین کوئی نام — مفلس سے ہے غنی قیصر و خاقان کی برابر

احسان و کرم مین کرم و فیض ہی اوسکی — ہر مور کو دعوی ہی سلیمان کی برابر

حال غربا پر یہ ترحم ہی کہ جیسی — بیکس ہی کوئی رحمت یزدان کی برابر

دلشاد رعایا ہی یہانتک کہ شب و روز — رہتی ہین دعائین لب خندان کی برابر

کیا خوف سیاست ہی کہ بجلی بہی تڑپ کر — چمکی نہ کبہی خرمن دہقان کی برابر

عالم مین بہادر کبہی ایسا نہین آیا — دیکہی ہین ورق دفتر دوران کی برابر

قوت مین شجاعت مین فن تیغ زنی مین — رستم سی فریدون سی سام نریمان کی برابر

کہینچے صف اعدا مین جو ہنگام وغا تیغ — دریا ہو روان خون کا طوفان کی برابر

حاسد کو اگر چاہی گرفتار جراحت — تن پر سر مو ہو سر پیکان کی برابر

کیا رتبہ و شوکت ہی کہ باہین ہمہ عظمت — فغفور نہ بیٹہے کبہی دربان کی برابر

کیا خاک لکہون قصر معلی کی مین تعریف — رفعت مین ہر اک ذرہ ہی کیوان کی برابر

جبریل ازل سی جو اوڑی روز ابد تک — پونہچی نہ کبہی کنگرہ ایوان کی برابر

ہر نقش ہی رنگ گل تر تازہ و رنگین — ہر صحن مکان گلشن رضوان کی برابر

کیونکر نہ مجہی فخر ہو تقدیر پر اپنی — ثابت ہی کہ مین آج ہون حسان کی برابر

گروہ تہی شب و روز دل و جان و جگر ہی — اوصاف شہ قبلہ و ایمان کی برابر

پایا ہی وہ رتبہ ہی کہ پڑہتا ہون قصیدہ — سلطان اولی الامر جہانبان کی برابر

کیا حسن خداداد ہی دیکہی تو عجب سے — کلمہ پڑہے گبر مسلمان کی برابر

جب دیکہی پیشانی و رخسار ہین روشن — ذرات مہ و مہر درخشان کی برابر

انسان و پری کیون نکرین حلقہ بگوشی — فرمان ہی توقیع سلیمان کی برابر

خطبی مین پڑہا جاوی اگر نام نہ اوسکا — اسلام بھی ہو پیشِ کشیشان کی برابر
تسلیم کہان تک ہو بیان مدح سرا سے — مانا کہ روان طبع ہی عمّان کی برابر
ہنگامِ دعا ہاتہ سی دینا نہین اچہا — کہہ جا کی دعا حضرتِ یزدان کی برابر
جب تک مہ و خورشید الہی ہین سیّار — ہی نقشِ قدم عالمِ امکان کی برابر
جب تک جگرِ شمع فروزان ہی الہی — داغِ دلِ پروانہ سوزان سکے برابر
احبابِ شہنشاہ کی خاطر ہو جہان مین — ہر شام رخِ صبحِ درخشان کی برابر
حاسد کو دکہائی فلکِ دشمن آرام — ہر صبح شبِ شامِ غریبان کی برابر
دن بھر رہی پروانی کی مانند پریشان — راتون کو جلی شمعِ شبستان کی برابر

قصیدۂ چہارم ضیا

کوئی میکش مجھی پہلو مین بٹہاتا کیونکر — نہ بنا شیشۂ بادہ نہ بنا مین ساغر
صفتِ جامِ تہی بزم گہِ عالم مین — بی سبب ہی مری قسمت مین لکہی ٹہوکر
نامِ ساقی ہون کہ ہون پیرِ مغان کی تہمت — اہلِ میخانہ مجھی کہتی ہین باہر باہر
دور سی ساغرِ لبریز جو دیکہا مین نی — پی لیا دیدۂ پر آب مین آنسو بھر کر
اس طرح بھول گیا ساقیِ دوران مجکو — جیسی اقرارِ وفا کو کوئی یارِ دلبر
بیکسی دیکہہ کی روتی ہی مری صورت کو — آرزو کہتی ہی کیا مرتی ہو اس جینی پر
جل کی دیتی ہی یہ طعنی مری حسرت مجکو — کیا کہون تجکو پڑین بخت پہ تیری پتہر
کیا کرون کشمکشِ دردِ جگر کا اظہار — اپنی ہستی کو مین دوبہر مجھی ہستی دوبہر
تجکو سنتا ہون جو سنواتی ہی میری تقدیر — لبِ خاموش پہ رہتی ہی نہین ہان مین ہر
فکر میہم سی دل و جان ہین گرفتارِ بلا — شام آفت کی گذرتی ہی مصیبت کی سحر

شکر و شکوہ نہ کسی سے نہ کسی سے تکرار
مجھسے چارہ نہ الم کو نہ مجھے غم سے مفر

تنگ آتا ہون تو آتا ہے مرے دل کو خیال
اے خداوندِ زمین مالکِ چترِ اخضر

داد خواہِ ستمِ دہر ہون اب کس سے کہون
جوشِ غم داغِ ستم کاہشِ دل دردِ جگر

دیتی ہے سُنکے تسلی یہ صدائے غیب سے
ہان نہو خستہ و دلریش و پریشان مضطر

عرض کر جلد یہ افسانۂ حسرت اپنا
آستانِ درِ سلطانِ جہان پر جاکر

شاہ واجد علی ایجادِ جہان کا باعث
صاحبِ طبل و علم مالکِ تخت و افسر

جسکی کوچے مین ہے اک ذرہ تہِ چرخِ برین
روز و شب جلوہ فشان ہے صفتِ شمس و قمر

مل گیا خاک مین یون نامِ ستم عالم مین
جس طرح طالعِ برباد کا میرے اختر

پرتوِ عارضِ پرنور سے روشن ہے جہان
مثلِ خورشیدِ جہان تاب ہے جلوہ گہر

عقل مین شوکت و اقبال مین نیرِ گردون
نہ ارسطو ہے مقابل نہ سکندر ہمسر

عجز سے روح بھی ہین تابعِ فرمان اوسکی
آگ بے حکم نہ دے لاکھ برس تک پتھر

پرورشِ قطرۂ نیسان کی اگر وہ نکرے
موتیا بند سے ہو چشمِ صدف مین گوہر

گر سنے شہرتِ بخشش تو پئے عرضِ سوال
گور سے حاتمِ طائی نکل آئے باہر

زرفشانی کی اگر وصف لکھون کاغذ پہ
تارِ مقیش کی بنجائین خطوطِ مسطر

در پہ اوسکی صفتِ مفلسِ بے برگ و نوا
روز پھرتا ہے فلک اوڑھ کی نیلی چادر

اس توقع پہ کہ خالی نہ پھرے ہاتھ نہین
کاسۂ مہر کبھی ہے کبھی ہے جامِ قمر

غرق گوہر مین کرے جو صلۂ سائل کو
جس طرح آب مین ہے غرق سراپا گوہر

بہرِ تکلیف ابر موجِ تبسم ہر دم
دہنِ زخمِ عدو مین ہے زبانِ خنجر

خشک ایسا نگہِ قہر کا نظارہ کرے
کہ سرِ تیرِ نظر تک بھی نہو خون مین تر

آنکھ سے ستم کی جھپک جاے اگر خواب مین بھی ‏ ‏ دیکھ لے روز وغا قہر و غضب کے تیور

اوسکی محفل مین ہے جم کیف زمانِ زینت ‏ ‏ جام بردار ہے جم آینہ دار اسکندر

حکم خدام کو دے عود جلانے کا اگر ‏ ‏ مجمرہ چرخ بنے اخگر سوزان اختر

اس طرح اہلِ غرض کی ہے نگاہونکا ہجوم ‏ ‏ پردۂ چشم کا ذرات ہے پردہ در پر

رفعتِ قصرِ معلی کی نہ پوچھو تعریف ‏ ‏ دیکھکر بارہ دری چرخِ برین ہے ششدر

یہ کوئی گھر ہے کہ ہے عرش زمین پر پیدا ‏ ‏ یاکہ ہر درجہ ہے بیت الشرفِ ہفت اختر

جھوٹھ بھی سن لے اگر اوسکی فضا کا عالم ‏ ‏ ہشت جنت ہو شب و روز تصدق آکر

لب و دندان کا اگر عکس دکھائے اعجاز ‏ ‏ لعل گوہر ہو بنے لعلِ بدخشان گوہر

اسقدر لطف سے بخشا ہے ہر اک کو آرام ‏ ‏ کہ نہین ہیچ دلِ سیماب بھی ہو مضطر

وہ اگر طول شبِ عیش کو چاہے تا حشر ‏ ‏ پنجۂ مہر سے پکڑی نہو دامانِ سحر

آج تک مدح سے اوسکی نہوا حرف بھی کم ‏ ‏ شعرا نے لکھی ہر چند ہزارون دفتر

کثرتِ خیل و حشم کا جو سنے افسانہ ‏ ‏ چوم لے آکے قدم دستۂ سب سے محشر

باتون باتون مین حضورِ شہ عیسیٰ تقریر ‏ ‏ ہوتی ہین زندہ ہزارون دلِ مردہ آکر

مین جو سمجھا ہون لبِ روح فزا کو اوسکی ‏ ‏ کیا کہون خوف ہے اے حباب کہین گے کافر

نگہ لطف اگر سرخی الفت دکھلاے ‏ ‏ مثل یاقوت کرے دور حرارت اخگر

وہ دبیتا رہے گر اپنی طرح ترتیب ‏ ‏ دفترِ کن فیکون منتظم ہو آکے ابتر

جسکی کہتی ہے ہی فکر و نظمِ سخن ‏ ‏ اور صورت پہ دکھا طبع رسا کی جوہر

پڑھ کوئی مطلعِ باآب کہ سن اسکی جیسے ‏ ‏ غرق حاسد عرقِ شرم مین ہوتا یکسر

مطلع ثانی

کوئی وعدہ ہو جہان آئین پئی تخت افسر
کہاتی ہی گرز شہنشاہ کی سوگند ظفر

گر پڑی ہی فرقِ عدو پہ تو وہ صدمہ کہلای
کہ ہی نقشِ سُمِ گاوِ زمین کا مغفر

جانِ بدخواہ کو اک دم مین جو کہاتی ہی عدم
تیغ ہی یا ملک الموت کی موجِ شہپر

گر دمِ سیر ہو منظور سواری کا عروج
ماہچہ ماہ بنی کوکبہ مہرِ انور

کیا کہون مین اثرِ گرم مزاجیٔ سمند
تر ہو قطرۂ عرق کا صفتِ آب گہر

صرصرِ تیز قدم پاسکے کیونکر اوسکو
ہوش رفتار مین شوخی مین لگی برقِ نظر

تازیانی کا اگر نام بھی سن لی وہ کبھی
ہو یہ جولان کہ نکل جائی گمان سی باہر

سرکشی کیا کری اوس سی کوئی پامالِ غرور
در سواری ہی انجم سی زیادہ لشکر

آستان تک جو رسائی ہو کبھی خواب مین بھی
شکر کی سجدی کری کتنی ہی مین جا کی قیصر

کیا بیان ہو خدم و خیل و حشم کا اوسکی
اسقدر ہین کہ فغفور رہی اونکی چاکر

مختصر ہی سخنِ طول دعا بہ تسلیم
مدحِ سلطان ہی بہت حدِّ بیان سی باہر

کیا ترا حوصلہ کیا تیری حقیقت نادان
ہمہ دانی سی بیان ہیچ ہی اسنی بہتر

صدقِ دل سی یہ دعا کر کہ الٰہی جبتک
جلوہ افروزِ جہان ہین فلک و شمس و قمر

شاہ کی حاسد و بدخواہ عدو کو ہو نصیب
گردشِ بخت سی شورشِ دل و داغِ جگر

قصیدہ پنجم ایضاً

طبعِ رنگین نی کہلائی پھر نئی وہ بہار گل
پھر چراغِ ہوشِ حاسد ہو گیا یکبار گل

دیکھکر چپ ہی مگر کہتا ہی دل مین وا فقط
گلشنِ جنت مین بھی ہی یہ کہین بسیار گل

ہمعصر ہی غیر ہمرتبہ مرا ہو کیا مجال
وہ گلِ ہر رنگ و بو ہی جمع ان کی دستہ بار گل

بلبلِ موزون فغان ہون شعر ہی میرا چمن
نخل ہین مصراعِ رنگین معنیٔ بنجار گل

عطر بیزی گر مری الفاظ قدسی کی سنی
زرد ہو غیرت سے مثل نرگس بیمار گل

راز دار شور و خاموشی ہوں کچھ کہہ دوں اگر
گل ہی بلبل خفا بلبل سے ہو بیزار گل

دیکھ رنگینی بیاض فکر کی بی قصد ہے
دامن ہر لب سے گرتی ہیں بہ ہم گفتار گل

ہوں وہ کامل جذب الفت میں اگر چاہوں کبھی
چھوڑ کر بلبل کو ہو میری گلی کا یار گل

صلح کل میں سب سے ہے مرا بل چلتا نہیں
لائیں گی میری لحد پر کافر و دیندار گل

لیکن اس گلشن میں قحط قدرداں ہے ہوں خراب
جس طرح ہو موسم دی میں ذلیل و خوار گل

وہ گریباں چاک ہوں جاؤں اگر سوی چمن
دیکھکر مجھکو بنی اک دیدۂ خونبار گل

ہوں وہ سودائی جو اپنی چاک سینے سے مثال
کوڑیوں کی مول بکتی ہیں سر بازار گل

ہوں مصیبت آشنا کیا دیکھوں سیر بوستاں
میری نظروں میں کھٹکتی ہیں بشکل خار گل

داغ سودا داغ حسرت داغ دل داغ جگر
پھیلی ہم چار باغ عنصری سے چار گل

ہوش میں تسلیم آتا جب شکوہ دہر کا
سنکے ہر بلبل پریشاں ہی جگر افگار گل

آرزو ہی اور کوئی مطلع رنگین سنا
بی تکلف جس سے ہو ہر نقطۂ اشعار گل

مطلع ثانی

غفلت افزا بسکہ ہی بہر دل میخوار گل
پھول کی بدلی لی آیا ساقی سرشار گل

اوج پہ ہی اعتبار جوشش فصل بہار
کیا عجب بنجائی گر خار سر دیوار گل

جسطرف دیکھو نظر آتی ہی بلبل وجد میں
کر رہی ہی پیچھے سے لے کر بہ منقار گل

کہہ رہے ہیں راز دل ہمجنس باہم شوق میں
مونس پروانہ بلبل شمع کا غمخوار گل

عشق میں ہے سبزۂ دل صیاد و گلچیں بے خبر
ہنس رہے ہیں کھیلکر مثل لب ہشیار گل

کوئی پوچھے دل سے میخواروں کے اعجاز بہار
ہو گئی نقش و نگار خانۂ خمار گل

آرہی ہین نکہتین ہر سمت سو سو ناز سی — ہو رہی ہین یادگارِ طبلۂ عطار گل

شور ہین لاکر دلِ بلبل کو چپ ہین ناز سی — بن گئی لطفِ مزاجِ شاہدِ عیار گل

نور بخشِ دیدۂ سعد و رہی دیدِ چمن — کیا تعجب گر بنی چشمِ اولی الابصار گل

شکرِ قسمت کیا کرون مجکو دکھایا وہ چمن — ہر گھڑی ہی تف فشان جسمین ہی تکرار گل

مدحتِ واجد علی شہ جسکے قدِ جاہ پر — چرخ ہی آبی ربائی کہکشان تیغی وار گل

اس چمن آرا مین نقشہ ہی سراپا باغ کا — زلف سنبل چشم نرگس سرو قد رخسار گل

گر نگاہِ کم سی دیکھی اوسکی قصرِ جاہ کو — مردمک بنجای بہرِ دیدۂ اغیار گل

ہو جو پیدا شوقِ طرہ ہوشِ بلبل کیطرح — اوڑکی پہنچی باغ سی تا گوشۂ دستار گل

روئی روشن کا پڑا پرتو جو وقتِ سیرِ باغ — بنگئی مانندِ خاور مطلعِ انوار گل

جوشِ غفلت مین ہی کیا کیا مدحِ رنگین کا خیال — خواب مین بھی کھلا رہی ہین طالعِ بیدار گل

سر کی بل آتی چمن سی آپ کی پابوس کو — رکھتی گر مانندِ نکہت طاقتِ رفتار گل

گر زبانِ قہر ہو دلبین ہوای سیرِ باغ — خونِ دشمن سی کھلائی شاخِ نخلِ دار گل

تم پہ صدقہ کرنی کو پست و بلندِ دہر سی — آسمان کہتا ہی انجم دامنِ کہسار گل

شہرتِ الطاف اجلسی ہی نگین مزاجی آپکی — ہو گئی میری طرح عالم مین بیمقدار گل

صدقی ہمت کے پہنچو سی بی نیازی ہر زمین — ہین تو کیا ہر فصل مین اچھی گئی ہین ابتدا گل

بن کی گلدستہ جگہ پائی ہی جبسی بزم مین — رکھتی ہین باغِ جنان سی مثلِ ترنج عار گل

طولِ مدحت تا کجا تسلیم روک اپنی زبان — ہو ہما جا ناز کی سی قدردان کو بار گل

وقتِ رحمت ہی چمن پیرائی گن کی سامنی — بھیج باغِ مدعا کی جلد تر دو چار گل

ای خدا جبتک وہ کھائی سر دی گل گریبان — شعلہ ہی جبتک حضورِ مرغِ آتشخوار گل

ای جبتک ہے یاں ضرب و حرب مین مشہور ہے
بہر زخم داغ بلبل مرہم زنگار گل

رزمگاہ دو جہان مین ناوک [illegible] کا
خون اعدا سے ہی ہر دم لب سوفار گل

قصیدہ شیفتہ ایضاً

نغمہ سنجی کی نہ قابل ہی نہ سزاوار فغان
بلبل تصویر ہون کہتا نہین گو بازبان

لاکھ چھیڑ چھاڑ خاطر سے بھی کچھ کہتا نہین
بند رکھتا ہون تنگ غنچۂ پیکان دہان

ہر طرح پوشیدگی حاصل ہی مجکو غیب سی
سینے مین مانند دل ہون دل مین ہون مثل گمان

ہون نہان پیر بانی رمزدان آگاہ سے
میری خاموشی ہی میری اصلی طرح بیان

غیر لاہی کا کہان ہی لطف مضمون بلند
قابل پرواز کب ہی شہپر زاغ کمان

چاہتا ہی خلل بیجا سی کسی دل مین جگہ
بدگمان مجکو بھی سمجھا ہی مزاج قدردان

بسکہ ہون فیض نسیم صبح سے ہوئی ہی کامیاب
گنگ ہی آگی میری سحبان وائل کی زبان

آفتاب صبح عشرت ہون ولیکن [illegible]
ہوتی ہی شام مصیبت کے سیاہی سی عیان

بوی گل ہون گل کو بھی صحبت سے ہی ننگ و عار
ہون سبکروحی سی اپنی طبع نازک پر گران

ہین عبث اغواء اسیری اپنی آزادی کی ہین
تنگ ہی وحشت پہ میری وسعت کون و مکان

جز پریشانی شریک ماتم ہستی نہین
ہون گرد چراغ آہ بزم بیکسان

خاک کی ہی [illegible] غبار دل ہی [illegible] عنصر مین شریک
جی بہر آئی گر مین دیکھون سبزی کشت زعفران

گھر کیا خانہ خرابی سے دل برباد مین
آج کل ہی اپنا سینہ غیرت ہندوستان

عین پستی مین خیال سربلندی ہی مجھی
ہون ترقی آشنا مثل غبار کاروان

شوکت تخت سلیمان ننگ ہمت ہی مجھے
گرچہ ہون منت کش پابوس مور ناتوان

حرف [illegible] ہون کہ منہ سے پھر نہ ہرگز نکل سکون
کلک قدرت گر لکھے سون نہ رو ہی امتحان

گرد آتی ہو پیدا بعد میرے جا بجو
ہین اسیر قافلہ تہا وہ ہی گرد کاروان

رفتہ رفتہ اب یہ دولت بی بری کی ہر مین
بن گیا ہون اعتبارِ وعدۂ وصلِ بتان

اتنی ہی بیجا نہین ہین جو آئی خیال
کون آوارہ کیون پہرتا ہون رہتا ہون کہان

تا کرین پیدا نہ شکلِ قرصِ نان پر کاروار
مجکو چپکا بہی نہین دیتا ہی سنگِ آسمان

سخت مشکل ہو گیا دم بہر بہی جینا دہر مین
خضر نی کیونکر بسر کی آہ عمرِ جاودان

غرض ہین کس سی کرون یہ ماجرائی بیکسی
دوست دشمن جو ہین بیگانہ ستمگر مہربان

دیکھنا کیا فریبِ آمدِ روسی ہو خراب
ہان نہین انصاف کرنا غمگسار قصہ سوان

مجکو سودائی سرِ گیسوی بختِ ارجمند
اور وہ زنجیرِ پای غفلتِ خوابِ گران

ہوشیار ای خامۂ بیہودہ پیما ہوشیار
تا کجا وقفِ زبان آئین و رسمِ شاعران

گل کہلایا چاہتی ہی آمدِ فصلِ بہار
رنگ لایا چاہتی ہی اب آہنگِ فغان

پہر دکہاتا ہی ترقی جوشِ مستانہ مرے
کرتی ہی پہر نازِ معشوقانہ طبعِ نوجوان

پہر نگاہین ڈہونڈہتی ہین مجمعِ احباب کو
پہرتی ہی پہرتی آنکھون مین [illegible] دوستان

بی تعلق ہون تعلق کی تمنا سی مجھے
لپٹی جاتی ہی ہر اک تصویرِ دیوارِ مکان

صورتِ آدم جو دیکھون چاکِ پہلو اس گہڑی
مثلِ حوا [illegible] پہلو سے [illegible] خوش نشان

مطلع مضمون تھا یاد آیا ہے مجھے
جس سے پیدا ہی عروج التماسِ قدسیان

مطلعِ ثانی

اوج دکھلاتا ہی حسن بیست فطرت زبان
بوسہ دیتی ہی زمین لیتا ہی کہیا آسمان

دیکھکر جوبن بہارِ سبزۂ نوخیز کا
گر گیا [illegible] ہی حسن [illegible] نشان

چومتا ہی ہر جہان غنچۂ گل باغ مین
زمزمہ ہو کر بن گیا [illegible] بلبل کی زبان

جوشِ مستی مین جوانانِ چمن کے سامنی
چلتی ہی بادِ صبا کرتی ہوئی اٹکھیلیان

دیکھکر مستون کو دخترِ رز کنارِ جام سے
ٹپکی پڑتی ہی ہمہ تنگِ اشکِ چشمِ گلفشان

ہر خسِ رضوان کا بھی نخوت سی نہین ملتا جواب
بنگیا معشوقِ بی پروا مزاجِ باغبان

خستۂ آوارہ و رسوا و ذلیل و بی وطن
پھرتی ہی پھیری طرح بادِ خزان بیخانمان

سنبرِ شاخ پر پڑھتی ہی بیٹھی عندلیب
خطبہ ہی مدحتِ امجد علی شاہِ جہان

جسکے اوتی ریزشِ زر کی بدولت ہر مین
مختصر ہی طولِ دامانِ زمین و آسمان

پڑ گئی تھی اک نگاہِ مہر جو روزِ ازل
آج تک ہی کاسۂ خورشیدِ انور زرفشان

عادل و مسکین نواز و مہر بخش و ظلم کاہ
صاحبِ جود و سخا و دستگیرِ بیکسان

نکہت افشانیِ دامانِ شمیمِ خُلق سے
ہو رہا ہی حلقۂ آغوشِ عالم عطردان

گر سنی تقریرِ روح افزا تو فرطِ شوق سے
بلبلِ تصویر بہرِ گفتگو کھولے زبان

ہر گدا ہی دہر مین فیضِ جبین سائی سی شاہ
بنگیا ہی داغِ سجدہ کوکبِ بختِ جوان

پشتِ دشمن سے اگر پڑ جاے سایہ تیغ کا
بطنِ مادر سی عدو زادہ ہو پیدا خستہ جان

جس گھڑی کیجی نگاہِ قہر سی سوی عدو
عافیت پیدا کری تاثیرِ مرگِ ناگہان

تیغ اوسکی گر میان عرصۂ رستم چلی
آتی کوسون بہرِ استقبال شورِ الامان

دیکھکر اوجِ مراتب سینۂ گردون ہے چاک
واہ ری نادانی کہ سمجھی ہین اوسکو کہکشان

ہون مین حیران اوسکی اسپِ خوش عنان کو کیا کہون
نبضِ بسمل یا نظر یا جلوۂ برقِ طپان

یا تو آتش پارہ ہی یا مزاجِ گرمِ یار
یا پری یا رنگِ جستہ یا تصور یا گمان

گر خلافِ رای عالی بند و بستِ دہر ہو
دورِ دوران کی طرح برہم ہو ترکیبِ جہان

رفعتِ قصرِ معلی کی لکھون تعریف کیا
تارکِ عرشِ برین ہی زیرِ چترِ سائبان

خاک ہو بوسہ علیسر آستانِ پاک کا
بستی گا و زمین ہی اوجِ فرقِ فرقدان

کھینچتے ہین آنکھہ مین جن بشر غلمان و حور
ہو گیا ہی سرمۂ بینش غبارِ آستان

عالمِ علوی ہی اوسکی دلفریبی پوچھی
گرد پھرتی ہین تصدق کی لیئی آسمان

اس قدر طبعی دی غیرت نی وقتِ ہمسری
چھپ رہا آخر نگاہِ خلق سی باغِ جنان

اوسکی کوچی کی ہوائین رشکِ انفاسِ مسیح
اوسکی چوکھٹ سجدہ آموزِ جبینِ انس و جان

کیا مصفا ہین در و دیوار جسکے سامنے
دیکھہ لیتا ہی بشر سب دل کی اسرارِ نہان

چرخ پر حکمِ قضا سی پھرتے ہین وصفا
صورتِ جاروب بنجاتی ہی شب کہکشان

قصرِ والا مین فروغ افزا ہی ان ذاتِ مکین
شمع روشن جسطرح محفل مین یا قالب مین جان

پھر وہ مین نہی ہی اسطرح بی کیف و کم
جیسے خطِ استوا پر آفتابِ آسمان

شوکتِ اسلام دکھلائی اگر وہ شاہِ دین
پانی پانی ہو کی بہ جائی دلِ سنگِ بتان

ذات اوسکی دشمنِ بتخانہ مانندِ خلیل
مسجدون کی واسطی داؤدِ ثانی ہیکلیان

آفتِ امید کا فِ لطفِ جانِ حق پرست
برقِ کشتِ شرک ابرِ نوبہارِ مومنان

حکمرانِ ملکِ جان سر دفترِ دیوانِ دل
شوکتِ دینِ محمد قوتِ اسلامیان

آسمانِ بخت و دولت آفتابِ عز و جاہ
مشرقِ صبحِ سعادت مطلعِ نام و نشان

بہترین نقشِ حکومت و ادب دارا حشم
دادگر نوشیروان شمشیر زن چنگیز خان

باعثِ تسکینِ دل آرامِ جانِ مبتلا
لمعۂ نورِ خدا روحِ تنِ روحانیان

تا کجا تسلیم جوشِ مدح خوانی ہان خموش
ہو رہی گا پھر کبھی طبعِ رسا کا امتحان

ہاتھ اوٹھا پھر دعا جلدی کہ بامِ عرش پر
کب سی ہین آمادہ آمین لبِ روحانیان

ای خدا جبتک عروسِ نظم ہی خاطر فریب
خوش ثنائی ای خدا جبتک ہی سحرِ شاعران

اے خدا جبتک ہے رعنائی جمالِ اہلِ سخن ۔۔۔ اہلِ معنی اے خدا جبتک ہے رسوائی جہان
شعر میں جبتک ہے غیبت ممدوح کو حاصل رہے ۔۔۔ شوکت و اقبال و جاہ و دولت و نام و نشان

قصیدۂ ہفتم در مدح عالی مناقب والا مناصب نواب مجید یار خان دام اقبالہٗ زیب سورت

مژدۂ مرگِ عدو ہے انقلابِ روزگار ۔۔۔ آرزو بنکر نکلتا ہے مرے دل سے غبار
رات دن بیت و بلند ہو رہا ہے پیشِ نظر ۔۔۔ شوخیاں دکھلا رہا ہے ابلقِ لیل و نہار
جوشِ خاطر ہو رہا ہے داستانِ زلف و دست ۔۔۔ عرضِ مطلب طول ہو جاتا ہے وقتِ اختصار
طرفہ سامانِ طرب ہے آتی آتی تار بان ۔۔۔ نغمہ بجاتی ہے فریادِ دلِ بی اختیار
سینۂ صفحہ ہے صحنِ بزمِ عشرت آجکل ۔۔۔ رقصِ شادی کر رہا ہے خامۂ مضمون نگار
کاروانِ اشکِ حسرت نے کیا ترکِ سفر ۔۔۔ سینۂ عشاق کی مانند خالی ہے کنار
فرق لایا جوشِ شادی خاطرِ عشاق میں ۔۔۔ جای نالہ قہقہہ ہوتا ہے منہ سے آشکار
پاک ہے آغازِ مطلب تہمتِ انجام سے ۔۔۔ ہر تمنا میں ہے طولِ ہمتِ پروردگار
روح بھی مجروح جاتی ہے چلو کی تا افلاک ۔۔۔ آج کل موجِ ہوا کرتی ہے کارِ ذوالفقار
جوشِ مستی میں لحاظِ توبہ و وعظ کہاں ۔۔۔ ساقیا برخیز و ہمت کن شتابی می بیار
چھیڑتی ہے خاطرِ مشتاق کو موجِ نسیم ۔۔۔ گدگداتی ہے طبیعت کو ہوای لالہ زار
مطلعِ رنگین چمن پیرا باغِ فکر ہے ۔۔۔ دامنِ اندیشہ ہے ہمرنگِ دامانِ بہار

مطلعِ ثانی

زندگی کیا مردے بھی ہیں منتِ کشِ فیضِ ہوا ۔۔۔ ہو رہا ہے سبز نخلِ شعلۂ شمعِ مزار
بسکہ ہے جوشِ رطوبت آتی آتی تا زمین ۔۔۔ سبزہ ہو لائے اگر بوئے کوئی تخمِ شرار

کیا تعجب ہے اگر ریش سفید خضر بھی — سبز ہو جائے بہ رنگ سبزۂ رخسار یار

آپ سے باہر ہی کیا کیا ہر گل تر باغ مین — گرتی ہے ڈال مین جامہ گلابی رنگ فرط بادہ بہار

شوخ چشمی کس بیباک کی ہین کیا کہون — جھانکتی ہے پردۂ برگ شجر سے بار بار

ہر حباب آب جو مشتاق حسن دوست ہے — صورت آغوش بنجاتی ہے موج جویبار

دو گھڑی بھی ایک عالم پر نظر آتا نہین — ہو گیا رخصت مزاج باغبان کا اعتبار

عقدۂ زلف صنم کی کھلتین ہین باغ مین — بنگیا ہے داغ لالہ نافۂ مشک تتار

رفعتین دکھلا رہی ہین خاکساران چمن — سرمۂ چشم فلک ہے صحن گلشن کا غبار

واہ کیا فیض بہاری ہے کہ بربادی مین بھی — آج کل ہوست پہ ہے سبکو گمان سبزہ زار

گوش بلبل کو سناتا ہے لب گل ہر طرف — رحمت وہاب یا باغبان والا اقتدار

جسکی احسان و سخاوت جود عالمگیر سے — ہر گدا و بینوا ہے مثل قارون مالدار

حسن وجہ یا کہ شب بھر اشتیاق دید مین — پھرتے گردون ہی کواکب بھی ہمہ تن چشم زار

دیکھ لیتی خواب مین جلوہ جمال پاک کا — حضرت یعقوب کو ہوتا نہ یوسف ناگوار

جلوۂ خورشید تاباں ماہ سے روشن ہوا — داغ رکھتا ہے جگر پر شاہ لیل و نہار

دیکھکر صرف سخاوت کہتی ہے حاتم کی روح — ہمت والا کی صدقے جود و احسان کی نثار

ہو اگر سو نسخہ صبح ازل شام ابد — اور ہو پیدا ترقی صفر مین ہر دم ہزار

صفحۂ کونین پر لکھین کراما کاتبین — ہو نہ تو بھی اک عطای نعم خلد کا شمار

آب گوہر فی و ہم بخشش نے دکھلایا کمال — کشتی درویش طوفانی ہوئی انجام کار

ہر سحر بالای قصر آسمان ہیری طرح — اک نگاہ مہر کا خورشید ہے امیدوار

گر سنی افسانہ جرأت تو فرط خوف سے — نبض بسمل کی طرح تڑپی رگ اسفندیار

دیوان تسلیم
مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

عاشق دلِ خموش ہی حسنِ قدیم کا
یہ بیزبان رقیب بنا ہی کلیم کا

لکھون گر اوسکی قامت و زلف و دہن کی وصف
ہیر سخن ہو عقدہ الف لام میم کا

سوزِ غمِ فراق مین برسون بھڑکا ہون مین
اب کیا جلائی گا مجھی شعلہ جحیم کا

ہر وقت آرہی ہی ہوا باغِ قدس کی
کسکو دماغ خندۂ موجِ نسیم کا

جب سی دلِ حزین ہی گذرگاہ نورِ پاک
مسجود مثلِ کعبہ ہون عرشِ عظیم کا

محتاج ہون غنی سی نہین تہی مین کم
نظارگی ہون حلقۂ بابِ کریم کا

صنعت کو اوسکی دیکھکی دیوانون کیطرح
چلتا ہی تنکی دو ہمہ کیا کیا حکیم کا

مین کیا جو اوسکی کنہِ حقیقت کو پاسکون
گل ہی چراغِ ہوش یہان ہر فہیم کا

پھلتا ہی دل فراق مین اوس نوبہار کی
جوبن ہی داغ ہر گلِ باغِ نعیم کا

عشقِ مسیح مہر نی ایسا کیا ضعیف
عالم ہی جسمِ زار پہ نبضِ سقیم کا

عاشق ہوں کوئی خاص اور ہوں گناہ رحیم
خواہاں نہیں ہیں آپ کی لطفِ عمیم کا

تسلیم کچھ میں شاعرِ رنگیں بیاں نہیں
گلچیں ہوں اپنی گلشنِ طبعِ سلیم کا

۲ ۱۶

گل افشاں عشق ہے دل میں شہیدِ روئے پیغمبر کا
نمونہ ہے مرا سینہ بہارِ ہشت جنت کا

تپِ عشقِ محمد سے دلِ تاریک روشن ہے
چراغِ شامِ بیکس ہے شرارہ داغِ حسرت کا

کھلیں گے قبلہ رخ تربت پہ میرے پھول نرگس کے
لیے جاتا ہوں ارماں دل میں تربت کی زیارت کا

رسالت کی گواہی دوں گا میں دل تشنہ مر کر بھی
کہ انگشتِ شہادت ہوگا شعلہ شمعِ تربت کا

جہنم کیا جلائے گا مجھے جب تنگ آؤں گا
پکار اٹھوں گا بیتابانہ لیکر نام حضرت کا

عجب کیا گر فرشتے گور میں میرا پڑھیں کلمہ
کہ ہر داغِ جگر نقشِ نگیں ہے مہرِ نبوت کا

شمیمِ خلد آتی ہے شہیدِ تیغِ الفت کو
ہر اک زخمِ دلِ صد چاک دروازہ ہے جنت کا

لباسِ کعبہ بھی ہے شہپرِ جبریل محشر تک
لکھوں گر حالِ ہو ناتواں وصفِ عظمت کا

عتابِ کم نگاہی ہے شفیعِ عاصیاں کب تک
چھٹا جاتا ہے دامن ہاتھ سے امیدِ رحمت کا

یہی حشمت اگر ہے تو معاذ اللہ محشر میں
سیہ کاری سے مجرم کی نہ لکھی نسخہ شفاعت کا

تمنا ہے مجھے گر ہمرہی کی کوئے اقدس میں
کسی ادھر کو مژدہ دو مجھے فردوسِ جنت کا

نہ جائے گا یہ سودا خاطرِ ہمدم سے مر کر بھی
گریباں ہوگا میرا ہاتھ میں صبحِ قیامت کا

وسیلہ گر نہ ہوتا آپ کے وعدے کا محشر میں
سہارا ٹوٹ جاتا میرے دل کی طرح امت کا

تو سن اے رب میں کہتا ہوں تجھے یہ انصاف کیتا ہے
گنہگاری کا مجھ پر خاتمہ ہے پھر شفاعت کا

ہزاروں داغِ الفت ہیں آتشِ سوزِ جسم بھی
خدارا داد دو ہر ہی کوئی جیتا آپ حسرت کا

بلند کیا کروں کیا شکوہ تسلیم پستی میں
کہ نقشِ پا بھی آتی ہے تقریباً حضرت کی اوست کا

مرادیں تو جوانی کی بر آئیں عہدِ پیری میں
کٹی شب صبح مجکو گویا کھلا دروازہ زندان کا

دلِ نالان کا ہمی داغِ الم دم بھر نہیں ہٹتا
اجارہ ہو گیا ہی خانۂ مفلس پہ مہمان کا

ملا ہی کونسا رشکِ سمن یارب گلی جس سی
گریبان پر گمان ہوتا ہی صبحِ گلستان کا

رفیقانِ جنون کی آمد و رخصت برابر ہی
کھٹکتا ہی نکلنی میں بھی خارِ مغیلان کا

کٹی عمرِ دو روزہ مثلِ شیشہ بزمِ عالم میں
نہ سر پیدا کیا ہمنی لیا احسان نہ سامان کا

سنو کچھ اور بھی تسلیم میری نالہ ہوں
ارادہ ہی ترقی پر ابھی طبعِ سخندان کا

۱۲ ۷۵

تماشا جامہ زیبی دیکھی کی خونِ شہیدان کا
گریبان پیرہن میں ہی ہلالِ عیدِ قربان کا

جنون میں بھی شریکِ بیکسی ہی تن جسمِ عریان کا
کبھی ہی منہ میں دامن کبھی ہاتھ گریبان کا

اجل محروم پھر جائی کوئی بوسہ جو دندان کا
کہ میری حق میں یہ موتی ہی قطرہ آبِ حیوان کا

دلاتا ہی ہمیں کیوں یاد واعظ صبحِ فردا کی
غمِ محشر کوئی ضد نہیں ہی شامِ ہجران کا

ٹپکتا ہی نہانی میں جو قطرہ اونکی بالوں سی
گمان ہوتا ہی زلفِ پُرشکن پر ابرِ نیسان کا

وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد میں جاتا ہی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کی ایمان کا

صبا اوڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگِ بلبل کی
گریبان گل نی پھاڑا اسی کہیں غنچی ہوئی مشتِ پریشان کا

جنون میں یہانتک جھک گیا ہی ناتوانی سی
کہ مجکو حلقۂ زنجیر حلقہ ہی گریبان کا

میں وہ آتش قدم ہوں گرمیِ رفتار نی میری
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمعِ سوزان کا

تلاشِ یار کی سرگشتگی مر کر بھی باقی ہی
بگولا پھر رہا ہی آج تک خاکِ غریبان کا

پشیمان کی ہوئی فصلِ جنون اے ضعف میں صدقے
کہ تو نی فصلِ گل میں کھیلا پرزہ گریبان کا

ہوئی جب قید سے رخصت جسم پر جو نوبت نظر آیا
گیا ہمراہ یوسف کی وہ جوبن کنجِ زندان کا

فلک کی شکل بدلی فرقتا جوزہ وصلت کے
عجب سختی کہتا ہون مین شب تکلیف ہجران کا

جنون کے جوش مین کہا زندگی کٹتی ہے راحت سے
کرم ہے فرقت غربت کا سبب احسان بیابان کا

اثر کرتی نہین اعلی کو صحبت پست فطرت کے
ہوا دامن گرد آلودہ عکس ماہ تابان کا

کیا ہے تیر باران اس قدر بے رحم قاتل نے
کہ پہلو مین ہر دل نازک ہے شیشہ آب پیکان کا

بستر تاہون عریان مثل طفل اشک محرومی
پشیمان ہے تیغ دامن کا نہ شرمندہ گریبان کا

ادہر سے قافلے لاکہون گنہگارون کے جاتی ہین
الہی عالم رحمت مین کیا ہے قحط عصیان کا

جنون صحرا مین بہی آکر نہ آزادی ملی ہمکو
یہان بہی حلقہ آہو ہوا ہے حلقہ زندان کا

کہلا گرمی سوز دروں نے کردیا پانی
بتائے کیا پتا قاتل دل مجروح پیکان کا

ابہی تک گہر مین بیٹہا غیر سے باتین بناتا ہے
جنازہ اوٹہ گیا غافل ترے ناکام ہجران کا

جہنم ہو کہ طوفان کہتی ہین کچہ نہ جچی ہمکو
دل پر سوز کا صدقہ تصدق چشم گریان کا

جنون پہر کفن بے سوا نکلا لاش غریبان کو
کہ بس ہے پردہ پوشی یکسان دامن بیابان کا

اوب آمیزی دست جنون طرفہ تماشا ہے
جہکا آتا ہے سوی پای دامن سر گریبان کا

مقابل آج ہے تسلیم خستہ اہل معنی سے
خدایا آبرو رکہنا تصدق شاہ مردان کا

تہ خنجر رہا تک پاس تہا قاتل کی امان کا
برنگ شمع کشتہ جل گیا خون تیغ خندان کا

گران ہے جامی جنون کیا دل پر صدمہ سنگ طفلان کا
کہ ہین جن پیرہن پایا ہو اختی وران کا

وطن مین تازہ وارد ہون طبیعت مین کہان ہلچل
ابہی پہرتا ہے آنکہون مین ہی نقشہ بیابان کا

دو عالم قتل ہو گا اک نگاہ ناز سی تیری
ستمگر کسکو دی گا خونبہا خون شہیدان کا

کبہی اشک نے دیکہا اور کچہ جز اشک محرومی
ملا [illegible] دامان [illegible] کا

فروغِ داغِ ہجرِ رفتگان و ہم ہے سینے مین
بہروسا کیا چراغِ تربتِ گورِ غریبان کا

دلون مین ہوشیاری تفرقہ انداز ہوتی ہے
کہ بیداری سی ست جاتا ہی باہم وصلِ مژگان کا

نہی شکلین ہمارون وزین بنکر بگڑتی ہین
دلِ بربادمین نقشہ ہی بازیگاہِ طفلان کا

کہون کیا اضطراب اسکا اِدہر آئی اودہر بہاگے
شبِ وصلت یہ سایہ پڑ گیا عمرِ گریزان کا

کہانتک نازِ بیجا سخت جانی ابتو فرصت دے
کہ دم گہٹنی لگا ہی اونکی شمشیرِ صفاہان کا

کیا کیون پہلکر زخمونکو پردہ آج ای قاتل
دلِ مجروح نی شاید شگافِ زخم سی جہانکا

دکہا جاتی ہین وہ تسلیم صورت چہپکی غیرون سے
اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوقِ پنہان کا

پہونکتی کیا نالۂ سوزان سی گہر صیاد کا
حوصلہ ہی حوصلہ تہا بلبلِ ناشاد کا

کیا کہون مین شل ہی عالم دلِ ناشاد کا
سینے سی لب تک بہرا ہی حوصلہ فریاد کا

کم نہین ہوتا ارادہ خاطرِ ناشاد کا
شام سی منہ چومتا ہون صبح تک فریاد کا

گر یہی ہی پاس او ظالم تری بیداد کا
حشر کی دن بہی نہو گا حوصلہ فریاد کا

دیکہتا ہی باغ مین عالم قدِ آزاد کا
آب جو ہی آینہ اوس غیرتِ شمشاد کا

کہہ دیا کیا تیرہ بختی نی کہ ٹل سکتی نہین
آج کچہ ہٹ پر ارادہ ہی شبِ فریاد کا

مرتی دم بہی ساتہ ہی سرگشتگی تقدیر کے
حلق پہ پہر پہر گیا منہ خنجرِ جلاد کا

کیا الگ رہتا ہی عاشق کو ملا کر خاک مین
چرخ بہی شاگرد ہی میری ستم ایجاد کا

ظالمون نے کر دیا خالی گل و بلبل سی باغ
گہر ہی گلچین کا بسا آباد گہر صیاد کا

دستِ گلچین خشک ہو کر رہ گئی صد شکر ہی
صبر ٹوٹا عندلیبِ آشیان برباد کا

کیا حرارت تہی کہ کہائی جنون سے جا بخون
پانی پانی ہو گئی نشتر یہ کیا فصاد کا

ای جنون طبع تو سلاسل پہ کرتی ہی آنکھین لال
دل اُٹھی سی توڑنا اچھا نہین جلاد کا

اپنی غفلت نے بھلایا دل سی عارض کا خیال
خود فراموشی نی گھر لوٹا تمھاری یاد کا

شام کو جو دیکھتی ہین صبحدم وہ کچھ نہین
خواب کا نقشہ ہی نقشہ عالم ایجاد کا

مجھسے مونون سیکھی شست کوہ مین آداب عشق
ہون معلم قیس کا استاد ہون فرہاد کا

مُنہ پہ چھٹتی ہی ہوائی بی تری گلزار مین
رنگ میرا ہمسفر ہے نکہت برباد کا

تہا وہ غمگین رو دیا سنکر نوید عیش ہے
شور ماتم ہوگیا غل مبارکباد کا

نالہ کیسا کہہ رہی ہی گل سی بلبل باغ مین
کچھ لکھا تقدیر کا افسانہ کچھ صیاد کا

یاد آتی ہین لحد مین حسرت اندوہ و غم
داغ ہی دلپر متاع خانہ برباد کا

اوج سی اپنی پشیمان ہوتی ہین بیداد گر
سرنگون پایا ہمیشہ چرخ بی بنیاد کا

کیا نحوست تھی ہے چہری کا سماں سادن بھر رہا
صبحدم دیکھا تہا مین نی آج منہ صیاد کا

بدگمان جلاد ہے غیرت سی ہین تیغ ماں آب آب
زخم نی پانی چرایا خنجر فولاد کا

یاد کسی پہ وہ نشین کی آگئی عصمت مجھے
آکی لب تک رک رہا نالہ دل ناشاد کا

فیض صحبت سے کوئی ادنی ہوا اعلی کیا مجال
آدمی ہونا نہین ممکن کبھی ہمزاد کا

عشق بی تاثیر کی بخشی ندامت اسقدر
روز و شب آنچل ہی منہ پہ دامن فریاد کا

باپ کچھ آوار کی اولاد کی کرتی ہی قتل
زخم گل شاہد ہی جبر نکہت برباد کا

بخت بلبل کی ہین صیاد کی فصل گل آئی نہین
پڑ گیا صحن چمن مین جھو پڑا صیاد کا

جب ملی گر گلی ہی زخم تن خندان ہوئی
ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا

دیکھتا ہون بیکسی کا اپنی جوبن قیمت قتل
آئینہ ہی منہ مجھی نامہربان جلاد کا

خاک ہی غم کر دل پہ داغ ہی آتش فشان
پاسبان ہی غول اجری خانہ برباد کا

شعر جاں پرور لبِ شیریں سے نکلی واہ کیا
دم بھری آئینہ کیونکر گویا مادر زاد کا

قید سے آزاد ہیں رنگین مزاجانِ چمن
خار سے الجھا نہ دامن نکہتِ برباد کا

بیڑیاں لے آتا ہے پہنانی کچھ ایسی کر دعا
ای جنون مجکو مبارک ہو قدم حداد کا

وہ ہوا خواہ اسیری تھی کہ آزادی کے بعد
رو دیے ہم دیکھکر خالی قفس صیاد کا

کیا لگائی ہیں کسی نے شاخِ گل کی تیلیان
بلبلیں آنکھوں سے ملتی ہیں قفس صیاد کا

باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی ہے قتل
زخمِ گل شاہد ہے بچۂ نکہتِ برباد کا

کیا چھپی ہے [illegible] تسلیم رازِ نیک و بد
ہر بشر کی ساتھ اک جاسوس ہے ہمزاد کا

مرگئی ہے شعلہ فشان ہے دلِ پُرسوز مرا
گرمیان کرتا ہے اب تک نفسِ سرد مرا

دیکھکر وہ گلِ نوخیز ہے ہنس دیتا ہے
اب تو ہے اور ہی جوبن پہ رخِ زرد مرا

دشمنِ عیش نہ ہو دل کی تمنا اس سے
دوستی کی نہیں قابل دلِ پُردرد مرا

وادیٔ عشق میں ہوں روزِ ازل سے برباد
پوچھتے کیا ہو ٹھکانا صفتِ گرد مرا

ہوں وہ دیوانہ کہ منشیٔ قضانی تسلیم
پہلے مجنون سے لکھا نامِ سرِ فرد مرا

کرتا ہوں ذکر میں دمِ پیری شباب کا
افسانہ گو ہوں عالمِ حسرت میں خواب کا

ہر چند فاقہ مست ہوں ہمت بلند ہے
بدلوں نہ آفتاب سے ساغر شراب کا

کاہل سے ہے مریضِ اجل کی دوا محال
رعشہ مسیح سے نہ گیا آفتاب کا

جس دم بھرا ہے [illegible] تنگ ظرف کچھ نہیں
ہستی کی ہے دلیل ابھرنا حباب کا

بیماریٔ فراق میں گذری تمام عمر
آنکھوں نے میری خواب بھی دیکھا نہ خواب کا

[illegible]
موزوں ہی [illegible] حال مری اضطراب کا

روتا ہون بر سون عارضِ گلگون کی یاد مین / سینچا ہوا ہی نخلِ محبت گلاب کا

مژگان تک آئی تہی نگہِ گرم بہی نہین / تر ہو گیا پسینے سے دامن نقاب کا

دونون جہان مین لطفِ خموشی نہین نصیب / جہگڑا ہی گور مین بہی سوال جواب کا

خالی ہی بادہ سی تو دل کو ہے / رہتی ہو سامنے مری ساغر شراب کا

حسرت گئی نہ دیکہتی ہی نیا ایامِ شباب کی / باقی ہی کچہ اثر ابہی آنکہون مین خواب کا

اہلِ زمین کی واسطی ساری ہین حادثی / صرصر سی گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا

خالی ہر ایک تن ہی نہ ہر گز آسمان مین کہی / عالم ہی چشمِ غیر مین چشمِ حباب کا

امکان نہین ہے خضر و مسیحا کی ساتہی / کچہ حال کہہ رہا ہی مری اضطراب کا

اللہ ری شعشعی رخِ تابانِ یار کے / چہمن چمن کے نور سے پردہ بنا ہی نقاب کا

نقش آ گیا ہی دیکہ کی گلچین خزان کا رنگ / چہیٹا دی عندلیب کے منہ پہ گلاب کا

دل مین تو ان کی یاد سی کرتا ہون عرضِ حال / پہلا نہین سوال مین میری جواب کا

قدرت نما ہون مین نہین کچہ سینے کو خلل / دی تیل جل رہا ہی چراغ آفتاب کا

برباد پہر رہا ہون نہین کچہ حصول خاک / گویا بگولا ہون مین جہانِ خراب کا

ہر دم خیالِ دیدہ سیکون کی جوش مین / پہلو مین دل ہی یا کوئی شیشہ شراب کا

حیرت سی ہی دیدۂ تصویر کی طرح / شرمندہ دید کا نہ پشیمان مین خواب کا

کیون کبہی بغل مین کبہی بوسی لون اگر / قسمت لگی قبا کی مقدر نقاب کا

یاد آگئی ہی مجہ کو کسی کی نگاہِ مست / ہر قطرۂ سرشک ہی قطرہ شراب کا

ایسا ہوا جو کشتہ یہ سیماب ہو گیا / کچہ رنگ لی اوڑا تہا مری اضطراب کا

گویا ایک شیشی سی مردم آبلی تی تو بہ کی / جب دیکہو سرنگون ہی پیالہ حباب کا

آنکھیں جو بند ہوں کی کھلیں پھر نہ وہ شکل
گذرا بہ رنگِ خواب زمانہ شباب کا

تصویرِ آئینہ ہوں بتوں کی حضور مین
خوگر سوال کا نہ پشیمان جواب کا

مرتا ہوں بے ثباتیِ ہستی پہ بعدِ مرگ
بالای قبر چاہیے گنبد حباب کا

ثابت ہوا مسیح بھی آتی ہیں ای فلک
سادہ پڑا ہوا ہے ورق آفتاب کا

آنکھیں ہجومِ کیفِ جوانی سی بند ہیں
دورِ شباب دور ہی مجکو شراب کا

ہیں کیا کہ آینہ بھی ترستا ہی دید کو
شاکی نہیں ہی کون تمہاری نقاب کا

لکھی ہیں شعر مین جو بیاضِ جبین کے وصف
دیوان کا ہر ورق ہی ورق آفتاب کا

۹

تسلیم اضطراب کی بدلی ہو دل کو چین
آئی زمانہ جلد کہیں انقلاب کا

۲۰

حشر میں پوچھو نہ عالم عالمِ اسباب کا
یاد ہی بھولا ہوا اسکو فسانہ خواب کا

سوزِ غم سی کیا کہوں عالم دلِ بیتاب کا
داستانِ برق ہی افسانہ ہی سیماب کا

کشتہ ہوں ای شامِ غربت حسنِ عالمتاب کا
دی کفن مجکو سحر پر چادرِ مہتاب کا

تا فلک پہنچا ہی طوفان دیدۂ پر آب کا
کہکشاں کی موج ہی گرداب ہی مہتاب کا

سنتی ہی حالِ پریشان اوڑ گئی آنکھوں سی نیند
میرا افسانہ نہیں افسون ہی کوئی خواب کا

چشمِ مجنون سی چمن کو دیکھ ای بلبل ذرا
محملِ لیلی ہی ہر غنچہ گلِ شاداب کا

گردشِ دیوانگی مین ساتھ ہی سیلابِ اشک
حلقۂ زنجیر اپنا حلقہ ہی گرداب کا

روتی ہوتی دل مین کوئی داغِ حسرت ہی نہیں
گھر مرا لوٹا ہوا ہی آمدِ سیلاب کا

آج تو گستاخیِ مشتاق ہو ای جان معاف
رک نہیں سکتا ارادہ خاطرِ بیتاب کا

انتظارِ یار سی تھمتی نہ دم بھر شکر ہے
چشمِ والی رکھ لیا فرقت مین پردہ خواب کا

زینتِ ظالم نہین کہتی جہان مین اعتبار
چند دم رہتا ہی جوبن پنجۂ قصاب کا

اتحادِ پست فطرت باعثِ راحت نہین
پانی پانی دل ہی بطِ چاہ سی مرغ ولاب کا

دہر مین بیحرص طوفانِ بلا سی پاک ہین
کشتیِ درویش کو خطرہ نہین سیلاب کا

حشر کو اوٹھنا ہی عریان دوست کیون پہر کفن
کرتی ہین شرمندہ مجھکو عالمِ اسباب کا

جنبشِ ابروی قاتل دیکھکر مر جائین گے
ہم نہ لین گی سر پہ احسان خنجرِ بی آب کا

دل سی بیجا یہ کی پوچھی عزتِ مہمان کوئی
خانہ ویرانی کی سر پر ہی قدم سیلاب کا

بعدِ مردن بھی خیالِ صحبتِ یاران رہا
گردِ دامن بنگئی ہون پابوس مین احباب کا

کشتۂ شبہای دوری ہون مصور کو مری
موقلم کیوا سطی لازم ہی پرِ سرخاب کا

سیلِ گریہ نی دکھایا خانہ ویرانی کا جشن
رقصِ شادی بحر مین چکر بنا گرداب کا

۱۰ — ہر گھڑی ہی ساتھ دم کی فکرِ نظمِ آبدار
ہر نفسِ تسلیم رشتہ ہی درِ نایاب کا — ۲۴

عمر بھر صورتِ تصویر مین گویا نہوا
کیا تمھین سی کہا ہی جو افشا نہوا

نالہ نی چھیڑی ہوئی غیر کی پیدا نہوا
ہین لبِ نی کی طرح آپ سی گویا نہوا

داغ کیا یاس کو بھی ہجر گوارا نہوا
ایک دل پر مری کس کس کا اجارا نہوا

آبرو نشو و نما کی کہان غربت مین نصیب
طفلِ اشک آنکھ سی گر کر کبھی برپا نہوا

کچھ تو ایسا ہی تمھارا جو اڑی ہین ورنہ
پہلی در پہ کبھی غیرون کا اجارا نہوا

عہد کیا کیا تھے مگر وقتِ جدائی دیکھا
غیر تو غیر ہی اپنا دلِ شیدا نہوا

صفتِ اشک چکیدہ یہ فلک نی کھویا
کہ دمِ حشر بھی کوئی مرا جویا نہوا

ہای کیونکر نکرون مین گلۂ محرومی
لاکھون ارمان تھی اور ایک بھی پورا نہوا

عمر بھر رشکِ عدو ساتھ تھا کہتا کیا حال
وہ ملا بھی کبھی تنہا تو مین تنہا نہوا

ملک الموت کی بھی جان غضب مین پڑتی
ہای اسد عمِ سرِ بالین وہ مسیحا نہوا

خون رلاتی رہی بد فالیِ شادی ہمسو لنا
زخم کی طرح مبارک مجھی ہنسنا نہوا

نزع مین سبھی ندیا سبزۂ خط کا بوسہ
ڈوبتے کو کبھی تنکی کا سہارا نہوا

خشک آنسو نہوئی طعنۂ اعدا سُنکر
خاک اوڑائے سہی بیابان کبھی دریا نہوا

مثلِ شمع تہِ فانوس رہا جلوہ فگن
اوسنے پردہ بھی کیا ہمسی تو پردا نہوا

کیا کہون مرتی ہین کس بات پہ دنیا والے
ای اجل مجھکو تو جینا بھی گوارا نہوا

شکل وہ کہلائی دمِ نزع نہ اوسکا فرقے
کیا کہین خاتمہ بالخیر ہمارا نہوا

کاملِ راہِ طلب قید سی کبھی آزاد
موج سے سلسلہ برپا سے کبھی دریا نہوا

شکلِ تصویر ہوا خلقِ جہان مین بیدل
مین کسے طرح ہوا خواہِ تمنا نہوا

نقش بر آب تھی ہم مٹ گئی بنتی بنتی
چہرہ پرداز بھی ہیہات شناسا نہوا

تھی وہ تصویرِ خیالی کہ سوا مٹنی کے
مفت بھی کوئی خریدار ہمارا نہوا

ظلمتِ دل ہی وہی لاکھ جلایا غم نے
پھونک دینی ہی سہی اس گھر مین اوجالا نہوا

ہاے رہی شک شبِ وصل مین اوسکا فرکو
پیار کرنا ہمین اپنا بھی گوارا نہوا

اوس فسونگر کی نظر ایسی مرے دل کو لگے
چشمِ بیمار کی صورت کبھی اچھا نہوا

۱۱	کیا کہون پھوٹ گئے دل مس گل ہی سی تسلیم صورتِ نکہتِ برباد حسین کا نہوا	۲۳

زور دکھلاتا ہی کیا کیا ضعفِ جسمِ زار کا
رنگ اوڑنی کو ترستا ہی مری رخسار کا

وصف ہی ہر شعر مین ہو می میان یار کا
میرا دیوان منتخب ہی مخزن اسرار کا

دید کی قابل ہی جوبن سبزۂ رخسار کا
معجزہ ہی سبز ہونا آگ پر گلزار کا

رات دن یونہین پڑیگی عاشقونکی گر نگاہ
بند ہوجائیگا روزن خود بخود دیوار کا

سخت جان ہون ہاتھ ایسا آج اے قاتل لگا
معرکی مین نام ہوجائی تری تلوار کا

خاک تسکین دے دلِ بیتاب کو پیغامِ وصل
کچھ فریب آمیز ہی وعدہ بتِ عیار کا

لاکھ جی ترسی مگر آرامِ تنہائی محال
میری بالین پہ اجارہ ہوگیا غمخوار کا

سیکڑون ہی عرصۂ محشر مین جائی سرخرو
مُنہ دہلا دی آج ساقی مے سے استغفار کا

کیون اوٹھاتا ہی ستمگر اپنی کوچی سی مجھی
ابتو سایہ بھی نہین سر پر تری دیوار کا

ناتوان تھا خانہ ویران مٹاتی کیا مجھی
پس گیا مین گر پڑا سایہ اگر دیوار کا

باعثِ زینت ہوا سوزِ جوانی دہر مین
داغِ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا

عالمِ فانی سی تنہا ہی لحد آتا ہون مین
قافلہ ہی ساتھ میری حسرتِ دیدار کا

دہر مین ظالم ہمیشہ رہتی ہین شادی نصیب
کم نہین ہوتا کبھی خندہ لبِ سوفار کا

کیا خراباتِ محبت مین فلک کی آبرو
ایک جامِ واژگون ہی آپ کی میخوار کا

مر رہی ہین فرقتِ ابروی جانان مین رقیب
برجِ عقرب مین ہی اخترِ طالعِ اغیار کا

نیند کیا آئی اسی کل چشمِ روزن رات دن
پاسبان ہی بختِ خفتہ دیدۂ بیدار کا

رحم کی بدلی کیا احسانِ عداوت اور بہی
حوصلہ رکھتی سوالِ زخمِ دامندار کا

اس قدر کیون پیچ مین ڈالا ہی قسمت نے مجھی
مین کوئی مضمون نہین ہون کاکلِ خمدار کا

کیا نسیم آہِ بلبل نی کھلایا ہی ابھی
داغ کی دنیا ہی بو ہر گل مری گلزار کا

دخترِ رز کی دہر کیون لیچلا ساقی مجھی
خون ہوگا گردنِ مینا پہ استغفار کا

کیون نہ مرتا تیری در پر آکی مین خانہ خراب
میری قسمت مین کفن تھا سایۂ دیوار کا

شیخ کا اشتراکِ پائی کفر سی خالی نہین | رشتۂ تسبیح سلیمانی مین ہی زنار کا

۱۴

شرطِ الفت ہی یہی تسلیم بعد حشر بہی
ہاتہ سی دامن نہ چھوٹی احمدِ مختار کا

۱۵

عالمِ نقش و نگین عشق مین اپنا ہوتا | جان کنی ہوتی ہمین نام کسیکا ہوتا
موت ہی آتی نہ بالین پہ مسیحا ہوتا | کیا برا تھا مرضِ عشق جو اچھا ہوتا
انقلاب اثرِ عشق جو پیدا ہوتا | دستِ یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا
غش تجلی ہی مجہی صورتِ موسی ہوتا | ہای پردہ بہی نہوتا تو یہ پردا ہوتا
کاش پہلو مین نہ میری دلِ شیدا ہوتا | اور ہوتا تو نہ کم حوصلہ اتنا ہوتا
مجکو مرنا شبِ تکلیف مین جینا ہوتا | ملک الموت بہی آتا تو مسیحا ہوتا
کیا پڑی تہی جو تری در پہ پڑا رہتا مین | مثل سایہ کہین پیدا جو ٹہکانا ہوتا
مانعِ کوچۂ قاتل ہوئی ناحق احباب | آج جو کچھ مری تقدیر مین ہوتا ہوتا
نعش پہ کاہی کو آئی سر مدفن آلے | عہد پیمان شکنی خوب نبہا ہا ہوتا
خاک تہا کر دیا برباد صبا نی صد شکر | اور انجام مرا اسکی سوا کیا ہوتا
تہا مین وہ تنگِ جہان ٹوٹ ہی جاتا جو کبہی | دیکہکر چین بجبین موج سی دریا ہوتا
کرتا کیا شکوۂ سفاک کہ ہمت پہ مری | خون برسون دہنِ زخم نی تہوکا ہوتا
لاکہہ اغیار پڑہاتی نہ کبہی وہ سنتی | کیا نہ لکہتی مری قسمت مین جو لکہا ہوتا
مر گیا دشت مین صد شکر کفن کی خاطر | کیا مین شرمندۂ احسانِ احبا ہوتا
تم اگر بام پہ ای جان دمِ رویت آتی | ماہِ نو حلقۂ آغوشِ تمنا ہوتا
عشق مین لذتِ حسرت کوئی مجہسی پوچھی | نامرادی بہی نہوتی تو مزا کیا ہوتا

۱۴ ہای سنتا ہون کہ رو دیتی ہین سنکر تسلیم
کاش نالہ بہی مرا شکوۂ اعدا ہوتا ۱۵

تہوگا حشر مین کوئی کسی کا
بہروسا ہے تو اپنی بیکسی کا

نہین معلوم بگڑی آج کس سے
مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

دل اپنا ہے جبہی چاہین گی دین گی
اجارہ ہمین کیا ناصح کسی کا

رولاتا ہے مجہے کیون اسقدر بخت
لیا تہا نام مین نی کب ہنسی کا

سدا گریان رہا مانند شبنم
نہ دیکہا منہ مری غم نے خوشی کا

نہ کچہہ دنیا مین رکہتا ہون نہ دین مین
بہلا ہو دو جہان مین مفلسی کا

مجہی مرنی دی جیتے جی ہتون پہ
یہی ناصح مزا ہے زندگی کا

ہنسی جب زخم خون حسرت سے روئی
نہ توڑا ہمنی دل افسردگی کا

لحد مین بہی وہی غفلت ہی اپنی
نہ چہوٹا ساتہ مرکر بیخودی کا

بحیرت دیکہتی ہین وہ مجہے آج
تماشا ہون مین چشم نرگسی کا

یہ جوبن چند ساعت میہمان ہے
بہروسا کیا ہے حسن عارضی کا

پریشان ہین ازل ہی صورت زلف
مداوا کیا ہماری برہمی کا

خیال آیا تری رحمت کا جسدم
جگر پانی ہوا تر دامنی کا

سلامت ہین ابہی تک زخم دل سب
بڑا احسان ہے بیچارگی کا

جو دیکہین اس بت کافر ادا کو
دہرا رہ جای تقوی شیخ جی کا

تن خاکی کو ہے چوڑا لحد مین
خیال آیا جو عہد بیکسی کا

مجہی دو گز زمین دی بعد مردن
کہان یہ حوصلہ چرخ دنی کا

١٤ | مرا جو نالۂ موزون سے ہے تسلیم
تصدق سے ہے نسیم دہلوی کا | ٩

وعدہ جو کیا شام کو وقت سحر آیا — اوس ماہ مین خورشید کا عالم نظر آیا
کیا خاک کہا تہا دلِ پرسوز نی باتش — جو اور جلا اوسنے مجھے داغ جگر آیا
اللہ ری ہمدردیِ یارانِ خرابات — خالی جو ہوا شیشۂ دل جام بھر آیا
جیتا ہون نہین جینی کی جبتک مجھی امید — مرجاؤن گا بالین پہ مسیحا اگر آیا
آرام نہین گردشِ بیجا سے کسی کو — عالم سے مجھے فانوسِ خیالی نظر آیا
ای واعظِ مسجد رہِ بتخانہ بتادی — مستی مین نہین ہوش کدہر تہا کدہر آیا
اعمال جو پوچھین گی کہون گا دمِ محشر — خالی وہین گور تہا کچھہ خاک بہر آیا
دی دل مین جگہ صورتِ آئینہ ہمیشہ — حیرت کدۂ دہر مین جو کچھہ نظر آیا

١٥ | تسلیم بیابان سی سوِ خانہ پھرون کیا
آیا دلِ عاشق کی طرح مین جدہر آیا | ٢٦

سر نگون رکھتی ہی یادِ رخِ جانان اپنا — ہمکو محرابِ عبادت ہی گریبان اپنا
گریۂ دیدۂ پُر خون ہی گلستان اپنا — خندۂ زخمِ جگر ہی گلِ دامان اپنا
آنہ جائی کہین پہر جوشِ خیالِ صحرا — دم خفا کرتی ہی کیون تنگیِ زندان اپنا
عہدِ طفلی مین یہ تہی شورِ جنون کی تعلیم — آج تک صحنِ قیامت ہی دبستان اپنا
ایک دم خون جگر سی نہین رہتا خالی — چشمِ ناسور ہی یا دیدۂ گریان اپنا
کیا کہین دشت نوردی کا مزا ہی کب سے — سبز ہوتی ہی نیا یا تہا بیابان اپنا
وصل مین یاد ہی آیا تو اوب سی ظالم — ہوگیا مہرِ خموشی غمِ پنہان اپنا

ضبط فریاد مین آتی کا نہین فرق کبہی | امتحان لاکہہ کری گردش دوران اپنا

ہی اجل مرگئی ہم نام اجل کو سُنکر | ملک الموت ہی شرمندۂ احسان اپنا

آپ سی دعوی غنچہ دہنی بیجا ہے | منہ تو بنوائی چمن مین گل خندان اپنا

پانون کیا حلقۂ زنجیر سی رکہین باہر | دل حاسد سی سوا تنگ ہی زندان اپنا

فتنی سو طرح کی ہر چاک سی برپا ہونگے | دامن صبح قیامت ہی گریبان اپنا

بیوفائی تن خاکی سی جو کی ظاہر ہی | منہ دکہاتی مجھی کیا عمر گریزان اپنا

رکہہ لیا خاک نی ہمجنس کا اپنے پردہ | چھپ گیا گور مین آکر تن عریان اپنا

پاون زنجیر مین ہم بادیہ پیمای جنون | اپنی ہمراہ لیی پہرتی ہین زندان اپنا

بہاگ گا دل خلش درد سے تنہائی مین | رہی دو سینۂ مجروح مین پیکان اپنا

کوئی موسم ہو یہان خاک اڑا کرتی ہی | زاہد خشک کا سینہ ہی بیابان اپنا

جلوی کہلاتا ہی چھپ چھپ کے حجاب تن سے | عوض جان کوئی معشوق ہی مہمان اپنا

داغ احسان جفا مین نہ لگا او قاتل | زخم ہنستی ہین تری تیغکی امان اپنا

جسم بیجان کو کیا چرخ نی پیوند زمین | وجہ تعمیر ہوا خانۂ ویران اپنا

رنگ یکرنگی الفت ہی عیان دونون سی | زلف برہم ہی تری حال پریشان اپنا

اشک آنکھون سی گری قطرۂ گوہر ہوکر | تر ہوا ہی نہ سر دامن مژگان اپنا

ای جنون اتنو نہین عذر خطا کی حسرت | پاون پڑتا ہی سر چاک گریبان اپنا

ٹوٹنا آبلۂ پا کا نہین سہے بیکار | سر ہر خار پہ رہ جائیگا احسان اپنا

ہمکو آرام اسیری سے ستم دشمن ہے | پای خفتہ کو سمجھتے ہین نگہبان اپنا

گر ہی ہی ادب عرض تمنا تسلیم | کہہ چکی یار سی تم حال پریشان اپنا

١٢ ١١

یاد سب کچھہ تھا مگر وقتِ سفر کیا کہتا — اون ہی دم بھر کی لبی دردِ جگر کیا کہتا
اپنی ہستی کی خبر جب نہ تھی پھر مجھسے — خویش و بیگانہ کوئی اونکی خبر کیا کہتا
آبرو خاک مین ملتی تھی دمِ فکرِ سخن — اونکی داتون کو بھلا سلکِ گہر کیا کہتا
داغ اوسمین ہی ترا چہرۂ روشن شفاف — تجکو مین دیدہ و دانستہ قمر کیا کہتا
بخت ہی دشمنِ ارمان تھا شبِ فرقت مین — اپنی فریاد کو محروم اثر کیا کہتا
بار تھا تارِ نظر جسکو نزاکت کی سبب — اوسکو مین یارون کی کہنی سے کمر کیا کہتا
ایک دم بھی نہ ملا روح کو تن مین آرام — چار دیوارِ عناصر کو مین گھر کیا کہتا
بوسی شب بھرِ دلدار کی چھپ چکی سینے — دیکھہ لیتا جو کوئی وقتِ سحر کیا کہتا
مشتری زہرہ سہیل مِنی صبحِ امید — یہ نہ کہتا تجھی اور رشکِ قمر کیا کہتا
اوس مین ہی رنگ تو اعجازِ مسیحا ہین — مین لبون کو تری برگِ گلِ تر کیا کہتا

١٤ — مرگیا اوستاد سہی تسلیم ہون زندہ در گور — ٩
شعر کہتا ہی تو مین خستہ جگر کیا کہتا

فریاد و فغانِ بلبلِ ناشاد کیے جا — مہمانِ قفس خاطرِ صیاد کیے جا
ہم ہون کہ نہون آہی گا کوئی مشتاق — ای چرخِ ستم پیشہ کچھہ ایجاد کیے جا
فریاد ہو یا نالہ ہو یا آہِ جگرسوز — جو ہو سکی تجھسے دلِ ناشاد کیے جا
گر خون نہین ہی نہ سہی رسم ادا کر — اپنی سی تو او نشترِ فصّاد کیے جا
جاتا ہی کہان او غمِ جانانہ ادہر آ — ویرانۂ دل کو مری آباد کیے جا
ای تو ہی خبر بلبلِ ناشاد کی گلچین — صیاد کو سمجھا اسی آزاد کیے جا
ای دل خمِ ابروی صنم مین سحر و شام — کچھہ بندگیِ حسنِ خداداد کیے جا

گلگشت عدم میں جو سفر ہی نگر ای دل | سیر چمن گلشن ایجاد کیے جا

۱۵ تسلیم اگر حسن سخن کی ہی تمنا
تو پیروی بندش استاد کیے جا ۱۱

احسان رزق غیر سے این آشنا نہ تھا | اپنا میں آپ مثل گہر آب و دانہ تھا
تیری قدم کو چھوڑ کی جانا کہاں میں یار | پامال ناز تھا کوئی رنگ حنا نہ تھا
کیون تنگ اس قدر ستم دہر نے کیا | نقش دہن تھا میں تمہاری قبا نہ تھا
مستی میں جو کیا ہی کسی یاد ہی معاف | یارب خیال پرسش روز جزا نہ تھا
تکتے ہو وحشی تھی محشر میں کس لیے | میں تھا شہید ناز مرا خون بہا نہ تھا
کیون آگ بن گئی وہ ادا شوق دیکھ کر | میں فی تو ڈرتے سوز جگر ہی لکھا نہ تھا
پہلی ہی تھا خیال جوانی اذہیں مگر | اتنا غرور حسن شکیب آزما نہ تھا
سانس میں نکل گئیں وہ انا لاں یکہ چھوڑ کر | اس کاروان کو پاس فنا ہی درا نہ تھا
تکلیف گریہ دلی ذہیں فہ بادی تو کیا | مطلب جدا کچھ اور تھا یہ مدعا نہ تھا
کیون سنگی سے دیا ہمت نا آشنا ہی رحم | نالہ شکست شیشہ دل کی صدا نہ تھا

۱۶ تسلیم رات بھر وہ رہا گرم اختلاط
دیکھا جو وقت صبح تو پھر آشنا نہ تھا ۲۱

بدگمانی نہ گئی لاکھ میں سمجھا آیا | ہای جو خاطر بیدرد ستم میں آیا آیا
میں وہ محروم ازل تھا کہ برنگ تصویر | کبھی لب پہ مری حرف تمنا آیا
اوگلا پڑتا تھی ہر اک دم کر قاتل سے | ہای خنجر بھی مرا خون کا پیاسا آیا
ہمنشیں خال نہیں مصحف رخ پر اسکی | مشک ہی کا تب قدرت سی بنا یا آیا

بزمِ رندانہ میں تھے نہ کبھی ہم بیٹھے / جام پہلو سے اوٹھا ساتھی مینا آیا

اور کیا حال کہوں ضعفِ جگر کا ظالم / سو جگہ بیٹھ کی لب تک مری نالا آیا

ہوں وہ میکش کہ مجھی دیکھکی ساقی نی کہا / دخترِ رز وہ ترا چاہنے والا آیا

دم لیا تھا نہ عافی و مطلب یہ ہنوز / کہ غمِ یاس مری بخت کو روتا آیا

پھر وہی ہے ہی اثرِ بی اثری نالون میں / پھر کسی پہ دلِ حسرت زدہ ہم تمنا آیا

صدقی میں اپنی اجل کی کہ پشیمان ہوکر / وہ بھی بالین پہ مری بہرِ تماشا آیا

برسوں اس عالمِ فانی میں بسر کی لیکن / آج تک خضر و مسیحا کو نہ مرنا آیا

کفر و دین دونوں کو چھوڑا تو خدا ہمکو ملا / کام اپنے تو نہ کعبہ نہ کلیسا آیا

شوقِ پابوس میں حسرت ہی صدقی گرداب / کون محبوب نہانی لبِ دریا آیا

اپنی غفلت کی میں صدقی کہ تمہارا شکوہ / ایکدن بھی نہ قریبِ لبِ گویا آیا

تپشِ عشق سے کسکو ہی غذا کی حسرت / بنگیا چھالا جو منہ تک مری دانا آیا

بی نشانی سے مرا نام ہوا دنیا میں / میں بھی کونے کی لیے صورتِ عنقا آیا

بعد مدت نظر آتا ہے مری پہلو میں / آج کیا جی میں تری او دلِ شیدا آیا

ہر طرف نکہتِ عطر نگی ہی چمن میں پیدا / کون اس باغ میں اے دل گلِ رعنا آیا

بی نشانون کا زمانی میں ہوا ایسن رہبر / دیکھکر نقشِ قدم کو مری عنقا آیا

سنت عی ایک کا شرمندہ ہوا طفلی میں / روح کی ساتھ عدم سی غمِ دنیا آیا

٢١

تھا وہ سرگشتۂ وادیِ محبت تسلیم
دیکھکر مجھکو گلے ملنے بگولا آیا

٢٠

شکوہ ہمسایے میں وہ شوخ جو تنہا آیا / کیا کہوں میں دلِ بیتاب میں کیا کیا آیا

ضعف نے عالم دکھایا قید مین تشہیر کا
شور ہی آفاق مین خاموشیِ زنجیر کا

حالِ صوفی کا مزا دیتی ہی الفت شیخ
وجد مین لاتا ہی دلکو زمزمہ تکبیر کا

پڑ گیا ہی کسکی چشمِ شوخ کا تیر نگاہ
دیدۂ آہو ہی روزن سینۂ نخچیر کا

ہون مجھے مطلب کیسی مطلب سے کچھ مطلب نہین
نقطۂ شک تجکو چھوٹا سا نیت تدبیر کا

کیون نہ سینہ سے لگا لون آرزوی وصل مین
تیری پہلو کا مزا دیتا ہی پہلو تیر کا

کسکو جینے کی تمنا ہی فراقِ یار مین
چارہ گر احسان نہ لی درمانِ بی تاثیر کا

خاک مین ملنا گوارا ہی پہ مین مجکو داغ
نوجوانی مین اوٹھاؤن ناز چرخ پیر کا

ذبح کرتا ہی مجھی فرقت مین میرا پیرہن
یان گریبان ہی گلی مین دامنِ شمشیر کا

ہای مری بھی نہ دی کی خوبیِ قسمت مجھی
شمع مین سنتا ہون آنا اوس بتِ بی پیر کا

کیا نشانِ بی نشانی چھوڑ جاؤن دہر مین
خواب ہی ہوتا ہون اسطرح مین نہین تعبیر کا

کوئی کیا سمجھی ادا شورِ لبِ خاموش کی
میرا ہر نالہ ہی نالہ بلبلِ تصویر کا

کسکی آمرزش نے بخشی بیگناہی کی مزے
بڑھ گیا کچھ اور دلکو حوصلہ تقصیر کا

بڑھ چکی حیات مین دی چکی عیسی جواب
ای اجل اب ناز اوٹھواتی ہی کیون تاخیر کا

بسکہ ہون طفلی سے تلخی آشنائی و غم
خونِ دل پینا مزا دیتا ہی مجکو شیر کا

عمر بھر تدبیر کی بگڑی ہی سامانِ وصل
وایِ نادانی کہ پھر قائل نہین تقدیر کا

گرم فقری سنکی تیری جل اٹھون گا بزم مین
مین ہون پروانہ چراغِ شعلۂ تقریر کا

عالمِ بالا مین بھی نکلا نہ کوئی دادرس
ہو گیا دل سرد اپنی نالۂ شبگیر کا

دیکھتا ہی ضعف سے لیکن ہلا سکتا نہین
ہون مگر خوابِ پریشان دیدۂ زنجیر کا

ناز کرتی ہو گی رحمت سے خدا کی سامنی
دیکھنا واعظ وہان رتبہ مری تقصیر کا

ہمرہانِ دشت سے کوئی نہ آیا تا وطن
ہان مگر احسان ہی مجھ پر خارِ دامنگیر کا

رنگ لایا جوشِ بیتابیِ وحشت ہر طرح
مدتون اوڑتا پھرا کاغذ مری تصویر کا

کھینچتے ہین لوگ کیونکر داغ ہجر اب دیکھیی
کسکے سینے سے ملی پیکان تمہاری تیر کا

پھیر کر سنتا ہون افسانہ جنون کا قید مین
حلقۂ احباب ہی حلقہ مری زنجیر کا

گنبدِ مدفن بنا جب ملگیا مین خاک مین
رنگ لایا بعد مردن حوصلہ تعمیر کا

تم گدا وہ شاہِ خوبان اہلِ مشکل سے بے نیاز
شکوہ اسے تسلیم کیا ایسی جگہہ توقیر کا

۲۲ ۸

یارون سے ہمنشینیِ ساعت ہوئی تو کیا
ظاہر مین صاف دل مین کدورت ہوئی تو کیا

نکلا نہ گھر سے فاتحہ پڑھنے تمام عمر
کوچے مین اوسکی نام کو تربت ہوئی تو کیا

ہر حال مین جلی صفتِ شمع رات بھر
خلوت ہوئی تو کیا ہمین جلوت ہوئی تو کیا

کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منہ چلی
مر کر کبھی ہوئی سی ندامت ہوئی تو کیا

جو جو عذاب قبر مین ہونی تھی ہو چکی
روزِ جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا

محروم دیدہ گئی اعمال کی سبب
برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا

گلچین نے سب کو پھول دئی ہمکو داغِ دل
باغِ جہان مین ایسی بھی قسمت ہوئے تو کیا

کیا مر کے شکلِ روزِ تمنا مین دیکھتا
تسلیم یون سحر شبِ فرقت ہوئی تو کیا

۲۳ ۶

دلِ پر خون مین سے سرِ سلسلہ مو نکلا
پارۂ لعل جسے داغِ شبِ گیسو نکلا

ہمنشین پایا مین صفتِ زخمِ جگر خون ہو کر
عین تکلیف مین آرام کا پہلو نکلا

وہ بھی سخت ازل تھی صفتِ چشمِ حباب
لاکھ ہم پھوٹ بہی ایک نہ آنسو نکلا

مار ڈالا لبِ جانبخش کی باتون نی مجھ / میری قسمت سے مسیحا بھی ہلاکو نکلا
بدزبانی سے کیا اور زیادہ مفتون / حرفِ دشنام بھی تاثیر مین جادو نکلا

لاکھ احباب نی چاہا مگر ابتک تسلیم
اونسی ہرگز نہ کوئی صلح کا پہلو نکلا

۲۳ ۲۲

مضمون نہین لکھا دہنِ بیمثال کا / عنقا شکار ہی مری دامِ خیال کا
رخسارِ آتشین پہ نہین دانہ خال کا / پروانہ جل بجھا کوئی شمعِ جمال کا
اللہ ری ہر عروج تری پائمال کا / ہر ذرہ آفتاب ہی چرخِ کمال کا
دامن کہین پڑا ہے گریبان کہین جگہ / میری جنون مین جوش ہی صوفی کی حال کا
ہر سینہ داغِ عشق سے ہی وہی جلوہ گر / دیکھا نہ منہ کمال نی میری زوال کا
تھا شیفتہ جو گیسوئے برہم کا روزِ حشر / دینا پڑا حساب مجھی بال بال کا
تشبیہ دی جو ابروِ جانان سے بھول کر / ملتا نہین دماغ فلک پر ہلال کا
تقلید سے نصیب ہی ذاتی صفت محال / دیکھا نہ منہ ہلالِ سپر نی کمال کا
کیا خوب بوسۂ لبِ جانبخش اور تم / سچ ہی نہین جواب تمہاری سوال کا
عکسِ فروغِ حسن سے اوس جامہ زیب کے / پردہ ہی مہر کا تو گریبان ہلال کا
یہ بھی وہان یار کو ثابت نکر سکا / کیا کیا خیال تھا مجھی اپنی خیال کا
ثابت ہوا سکوت سے مفتاحِ مقصد سے ہی / بھرتا ہی منہ گہر سی خدا ہی سوال کا
خونریزی دیکھنی کی نمائش پسند ہین / کشتہ جہان مین کون ہی تیغِ ہلال کا
کاہش سی ابتو ہون تہی سی میان کیطرح / مجھ تک گذر نہین ہی کسی احتمال کا
موبافِ سرخ ہی تری زلفِ سیاہ مین / یا سر چڑھا ہی خون کسی پائمال کا

ترحم طینت ہین سوا سنگدلونسی ظالم
خاک مین مل گئی تھی جو ربتان لعل گیا

پوچھلی سیکڑون برباد ہین آفت مجھسی
خانہ ویرانی اگر میرا مکان بھول گیا

دھوکی ہین شامِ جدائی کی ہوذن بہکا
رنگ بدلا یہ سحر کا کہ اذان بھول گیا

ایک مدت ہوئی چھوڑی ہوئی فن کو تسلیم
کیا کہین شعر کہ اندازِ بیان بھول گیا

۲۶ : ۱۳

ہمپہ احسان ہی مزارِ پاک کا
خاک نے پردہ کیا ہے خاک کا

ہون مصیبت دوستِ ہر تیش ہین
خندہ ہون اپنی دلِ صد چاک کا

صورتِ شعلہ ہون مین نازک مزاج
ناز اوٹھ سکتا نہین پوشاک کا

کون نشاد لسوختہ مدفون ہوا
کچھہ دھوان دیتا ہی پہلو خاک کا

ذبح ہوکر بھی نہ آزادی ملی
طوقِ گردن حلقہ ہی فتراک کا

سنتے تھا تیسے ہی ثابت نہ ہوگی
وعدہ ہون وصلِ بتِ بیباک کا

اوڑکی پہنچے آستانِ یار تک
حوصلہ دیکھو ہمارے خاک کا

ہون وہ خود بین سامنے ہنگامِ ذبح
آئینہ ہی خنجرِ سفاک کا

واں بھی بید روئی نہین کوئی شریک
ماتمی صبحِ گریبان چاک کا

لوگ رو دیتے ہین مجھکو دیکھکر
ماجرا ہون خاطرِ غمناک کا

مرگئے ہی شرمِ گنہگاری سے بڑے
روز و شب ہی منہ پہ دامن خاک کا

جیتی جی صورت نہ دیکھی بعدِ مرگ
لیتے ہین بوسہ روی خاک کا

خوف کیا تسلیم روزِ حشر سے
گردِ دامن ہون شہِ لولاک کا

ہین عیان بزمِ دہر کی سامان کیا کیا
چشمِ وا دیکھتی ہی خوابِ پریشان کیا کیا

صبحِ غم تیرہ زِ بلا شامِ مصیبت ہوکر
طول دکھلاتی ہی لفِ شبِ ہجران کیا کیا

دی جو وحشتِ دلِ پروردۂ غم سی تشبیہ
بگڑی ہین بنگی تری زلفِ پریشان کیا کیا

بدگمان ناز سی کہتا ہی شبِ وصل کہ ہین
سیری ارمان کی سوا ہین تجھی ارمان کیا کیا

ہائی ہی ضعف کہ ہر اشک سی اک حسرت سی
نگران ہی طرفِ گوشۂ دامان کیا کیا

بی اجازت جو درِ یار کا کرتا ہون طواف
گھورتا ہی نگہِ قہر سی دربان کیا کیا

سخت جانی کی ارادی نہوئی آج بھی گر
رہ گئی قاتلِ بیرحم کی ارمان کیا کیا

طعنہ بی اشک ہی نی جو ندامت بخشی
پانی پانی ہوئی اشکِ سرِ مژگان کیا کیا

غمِ مقتول مین اک ترکِ حنا کی تو کیا
رنگ لائی گا ابھی خونِ شہیدان کیا کیا

زلف لہرائی جو رخ پر مجھی آیا افسوس
ہائی کافر نی لیی بوسۂ قرآن کیا کیا

چل گیا آج کوئی غیر کا افسون ورنہ
کل تلک تھی مری اوس شوخ کی پیمان کیا کیا

سیکڑون طرح کی صدمی شبِ فرقت نی دیی
کہیی کس کو بیان کیجیی ایجان کیا کیا

یونہین مشتاقِ شہادت جو رہی گا عالم
ہون گی آباد ابھی شہرِ خموشان کیا کیا

پھنک رہی ہی تپشِ سوزِ درون سی ہر شی
نالہ آتا ہی جگر سی عرق افشان کیا کیا

ساتھ زخمون کی مجھی ہی چلی آتی ہی ہنسی
گدگداتی ہین جگر کو تری پیکان کیا کیا

شب ہی شوق مین تھا سوزِ دلِ پروانہ
گرمیان کرتی رہی شمعِ شبستان کیا کیا

خویش و بیگانہ مجھی مردون سی سمجھتی ہین ذلیل
موت آتی نہین ہی عمرِ گریزان کیا کیا

قتل سی پہلی جھکا ہی سرِ دشمن تسلیم
تیغِ جلاد ابھی سی ہی پشیمان کیا کیا

۲۹ ۱۶

عزتِ رندی کا سمجھانی مین لطف آکر اوٹھا
خم سرِ شیشہ ہوا تعظیم کو ساغر اوٹھا

نیم بسمل چھوڑ کر کیون دیکھتا ہی بار بار
حوصلہ کچھ اور باقی ہو تو پھر خنجر اوٹھا

اضطرابِ دل کی صدقی دیکھکر تابوت کو
پھر استقبالِ شورِ فتنۂ محشر اوٹھا

مختصر کر طول اونکو دام مین لاتی ہی کیون
پاون پڑ پڑ کر نہ اتنا زلفِ پرخم سر اوٹھا

عجب تصویر پیشہ سی آئینہ رو چھپنا محال
پردہ چاہی چھوڑ چاہی سدِّ اسکندر اوٹھا

جب پشیمانی نہین غفلت سرائی دہر مین
جو یہان بیٹھا کفِ افسوس ہی ملکر اوٹھا

مرتی ہین ذرات تہِ زمین مکان پر اہلِ نور
کیا یہ تعمیر گلی لیجاینگی سر پر اوٹھا

وای غفلت سوتی ہین پایانِ ساحل کب تجھے
کشتیِ عمرِ روان کا جس گھڑی لنگر اوٹھا

کوی جانان مین بھی وحشت نے نہ دم لینے دیا
گرد کی مانند بیٹھا صورتِ صرصر اوٹھا

دیکھنی والی ہین ہم بھی تیری چشمِ ناز کی
دی اگر رخصت حیا گردن ذرا اوپر اوٹھا

سبزۂ روئیدہ بس ہی پردہ پوشِ بیکسان
ای صبا تربت سی میری پھول کی چادر اوٹھا

کٹ چکی شامِ جدائی صبحِ وعدہ ہی قریب
اور دم بھر صدمۂ فرقت دلِ مضطر اوٹھا

بزمِ نوشا نوش مین واعظ بیانِ زہد کیا
طاقِ نسیان پر کتابِ پند رکھ ساغر اوٹھا

بعدِ مردن بھی ہی باقی وہی سرگشتگی
خاک بھی میری بگولا کھا کی سو چکر اوٹھا

دیکھکر آبِ بقا کو مانگ مرنی کی دعا
تشنگی کی ناز کر چشمہ کو ٹھکرا اوٹھا

تا کجا ای النسا ای دہر مین تسلیم خواب
دیکھ آغازِ سحر بیدار ہو بستر اوٹھا

۱۲ ۲۹

مضطر بہ پاس کی دم بھی کوچۂ قاتل مین تھا
ایک شورِ بیقراری سو وہ میرے لہو مین تھا

پرورش کی ہی کنارِ بیقراری نی مری
ہون وہ ارمان تو جو سینۂ بسمل مین تھا

کوئی صحبت ہو مجھی چھپ کر تماشا دیکھنا
مین بھی گویا رنگِ محفل تھا کہ ہر محفل مین تھا

آکی تمنی ہای جوشِ آرزو کو کیا کیا
آج وہ ارمان نہین کل تک جو میری دل مین تھا

تھا ازل سے ہی مین اسپندِ خاطرِ افتادگی
خاک مین ملنا برنگِ اشک آب و گل مین تھا

شورِ بختی نی کہا محشر مرِ عرضِ حال سے
ہر حبابِ بحر تبخالہ لبِ ساحل مین تھا

عاشق و معشوق ہوتی ہین مقرر رازدان
کہہ رہی ہو تم وہی جو آج میری دل مین تھا

شہرتِ بی اعتباری تھی جو حسن و عشق کو
نجد مین لیلی تھی مجنون پردۂ محمل مین تھا

قسمتون سے لگی ہوئی ورنہ بلا تھی راہِ عشق
راہزن رہبر تھا رہزن خضر اس منزل مین تھا

یہ غلط ہی یاد کرتی تھی مجھی تم ہجر مین
غیرِ الفت تھا جو آپ کی ہمین دل مین تھا

تھا تمنا مرگ کی یہ دل مین حیلہ ساز کی
مطلب آسان تھا لیکن پردہ مشکل مین تھا

٢١ — وہ ہوا تسلیم ثابت مجکو نفیِ غیر سے
حق تو یہ ہی حق بہی پنہان جو وہ باطل مین تھا — ٢٢

پھر خیالِ زلف برہم مشک افشان ہو گیا
پھر مرا مجموعۂ خاطر پریشان ہو گیا

ہجر مین خنجر ہلالِ عیدِ قربان ہو گیا
غیب سے پیدا مری مرنی کا سامان ہو گیا

جب گیا سیرِ چمن کو بی تری بارا پڑا
برگ خنجر تیر شاخین غنچہ پیکان ہو گیا

پائی قاتل سے نہ اوٹھا سر سبکدوشی کی بعد
سایۂ شمشیر مجکو بارِ احسان ہو گیا

آشنای لذتِ زخمِ جگر طفلی سے ہون
شیر کا قطرہ مری منہ مین پیکان ہو گیا

تا فلک پہنچا ہی ہر جوشِ سیل نم اشک
لخت ہی ہونی پہ یہ قطرہ ایک طوفان ہو گیا

لاکھ چاہا پہ نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
دردِ دل بہی آپ کی ملنی کا ارمان ہو گیا

لی رہا ہی مرگ کی نیند مین جو اک طفلِ سرشک
گوشۂ دامن مرا شہرِ خموشان ہو گیا

سیکڑون کہا تا ہی قسمین اعتبار آتا نہین
وعدۂ محبوب بہی اہد کا ایمان ہو گیا

انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
جسقدر مین کم ہوا اوتنا نمایان ہو گیا

پرورش کرتا ہی میری آہ کس کس پیار سے
حلقۂ زنجیر آغوش عزیزان ہو گیا

پہنکتا ہی اک جہان سوز دل بیتاب سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہو گیا

گہر کیا دل مین حسینان جہان نی اسقدر
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہو گیا

التفات عشق سے دل کی خرابی ہی بہی
یہ وہ گہر ہی جب ہوا آباد ویران ہو گیا

داغ ناکامی غم فرقت جفای آرزو
ایک اس دل پر نہین کس کس کا احسان ہو گیا

اک بہار تازہ ہی رنگینی ادائی یار سے
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہو گیا

قتل بہی ہو کر کیا دشمن کو بہی ہمراز
خون اپنا خلعت شمشیر عریان ہو گیا

اعتبار ظلم کہو یا انتہای صبر نی
چار آنکہین جب ہوئین مین خجل پشیمان ہو گیا

دی کبہی تکلیف صرصر نی کبہی برسات نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہو گیا

اس قدر روئی لپی سنگ در دلدار کی
بدگمان آخر مری جانب سے دربان ہو گیا

انتظار یار مین امید نی مارا مجھے
پہر گیا جو دم دہن تک آ کی پیکان ہو گیا

۱۳ | اب کہان تسلیم لطف صحبت جام و سبو
چند دن احسان دور مےفروشان ہو گیا | ۱۶

ہین اشارات مین نقش سحر کی پہلو پیدا
بات کرتی ہی تری جنبش ابرو پیدا

ایک عالم پہ نہین حسن و رنگی تیرا
فتنہ آنکہون سے کبہی ہی کبہی جادو پیدا

یاد کسکی لب رنگین کی رولاتی ہی مجہی
صفت لعل ہین ہر آنکہ سے آنسو پیدا

چاہتا ہی دل سوزان ہو اسیر کاکل
حسن کرتا ہی چراغ شب گیسو پیدا

پیشتر مجھسے مری نام نے پائے شہرت
گل سے پہلی ہوئی اس باغ مین خوشبو پیدا

گر چھپا مجھسے تو کیا پھر نمائش صد جا
صورتِ رشتۂ تسبیح ہوا تو پیدا

مژدہ ای دل کہ بڑھی تیری تڑپنے کی جگہ
چاکِ پہلو سے ہوئی وسعتِ پہلو پیدا

سرمہ آنکھون مین لگایا تو یہ سمجھی عاشق
عین وحشت مین ہی گردِ رمِ آہو پیدا

یہ وہی لب ہین جو اعجاز کا دم بھرتے ہین
انہین آنکھون سے ہوا کرتی ہین جادو پیدا

آبرو رونے کی شبنم نے چمن مین کہو دی
چشمِ نرگس مین ہوئی غیب سے آنسو پیدا

درد پہلو مین خلش دل مین غرض عالم مین
کچھ نہ کچھ کرتی رہی جنبشِ ابرو پیدا

پردۂ گل مین بھی پردہ دری نکہت کی
چھپ کے نظرون سے ہوا اور وہ ہر سو پیدا

کیا کہون وصل کی شب آج ہون کسکی بدولت بیہوش
ہر ادا کرتی ہے کیفیتِ جادو پیدا

ہمسری کیا قدِ موزون سے کرے گا یہ بھی
چال تو پہلی کرے سروِ لبِ جو پیدا

طائرِ جان نے پایا پروازِ عدم مقتل مین
اوڑ کے کرتا ہے پر تیر سے بازو پیدا

۱۶	نازِ اربابِ سخن کی نہ اوٹھی اے تسلیم مر مٹے جبکہ ہوا چرخِ جفا جو پیدا	۳۱

پھر مری جوشِ جنون کا چار سو چرچا ہوا
پھر جہان مین شور ہی تسلیم کو سودا ہوا

پھر وہی بندہ نوازی ناصحِ مشفق نے کی
پھر مری بالین پہ ہنگامہ وہی برپا ہوا

پھر قدم رنجہ کیا پھر خلشِ فصاد نے
پھر مجھے نشترِ زبان طعنۂ اعدا ہوا

پھر ہوئی پردہ دری شامِ مصیبت دیکھکر
پھر گریبان سحر کی طرح مین سوا ہوا

پھر لیے جاتا ہے مجکو دل حسینون کی طرف
پھر کسی کی چاہنے کا حوصلہ پیدا ہوا

پھر سکھائی مجکو بیتابی نے بجلی کی تڑپ
پھر مرا رونا بعینہ ابر کا رونا ہوا

پھر ہوا ہیں تازہ پروارِ فریبِ عیش و غم
پھر بہ رنگِ زخم خون روتی لگا ہنستا ہوا

پھر وہی بے اعتباری عشق نے بخشی مجھے
پھر مین اپنے وعدۂ محبوب کا شکوہ ہوا

پھر بتون کی لن ترانی سنکی رہتا ہون خموش
پھر خدائی دیکھتا ہون مے پرین بیٹھا ہوا

پھر کھٹکتا ہی مری آنکھون مین سامانِ طرب
پھر بلای جان خیالِ شیشہ و مینا ہوا

پھر مجھی سمجھا ہی کوئی بیخبر خوابِ خیال
پھر بنا افسانہ مین تقدیر کا بھولا ہوا

پھر عدو سُن سُنکی خوش ہوتی ہین میری حال کو
پھر صدای خندۂ معشوق مین کھویا ہوا

پھر بہ رنگِ قیس وحشی ہو آرامِ دل
پھر غزالِ وادیِ غربت سگِ لیلی ہوا

پھر سمجھتا ہون اجل کو حاصلِ عمرِ عزیز
پھر امیدِ التفاتِ مرگ پر جیتا ہوا

پھر کسی کی انتظاری نی بنایا ہے مجھے
پھر بہ رنگِ چشمِ روزن چشم کا حلقا ہوا

پھر مجھی نازِ عدو و خندۂ نیازِ گور ہی
پھر بدولت آسمان کی خاک مین ملتا ہوا

پھر ہوا جامی سی باہر نکہتِ گل کی طرح
پھر کسی کی جستجو مین کو بکو پھرتا ہوا

پھر ہی کوئی بیخبر صورت نمای تجھ سے
پھر کسی کے یاد مین ہجران آنکھو بھولا ہوا

۳۴ پھر سکوتِ مدعا قفلِ لبِ اظہار ہی
پھر احبا کہتی ہین تسلیم تمکو کیا ہوا ۱۶

خون رولائی گا مجھی مہندی لگانا یار کا
رنگ لائی گا مقرر رنگ لانا یار کا

سر بکف دوڑا خوشی سی بہرِ استقبال کے
ہای جب میںنی سنا مقتل مین آنا یار کا

تیغ مین نظارۂ دلدار کی فرصت کہان
اب تو یکسان ہی مجھی آنا نہ آنا یار کا

ناوک افگن ہی وہ جیپر ناکسِ ہمچین جن
ہی فلک سیر انشانہ مین نشانا یار کا

ٹھنڈی سانسون پر گمان سرد مہری کی مجھی
کم بہانے سے نہین آنسو بہانا یار کا

مرگ کی باعث ہی یادِ بیوفائی بعدِ وصل
قتل کرتا ہی حیا سی سر جھکانا یار کا

ای غمِ تکلیفِ دوری ناتوان ایسا نکر
عمر بھر مجھکو ابھی ہی ناز اوٹھانا یار کا

حشر تک خوابیدگانِ خاک کا اوٹھنا محال
سو رہی ہین چین ہی سنکر فسانا یار کا

آتشِ یاقوت رشکِ دودِ سبزہ ہو گئی
اک طلسمِ تازہ ہی مسّی لگانا یار کا

خاک میری دشتِ غربت سے اوڑا لائی صبا
مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانا یار کا

گو بظاہر میری نظروں سی ہی پنہان ہو گیا
خاطرِ ناشاد سی مشکل ہی جانا یار کا

خوب رویا قبر مین جس دم چلی منکر نکیر
یاد آیا مجھکو تنہا چھوڑ جانا یار کا

مدعی کو برقِ خرمن ہم عشرت مین ہوا
دیکھکر دزدیدہ مجھکو مسکرانا یار کا

چھیڑتا ہی دیکھکر آشفتہ خاطر اور بھی
سر چڑھا ہی کسقدر زلفونکی شانا یار کا

حرفِ رخصت ہو گیا شہپرِ پرِ ازروح
مرگ کا آنا ہوا پہلو سی جانا یار کا

۳۴

ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روز و شب
چھوٹتی اسپر نہین ہی زلفِ یار شانا یار کا

کیا کرون اپنی غرض کو مین قریبونسی ملا
تب کہین اوسکا پتا آج نصیبونسی ملا

ہر دوا مین اثرِ سم ہی گمان ہی مجھکو
ملک الموت کہین ہو نہ طبیبونسی ملا

عام ہی دولتِ نظارہ دمِ محشر ہی
آج تو آنکھ شہِ حسن غریبونسی ملا

ماتمِ مرگ ہوئی عید کی شادی مجھکو
جب گلی دوڑکی وہ اپنی رقیبونسی ملا

کارسازی تو بہت کی ہی تپی یا نسنی
شورِ فریاد درا اوسکی نقیبونسی ملا

دشت مین پاس جب آیا تو بگولا آیا
عمر بھر مین انہین برگشتہ نصیبونسی ملا

مکتبِ عشق کی تعلیم ہو جو تسلیم
جو ملا مجھکو محبت کی ادیبونسی ملا

کیون نہ بان تیغ تم پر عالم ہی قائل نور کا
کیا زبانِ تیغ نی چاٹا ہی پتھر طور کا

حشر مین بھی کشتگانِ عشق کی پرسش نہین
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا

اس طرح دنیا سے آیا گور تک مرکی مین
جیسے منزل پر تھکا ماندا مسافر دور کا

ساقیا مستِ ازل ہون کیا کرون پیکر شراب
جامِ دل پہلو مین شیشہ ہی مِی انگور کا

یاد آتی ہی بتون کی سرد مہری کی بہی
کیا ہی مین جلتا ہون آتا ہی جب کافور کا

عالمِ اسباب ہی زینت اسبابِ حسن
پاک ہی آرائشِ شانہ سے گیسو حور کا

ہی امیدِ وصل یاس نامرادی دور دو
دل مرا گھر ہی خیالِ شاہِ مستور کا

اسقدر گھبرا گئی کیون ہو نہ پھر جائی تو جا
اور ہی دم بھر بکھیڑا عاشقِ رنجور کا

دلکو بھی ظلمت سے خالی کی ہی میری الم نہین
ہو رہی ہی چاندنی دامن شبِ دیجور کا

مر گئی بھی برہم مزاجون سے نہ گا ربط کم
استخوان اپنا بنی گا شانہ زلف حور کا

ہای کیا پہونچا مری فریاد نی سنگ جسے
دم بخود ہی صور مین نالہ دہانِ صور کا

مالِ موذی نوش کر بیخوف پرسش ہا رہین
گھر بنا ہی لوٹنی کی واسطی زنبور کا

ہای سے ہمدردی الفت کہ جب چھانے لگی
تیرہ بختی نی لیا دامن شبِ دیجور کا

بلکتا ہی دیکھ او ظالم کہ میری حال پر
خون بھر لایا ہی دیدہ جوہرِ ساطور کا

کون ہی مہمان مستی گھر لگی فیض حسن سے
روزنِ دیوار پر عالم ہی چشمِ حور کا

اسقدر نازک مزاجی نی مجھی کھینچا ہی فرو
جانتا ہون ناز اوٹھانا کام ہی مزدور کا

بی فتیلہ جل رہا ہی کچھ نہ ہوا نہ پتا نہین
طور ہی میری چراغِ دل مین شمعِ طور کا

تم جو مثلِ قیس ہی غم تجھ تیرہ قسمت کا کرو
خیمۂ لیلی بنی دامن شبِ دیجور کا

کیون خوشی سے ہنستی ہی مجھ پر کیسی میری تی کہین
دل غنی کا ہون مین ارمان ہون بہ قیدِ ور کا

صدقے ناوکِ نظر نہوا
آہ ٹکڑے سے کبھی جگر نہوا

کرچکے چارہ گر مسیحا سے
درد منت کشِ اثر نہوا

لاکھ فریاد کی مگر وہ شوخ
پوچھنا یک طرف خبر نہوا

مہر نکلا ابھی کیا چمک کر حیف
یار اس وقت بام پر نہوا

دیکھ لے مہربانیِ قاتل
ایک سے بھی زخم کارگر نہوا

او غمِ ہجر اور کیا کہیے
حیف اب تک لہو جگر نہوا

آفریں باد تجکو محرومی
اثرِ نالۂ سحر نہوا

تشنہ جانے کچھ اور کر تدبیر
آبِ خنجر سے حلق تر نہوا

ہوں وہ افسردہ سنگِ مدفن سے
گرم ہنگامۂ شرر نہوا

کاش فرقت میں دم نکلجائے
بار ہا چاہا پیشتر نہوا

٣٩

سجدۂ بت کی واسطے تسلیم
ہاے پاے طلب سے بھی سر نہوا

١٠

آئینہ رو کی یاد میں ٹکڑے جگر ہوا
مجھکو ہلالِ تیغ ہلالِ صفر ہوا

کس رو سے تھی مجھے بھی اسیری کی آرزو
نوچا گیا جو قابلِ پرواز پر ہوا

دیکھیں شبِ فراق گذرتی ہے کسطرح
دن تو فریبِ وعدہ میں ایدل بسر ہوا

پیری میں لیچلی ہے قضا جانبِ عدم
جب دست و پا تھکے تو ہمارا سفر ہوا

اندہا بنا دیا مجھے جوشِ سرشک نے
نورِ نظر ہی دشمنِ نورِ نظر ہوا

ملتا نہیں وصال میں اب کیا علاجِ مرگ
جینا تو ہجر میں تری امید پر ہوا

جوڑا جو کھل گیا نہ اوٹھی فرطِ ناز سے
آخر کو بارِ زلف وبالِ کمر ہوا

بعد فنا بھی ہین وہی آتش مزاجیان — نخل چنار سبز مری خاک پر ہوا
اپنی ہی ہو حصول تمنا محال ہے — دریا سے آج تک لب ساحل نہ تر ہوا

۲۹
تسلیم کین اگرچہ عوض سر زبان تو کیا
حاصل نہ اس زمین مین کوئی شعر تر ہوا
۱۳

مرکی بھی برسون خیال اسباب کا آیا کیا — مین لب شیرین پر اونکی زہر کیون کھایا کیا
بلکتی کیا بھی ہوگئی تھی اسقدر بکنی کی خو — مدتون ناصح مجھی ناحق ہی سمجھایا کیا
لی اجازت لی لیا تھا ایک بوسہ خواب مین — مرتی دم تک مجھسی پھر اشوق شرمایا کیا
یار کیا صدمی خیال یار بھی دیتا رہا — روز جوش بیخودی مین مجھکو ترسایا کیا
کار فرما جبتلک تھی نوجوانی کی امنگ — کیسے کیسے رنگ جوش آرزو لایا کیا
کشتہ قلق رہا ننگ ہستی مین کبھی میری قتل پر — استخارہ اونکو واجب عمر بھر آیا کیا
وای قسمت وصل کی شب حسرت تسکین یار — صبح تک سنتا رہا اور دل مین گھبرایا کیا
جستجو ہم گشتگی کا عمر بھر جھگڑا رہا — روز دل کھویا کیا مین روز وہ پایا کیا
غیر کی ہمراہی کا درد چھپا آنکھ سی — دیکھکر دامن کو خالی اشک بھر آیا کیا
کچھ تو تیری نازکی سمجھا دیا تھا اور کچھ یون — مدعی بنکر مرا دل مجھکو دھمکایا کیا
غیر کا احسان بھی کام آیا ہمسے سوز عشق کے — حشر تک پانی لحد پر ابر برسایا کیا
آفت سی بیتابی کہ مین ہر روز اوسکے در گیا — شوق مین جایا کیا او وہانسی پھر آیا کیا

[illegible]
حشر مین تسلیم اوسکا ظل رحمت چاہیی
ابر تر نی جسکی سر پر دھوپ مین سایا کیا
۱۴

پیام مرگ جو پیغام پر عتاب ہوا — جواب نامہ مجھی نامی کا جواب ہوا

مثال حباب کی صورت تو بحر آب ہوا
بنا ہین خوبی قسمت سے جب حباب ہوا

بجھا دیا عرق شرم کی تلاطم نی
مری سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا

شکستِ توبہ کی لہر آئی دیکھکر دریا
حباب بھی مجھی پیمانہ شراب ہوا

شبِ فراق مین کوئی نظر نہین آتا
خیالِ یار بھی آنکھون نکو میری خواب ہوا

نگاہِ پست سی دیکھا جو اوسنی دریا کو
حباب مین اثرِ ساغرِ شراب ہوا

مثال بھی نہین عمرِ خضر سی دیتی
تمہاری زلف کو ناحق بھی پیچ و تاب ہوا

وہ دیکھتی ہین مجھی مین کفن مین ہاتھ اون پوشر
اودہر نقاب جو اوٹھی ادہر حجاب ہوا

ہوا نہ دوست مرا وہ کبھی بھی دشمن سے
یقین کیا ہو زمانی مین انقلاب ہوا

ابھی سنی نامِ خدا کم سنی سے آفت ہے
جہان مین ہم نہین ہونی کی گر شباب ہوا

فنا ہی ساتھ قیامِ جہانِ فانی کے
حباب کیا لبِ جو بیٹھکر خراب ہوا

دکھایا منہ نہ مسیحا نی آج تک پھر کر
دمِ اجل جو مری درد سی حجاب ہوا

۱۲۱

نہ سوئی چین سی تسلیم کنجِ مدفن مین
بلائی جان ہمین مر کر بھی اضطراب ہوا

۱۲۲

آگی بیٹھا ملک الموت بھی سیدہا اوٹھا
مجھسی دم بھر بھی اجل کا نہ تقاضا اوٹھا

تھا وہ سرگشتہ کہ سنکر خبرِ مرگ مری
خاک اوڑائی کی لیی سر پہ بگولا اوٹھا

خاک اوڑائی لبِ ساحل جو تری مجنون نی
بدلی گرداب کے دریا مین بگولا اوٹھا

ضعف سی صورتِ نقشِ قدم توڑ کی پاؤن
جس جگہہ بیٹھ گیا پھر نہ اوٹھایا اوٹھا

تھا وہ ناکام سحر جسنی دعا کی خاطر
بھول کر بھی نہ کبھی دستِ تمنا اوٹھا

سنکی میری لبِ پر شور کی افسانی کو
نہ رہی تابِ دلِ عہد کو چلا اوٹھا

خارِ صحرا کو ہوا بارشِ نیسان کا خیال
جس گھڑی سیر کو مین آبلہ فرسا اوٹھا

عاشقی مین بھی کلشنہ رہی معشوق مزاج
نازِ بیجا نہ کبھی ہمسے کسیکا اوٹھا

تم نہ آئی دلِ محروم تمنا آخر
بیٹھی بیٹھی شبِ تنہائی مین گھبرا اوٹھا

ہون وہ شوریدہ کہ ہمسی مری ہر محفل مین
بیٹھتی بیٹھتی سو طرح کا فتنا اوٹھا

چشمِ مجنون کو ہوا محملِ لیلی کا گمان
جب کوئی وادیِ وحشت مین بگولا اوٹھا

۴۳

دلِ گم گشتہ اگر تھا تجھی پیارا تسلیم
پاس کیون اوس بتِ عیار کی بیٹھا اوٹھا

۱۷

قریب کام مری وقت پر نہین آتا
بجھانی دل کی لگی کو جگر نہین آتا

کہان گئی جو عیادت پہ جان دیتی تھی
ہزار مین کوئی لینے خبر نہین آتا

حجاب دیدۂ نرگس سے باغ مین نکرو
یہ دیکھنی کی ہین آنکھین نظر نہین آتا

لحد کو نشۂ دولت مین بھولی ہین منعم
خبر نہین کہ وہان کام زر نہین آتا

جہان مین صورتِ تصویر ہون سراپا خوب
مگر یہ عیب ہے کوئی ہنر نہین آتا

وہ شمع ہون کہ جلاتی ہین دوست و دشمن سب
کسی کو رحم مری حال پر نہین آتا

حیا ہوئی سببِ تو یہ جفا شاید
کہ تیرِ ناز کوئی تا جگر نہین آتا

خیالِ گریہ جبھی تک ہے ابر و طوفان کو
کہ اشکِ دیدۂ تر جوش پر نہین آتا

جو بوسہ و لبِ جان بخش کا تو احسان ہے
دگرنہ قرض مرا آپ پر نہین آتا

تپِ فراق اسی ہی جلا چکی شاید
کہ دم کی ساتھ وہ دود جگر نہین آتا

سُنا کی یاس کی باتین نہ جلینی دیگا مجھے
فرشتہ موت کا ہی نامہ بر نہین آتا

خیالِ خام ہی اپنی ہی مستفیض ہونا
صدف کے کام کسی دن گہر نہین آتا

غضب کے بلبل ہمکیں سی پڑ گئی ہی ضد
چمن کو چھوڑ کی صیاد گھر نہین آتا

اجل خفا ہی فلک مدعی زمین دشمن
مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہنسائین کیا تری اٹکھیلیان مجھی کہ ہنوز
تجھی وہ ناز نسیم سحر نہین آتا

قفس مین تھی یہ رہائی سی پاس بلبل کو
کہ آشیان مین ہی بادر مگر نہین آتا

ابھی ہی کیا کرین دعوای شاعری تسلیم
یہ کام وہ ہی کہ جو عمر بھر نہین آتا

بیجا باندھی کیف جوش مستانہ مرا
چومتا ہی لب مری مستی مین پیمانہ مرا

تاب وہی آتشین سی داغ ہوتا ہی ہرا
سبزہ برلاتا ہی سوز شعلہ سی دانہ مرا

جیتے جی گمنام مجکو کر دیا تقدیر نی
مجھسے پہلے اوٹھہ گیا دنیا سی افسانہ مرا

جلوہ گر ہی ربط حسن و عشق بزم عیش میں
شمع تیری ہمنشین دلسوز پروانہ مرا

ناز اوٹھاتا ہون کس و ناکس کے ای تسلیم مین
اب کہان اگلا مزاج میرزایانہ مرا

دل ہے مفتون بت ستمگر کا
شیشہ دم بھر رہا ہے پتھر کا

عشق زندان سی زندگی ہی مری
آب و دانہ ملا ہے گوہر کا

سخت جانی نے کشمکش دیکھو
دم سماتا نہین ہی خنجر کا

کیون اکڑتا ہی سرو قد کے حضور
یہ بھی ای گل ہے کیا برابر کا

رند ہون چاہتا ہون عالم مین
اوج ساقی کا دور ساغر کا

نہ لگائیگا پھر گلے کوئی
میری دم تک ہی ناز خنجر کا

پردہ پوشی ردای اشک نی کی
ہای ری پاس دیدۂ تر کا

صورتِ نقشِ پا ہون خاک نشین
شوق بالین کا ہے نہ بستر کا

برق لائی کہان سی بیتابی
سب یہ صدقہ ہی جانِ مضطر کا

۴۵

حالِ تسلیم کیون نہین سنتے
کیا کوئی شکوہ ہے مقدر کا

۱۱

اللہ ری احسانِ ستم ضبطِ زبان کا
ہونٹھون نی مری خواب بھی دیکھا نہ بیان کا

کیون پاس سی تکتا ہی تو منہ ضبطِ نہان کا
ای نالۂ بیتاب ارادہ ہی کہان کا

ہر مستِ ازل کو نہین کھٹکا رمضان کا
کیا روزہ ہو پنبہ کسی شیشی کی دہان کا

جز نام نشانِ تنِ لاغر نہین رکھتا
مجھ پر بھی پڑا سایہ تری موی میان کا

تصویرِ خیالی ہی نظر آئی گا کیونکر
تن نام رکھا ہی مری کاہش نی گمان کا

کیونکر ہین شبِ وصل مین خوش ہو کی ہم صبح
دلبر ابھی ہونا ہی ستم شورِ اذان کا

چٹکی ہی بیان کر خبرِ رخصتِ گل کو
گلچین کہین بلبل نہ سنی نام خزان کا

کیون ڈھونڈتی ہین مست وعدہ مجھے احباب
کونین سی باہر ہی پتا میری مکان کا

محروم رکھا وصل سے تکرارِ عبث نی
لو صبح ہوئی آ ہی گیا وقت اذان کا

برباد بھی رکھتی ہی کیون گردشِ تقدیر
عنصر مین ہی خلل ہی کیا ریگِ روان کا

۴۶

دم بھر بھی نہین ہی کبھی اک حال پہ تسلیم
چہری کا مری رنگ بنا رنگ جہان کا

۱۲

سنے ترے ماتمکدہ گلشن ہوا
خندۂ گل نالۂ شیون ہوا

ہو گیا صد چاک بی دستِ جنون
اپنا دامن صبح کا دامن ہوا

سر اوتارا قید مین قاتل نی آہ
آج میرا طوق سنگ گردن ہوا

حیف ہے اوسنے وفا نا آشنا
تو بھی میرے جان کا دشمن ہوا

پھر نہ اوٹھی ضعف سے مانندِ اشک
ہم جہان پر گر پڑے مسکن ہوا

کچھ نہ تھا جب تک وہ ہم سے صاف تھا
پیار جب کرنے لگے بدظن ہوا

دیکھتے ہی زخم دل کے کھل گئے
چشمِ بدبین دیدۂ سوزن ہوا

تیرگی سے ہے شعلہ رویوں کا مآل
شمع کے بجھنے سے پیدا روشن ہوا

کیا کہیں سوزِ محبت بعدِ مرگ
خاک جل کر سبزۂ مدفن ہوا

وقتِ گریہ اشک ٹپکے اس قدر
اپنا دامن ابر کا دامن ہوا

دیکھنے جب دیکھتا ہی یار کو
آنکھ میری دیدۂ روزن ہوا

مثلِ طفلِ اشک عریان ہی رہے
ہم پہ کب احسانِ پیراہن ہوا

ایک عالم ہے شہیدِ تیغِ ناز
آفتِ جانِ یار کا جوبن ہوا

اور بھڑکے آنسوؤں سے دل کی لگے
آبِ گریہ آگ پر روغن ہوا

جس جگہ عکسِ رخِ روشن پڑا
ذرہ ذرہ شعلۂ ایمن ہوا

کیون نہو ترکِ محبت غیر سے
تو بھلا کب کا بتِ پرفن ہوا

۳۳

گر نہیں قسمت میں عشقِ شعلہ رو
سوزِ غم سے سینہ کیون گلخن ہوا

۲۰

جب بہار آئی گی بلبل کا وطن جل جائیگا
آتشِ گل بھڑکی گی سارا چمن جل جائیگا

گر یہی سوزِ محبت بعدِ مردن بھی رہا
جسم تک آنی نہ پائیگا کفن جل جائیگا

سوزِ دل میرا نہ کہنا شعلہ و سے نامہ بر
مفت میں ہی یان تیرا دہن جل جائیگا

دستِ نازک کو ابھی تکلیفِ آرائش نہ دو
آتشِ رنگِ حنا سے جانِ من جل جائیگا

ضبط کرنا آہِ آتشناک کا اچھا نہیں
استخوان مانندِ شمعِ انجمن جل جائیگا

سوختہ قسمت ہی ای قاتل اگر بسمل ترا
سبزہ گورِ شہیدِ خستہ تن جل جائیگا

عکسِ روی آتشین سے آئینہ بھی ایکدن
دیکھتی ہی دیکھتی ای سیم تن جل جائیگا

سوزِ غم سے ہون سراپا شعلہ ہاتھونکو باندھ
دم میں ظالم حلقۂ تارِ رسن جل جائیگا

یہ تو کیا وہ سوختہ قسمت ہون پہونچیگا اگر
چادرِ آبِ روان کا پیرہن جل جائیگا

کیون نہ کرتا نوجوانی میں عبث سامانِ عیش
کیا خبر تھی دیکھکر چرخِ کہن جل جائیگا

تا بسر سے شعلہ ہی محفل جو آئیگا قریب
صورتِ پروانہ شمعِ لگن جل جائیگا

ان بتونکو حیرت ہے وفا میں کیا کہون
آگ لگ جائیگی گا سنگِ بتن جل جائیگا

بیسود پوچھی ہی اجل کی بیقراری شمع کو تھا
مثلِ شمعِ کشتہ خون کا کفن جل جائیگا

اپنی خونِ گرم کی چھینٹین شفق سے کم نہیں
کھینچ دامن ورنہ ای شمشیرزن جل جائیگا

پیری سوزِ عشق کی کھاتا تو ہی جھوٹی قسم
منہ ترا اکدن بہت پیمان شکن جل جائیگا

چھیکی گا ہنگامِ پیری داغ سوزِ عشق کا
قد سراپا صورتِ نخلِ کہن جل جائیگا

دیکھکر دندان لب تیری شرم و رشک سی
پانی پانی ہوگا در لعلِ یمن جل جائیگا

ای جنون جس دشت میں رکھ دونگا میں آتش قدم
جادہ مثلِ تارِ شمعِ انجمن جل جائیگا

کچھ تو آہِ گرم سی کم ہوتی ہی دل کی جلن
غم نہیں فرقت میں گر بیت الحزن جل جائیگا

لکھی ہی تسلیم ہمنی نوکِ شعلہ سی غزل
دیکھکر بدبین یہ اندازِ سخن جل جائیگا

۴۹

چارہ سازِ زخمِ دل وقتِ رفو رونے لگا
جی بھر آیا دیدۂ سوزن لہو رونے لگا

بسکہ تھی رونی کی عادت وصل میں بھی یار سی
کہکی اپنا آپ حالِ آرزو رونے لگا

ہجر مین اوس سرو قد کی جب گیا گلشن کو مین
بیٹھکر تنہا قریب آبجو رونے لگا

صدمہ ہجر جی ساقی نہ اوٹھا بزم مین
جی بھر آیا دیکھکر خالی سبو رونے لگا

خندۂ زخم جگر نے دل کو گھایا اور بھی
جس گھڑی ٹوٹا کوئی تار رفو رونے لگا

آگیا زاہد کو بھی زہد ریائی کا خیال
سر سی اپنی توڑکر ظرف وضو رونے لگا

نبض تک بیمار الفت کی ابھی دیکھی نہین
ای مسیحا جیتی جی کیون مجکو تو رونے لگا

تھا مصیبت آشنا بعرض مطلب حشر مین
جاتی ہی فریاد کرکی روبرو رونے لگا

ہای کیون شرم وفا تاثیر بخشش دل ہوئی
قتل کرکے مجکو یار جنگجو رونے لگا

کیا اثر اولٹا تھا میری سرگذشت عشق کا
وہ تو ہنسنے ہنس دیا سنکر عدو رونے لگا

تھا عدم مین کھینچ لایا آب و دانہ جب یہان
دیکھکر بیچارگی بھی چارسو رونے لگا

کیا کہون نظارۂ سنبل نے کیا تکلیف دی
یاد آئی تیری زلف مشکبو رونے لگا

ہون بخواہ اسیری جب نظر آیا ہلال
مین سمجھکر ایک طوق بگلو رونے لگا

آگیا کعبے مین جب محراب ابرو کا خیال
بیٹھکر تسلیم خستہ قبلہ رو رونے لگا

۴۹ ۱۶

آتی آتی آہ بھی دل سوی لب پر پھر گیا
لو ہی پھر کی وہین بیتاب ہوکر پھر گیا

گردش تقدیر بھی ہمراہ بیتابی رہے
شوق لایا بارہا محروم اکثر پھر گیا

اسقدر تکلیف بہر پند بیجا کیا ضرور
سنتی سنتی ناصحا جی پک گیا سر پھر گیا

سخت جانی کیا شرمندہ قاتل ہی مجھے
دم چرا کر رہ گئی شمشیر خنجر پھر گیا

بحث کرنی کو جو آیا بام پر وہ ماہ حسن
فرط غیرت سی رخ خورشید انور پھر گیا

کسقدر غفلت میں تھا خواب آغوش مزار
ہم نہ چونکی آکی سر پر شور محشر پھر گیا

مجھسے فیضِ عام مین بھی بخل ساقی ہی ہی ‏— جب مری نزدیک آیا لی کی ساغر پھر گیا

حوصلہ کیا کیا نتھا عیسے کو لیکن شکر ہی ‏— سنکے اعجازِ لبِ جان بخشِ دلبر پھر گیا

کھینچ رہی تقدیر سے توڑین جو مینی بیڑیان ‏— میری پھرنی کی لیے مجھسی مقدر پھر گیا

گر پڑا نامہ کہین یا بھول آیا خطِ شوق ‏— کیا کہون کیون دیکھکر مجھکو کبوتر پھر گیا

میری ترسانی کو عہدِ وصل بھی کچھہ کم نتھا ‏— جب یقین آنے لگا مجھکو ستمگر پھر گیا

فہم مین آتا نہین کیون آج میری خاکپر ‏— چند قطری اشک کی ظالم بہا کر پھر گیا

جب ملی جھک کر گلی سے شمشیرِ قاتل رو دیا ‏— آنکھہ مین طرزِ تپاکِ اہلِ جوہر پھر گیا

بوسۂ لب تا کجا کچھہ اور رخصت دیجیئی ‏— ذائقون سی شہد کی دل بندہ پر پھر گیا

تھا فریبِ اشک بی تاثیرِ آبِ خضر مین ‏— چشمۂ حیوان تلک آکر سکندر پھر گیا

۵۰

رخصت ای دربان اگر آئی تو کہنا یار سے
آج بھی تسلیم آکر تیرے در پر پھر گیا

۲۰

سکوتِ غیر سی سوزِ جگر بیان ہوگا ‏— زبانۂ شمعِ لحد کا مری زبان ہوگا

فریبِ عشق پسِ مرگ بھی عیان ہوگا ‏— مرا فسانہ سنیگا تری زبان ہوگا

نہ مرنی دی گی تمنای وعدۂ جانان ‏— فریبِ خضر مجھے عمرِ جاودان ہوگا

دکھائی گی سحرِ ہجر حشر کی سامان ‏— صدای صور مجھے نالۂ اذان ہوگا

لحد مین داغ دکھائین گی جلوۂ مہتاب ‏— مرا کفن مری آغوش مین کتان ہوگا

پسِ فنا یہ جفائین سبکی سہانون گا ‏— تہِ زمینِ لحد کوئی آسمان ہوگا

گھڑی گھڑی نہ رُلا چارہ گر کہ پھر مجکو ‏— نصیبِ خندۂ زخمِ جگر کہان ہوگا

بلا نصیب ہون کیا عمر کی کہون امید ‏— خلاف ہوگا فلک بخت بدگمان ہوگا

جرس کہان ہے بیابان مین جو طرف نالان
مری طرح کوئی گم کردہ کاروان ہوگا

جلائی شمع جلاؤ نہ بیکسی کو مری
کہ وہ نہ شمع کہ لب گور نوحہ خوان ہوگا

لگائین لاکھ فرشتے خدا سے ڈر کیا ہے
گواہ عذر مرا جلوۂ بتان ہوگا

گھڑی گھڑی نہ قسم لی کہ مجسے اے ظالم
مرا گمان بھی تری طرح بدگمان ہوگا

عدو نصیب ہے کیونکر کہون پہر آئیگی
مری دعا کا مرا بخت پاسبان ہوگا

وہان بھی شوق مین پائی طلب کا دیکہین
بتاوی عرصۂ محشر مین تو کہان ہوگا

صنمکدہ ہو کہ ہو کعبہ ہم تو عاشق ہین
کرینگی سجدہ ترا نقش پا جہان ہوگا

چہپاتی کیون تہ خاک یونہین ہی دو
کوئی تو لاش غریبان پہ نوحہ خوان ہوگا

لحد مین ہیلی گا کیا خاک دل وحشی
نہ رازدان کوئی ہوگا نہ ہمزبان ہوگا

جو ہی اسیر کیا ہی تو پہونک دی صیاد
جو مین نہونگا تو پہر کیا یہ آشیان ہوگا

مزار پہ مری لاؤ نہ پہول کی چادر
مرا چراغ لحد مجھپہ گلفشان ہوگا

۵۱ — خبر کسی کو بھی جو دل پہ گذرے گئی تسلیم
مرا فسانہ مری بعد کیا بیان ہوگا — ۵

غم نہین گر ستم کاوش خنجر دیکھا
آرزو رہ نہ گئی موت کو مر کر دیکھا

ایک حسرت نے مجھے دینی ہین تامل اتنا
بس ترا حوصلہ او چرخ ستمگر دیکھا

ہجر مین پیش نظر ہی دیکھی چھپکے آنسو
جی بھر آیا کوئی لبریز جو ساغر دیکھا

ان حسینون سے بھی ملنے کی تمنا بیکار
مین نہ کہتا تھا تجھے او دل مضطر دیکھا

۵۲ — مجکو ندی پہ تری آتا ہے رونا تسلیم
سیکڑون مین عوض نقش قدم سر دیکھا — ۱۱

کیا کیا فریبِ گریۂ بیتاب سے بہر تھا
دیکھا تو صبح کو سرِ مژگان بھی تر تھا

بلبل نے بخیہ تارِ نفس سے کیا نہ کیون
چاکِ قبای گل کوئی زخمِ جگر تھا

باغِ جہان مین مہر چراغان کیطرح مین
وہ نخل تھا جو موسمِ گل مین بھی تر تھا

کیون سُنکی شعلۂ غضب اتنا بھڑک اوٹھا
ذکرِ وفا تو شکوۂ سوزِ جگر تھا

بھڑکا رہی ہی آتشِ غیرت کو بوی زلف
کیونکر کہون کہ زانوی دشمن پہ سر نتھا

آوارگی مین عمرِ دو روزہ گذر گئے
اپنا کہین غبار کی مانند گھر نتھا

کیون سُنکی وہ وہی مری آمد وہ بزم مین
مین کچھہ نوید مرگِ عدو کی خبر نتھا

جلی کی برنگِ شمع رہِ منزلِ عدم
کوئی سوای سوزِ جگر ہمسفر نتھا

کاہش نے بے نشان مجھے کس لیے کیا
نقشِ دہن نتھا رگِ موی کمر نتھا

کیون زخم ہنس پڑے لبِ سوفار کیطرح
پیغامِ وصل یار خدنگِ نظر نتھا

۵۳ — تسلیم بات بات پہ قول و قسم ہی کیون
ایسا تو بدگمان تو کبھی پیشتر نتھا — ۳۲

بی تعلق ستمِ دہر سے آزاد آیا
سنگِ طفلان نہ کبھی تا سرِ شمشاد آیا

بدگمانی یہ بڑھی ہی ستمِ دشمن سے
اپنی سایی کو سمجھتا ہون کہ جلاد آیا

تھا وہ آزاد کہ حسرت ہی اسیری کی رہی
دہوکی دہی وی کی مجھی باغ مین صیاد آیا

تو ہی اے مرگِ عدو باعثِ احسان ہو جا
چھیڑنی پھر مجھی ہنگامۂ فریاد آیا

کیون پشیمان ہی مری نام کو سنکر ظالم
کیا کوئی عہدِ وفا ہی کہ تجھی یاد آیا

صحبتِ روح بھی تھی ننگِ تجرد مجکو
صورتِ قالبِ تصویر ہون آزاد آیا

شادیٔ مرگ سی بھولا غمِ ہستی دل کو
نغمہ خوان مین طرفِ خانۂ جلاد آیا

کسقدر شوق شہادت نے کیا ہی بیہوش
آپ جلاد سے کہتا ہوں کہ جلاد آیا

کیا عداوت تھی کہ جب جام میں لائی قسمت
دیکھتا ترچھی نظر سے مجھے صیاد آیا

خندہ تھا وقت ولادت مرے مردن گریہ
خوش عدم سے میں گیا دہر سے ناشاد آیا

بے سبب آنکھ نہیں پڑتی ہے خنجر پہ تری
پھر کوئی آج فراموش قضا یاد آیا

قد شعلہ کبھی منت کش پوشاک نہیں
زیب ظاہر سے بری حسن خداداد آیا

سبب مرگ ہوا چھیڑ کی زخم دل آ
چارہ گر کاہے کو آیا کوئی جلاد آیا

دعوی خون ہے اوسے نہ زبان تک لائے
کیا فسون حشر میں پڑھتا ہوا جلاد آیا

دہن زخم میں حسرت سے بھر آیا پانی
بوسۂ تیغ ستم کا جو مزا یاد آیا

ماتم عاشق ناشاد کیا شیرین نے
کام آخر اثر تلخی فرہاد آیا

قید میں حوصلۂ آہ کو روتا ہوں میں
تنگی کنج قفس دیکھ کے دل یاد آیا

نیک طینت کے نہیں صحبت بد سے چارہ
دامن روح سے لپٹا ہوا ہمزاد آیا

توسن عمر رواں تیز قدم تھا کتنا
اک تراری میں قریب عدم آباد آیا

زحمت کشمکش جوش جنون کیا کہیے
تا صبح اوٹھا نہیں بالیں سے کہ فصاد آیا

عہد پیری میں ہیں آغاز جوانی کے گلے
قصۂ شام مجھے وقت سحر یاد آیا

دہن زخم سے طعنے نہ سنوں میں کیونکر
غیر کی بنکے زبان نشتر فصاد آیا

کیا بری ہوتی ہے مرنے کی تمنا ظالم
سر بکف آپ مرے سامنے جلاد آیا

بے سبب شورش محشر نہیں حشر کے دن
فلک پیر کو پھر فتنہ ایجاد آیا

کسقدر سچ فراموش ہے ہستی میری
ظلم جب تم نے کیے شکر خدا یاد آیا

نیند آئی نہ کبھی اس مدفن میں مجھے
تیری پہلو میں جو سونے کا مزا یاد آیا

وہ ہوا خواہِ قضا ہوں کہ عدم سے چھپ کر
سایۂ تیغ میں تا خانۂ جلاد آیا

ماتمِ عاشقِ ناشاد کی شادی دیکھو
سرخ پوشاک میں کر ستم ایجاد آیا

بگڑی تقدیر کی تقدیر سے بنتی دیکھی
غیر کی ضد سے مری گھر وہ پری زاد آیا

تھی وہ آفت تری تصویر کہ چہرے کے عوض
آہ کھینچی جو کبھی ہوش میں بہزاد آیا

تیری محفل ہوئی تعلیم گہ سوز مجھے
شعلۂ شمع نظر سیلیِ استاد آیا

۱۴ — نکہتِ گل کی طرح باغِ جہاں میں تسلیم
خانہ بر دوش گیا صورتِ آزاد آیا — ۵۵

سلامت کون پھر کر کوچۂ قاتل سے یہاں آیا
کوئی بسمل کوئی مجروح کوئی نیم جان آیا

وہ ہوں میں سوختہ جسم کہ تربت سے شرر جا نکلا
اوٹھا تعظیم کو شعلہ گلی ملنے ہوا ان آیا

کفن سے مجھکو بو پیراہنِ یوسف کی آتی ہے
طوافِ قبر کو کس کا غبارِ کارواں آیا

بتاؤں کیا شرر کی طرح گر پوچھے کوئی مجھ سے
غرض کیا تھی کہ مرجاتا ہوں کیوں آیا کہاں آیا

خیالِ خاکساری عالمِ بالا سے بالا تھا
زمیں سمجھا کیے زیرِ قدم جب آسماں آیا

نکالے شمعِ بزمِ وصل نے اپنے گریباں سے
شرر کی طرح کچھ دم کی لئے ہم میہماں آیا

جنوں میں بھی لیا احساں نہیں ہے اہلِ دنیا کا
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلالِ آسماں آیا

رہا قفلِ ادب فکرِ دہانِ یار میں لب پہ
طبیعت پیچ کھائی یادِ جب بھی میاں آیا

کمالِ ضعف نے ہمجنس کو تکلیفِ احساں دے
اوٹھائی نعش بعدِ مرگ مورِ ناتواں آیا

محبت سے جو نوخیزوں سی اکثر وحشت بھی تیز
خضر جب سامنے آیا مری بنکر جواں آیا

کرے گر ذبح بھی کوئی تو منہ سے کچھ نہیں کہتا
عدم سے ہو کے ہستی منزلِ میں بے زباں آیا

گرفتارِ اسیری میں ہا بعدِ رہائی کے
قفس یاد آ گیا جسدم قریبِ آشیاں آیا

وہ رندِ صاحبِ شوکت ہوں جب آتے ہوئے کہا
درِ میخانہ تک لینے مجھے پیرِ مغان آیا

۵۵
سحر سے منتظر بیٹھے ہو جو اے اسر جانان
سمجھتے ہو تم اے تسلیم کیا قولِ بتان آیا
۱۲۸۱

وصل کی شب بھی ادای رسمِ حرمان میں رہا
صبح تک میں التماسِ شوقِ پنہان میں رہا

ایک دم بھی نہیں صیاد و گلچیں سے اگر
کیا مزا رہنے کا پھر بلبل گلستان میں رہا

مر گئے لاکھوں شہیدِ ناز کچھ پروا نہیں
وہ تماشائی ہلالِ عیدِ قربان میں رہا

چھیڑ کر ہوتا ہے رسوا دستِ وحشت کو عبث
ای جنون اب کیا مرے جیب و گریبان میں رہا

شکل دکھلائی نہ طفلِ اشک نے مرکر کبھی
دیکھنے کو مدتوں آنکھوں کے مژگان میں رہا

زخمِ تن چلنے لگے بھلا پائی قاتل کی
عمر بھر میں نازبردارِ پیکان میں رہا

صبح سے تا صبح رویا ہوں فراقِ یار میں
روز و شب کا فرق میری چشمِ گریان میں رہا

تیرے لب کے سامنے پایا فروغِ قدر کیا
لعل آخر عمر بھر سنگِ بدخشان میں رہا

کب میں فارغ ہی پستِ بلند دہر سے
چاہ سے نکلا جو یوسف کنجِ زندان میں رہا

زخم کی بھٹی سے ٹکڑے پیرہن کے ہو گیا
شورِ الفت خندۂ چاکِ گریبان میں رہا

بعدِ مردن بھی ہی تکلیفِ ہستی عشق میں
بن کے میں فکرِ تماشای حسینان میں رہا

ہو تیری حیران کس توقع پر دل امیدوار
آج تک تیری فریبِ عہد و پیمان میں رہا

اختلاطِ شمع و پروانہ نے پھونکا اور بھی
شعلہ زن داغِ تمنا ہر رگِ جان میں رہا

سونگھ کر پیراہن کہتا ہے وہ بدگمان
سچ بتا تو پاس کس گل کی گلستان میں رہا

کام پیدا کر چکی بیماریِ عشقِ بتان
میں فریبِ نسخہ و تاثیرِ درمان میں رہا

واہ رے پاسِ وفا اسد ری شرمِ آرزو
ہر نفس ہمراہِ عمرِ گریزان میں رہا

۵۶	کیا پڑھے اشعار تسلیم جگر افگار نے شور تحسیں ہر طرف بزم سخنداں میں رہا	۱۱

وصل میں کیا عرضِ غم کا سلسلہ جاتا رہا
یہ گلہ کب ہے کہ میرا ہر گلہ جاتا رہا

دور بھی آپ کو بیٹھے اگر آ کر قریب
فاصلہ پیدا ہوا جب فاصلہ جاتا رہا

ہمسفر پہنچے عدم کو میں سوالِ گور میں
باتوں باتوں میں خیالِ قافلہ جاتا رہا

اب سنبھالو انکو سمجھانی اجل ہے عنقریب
دوستو ٹھہرو کہ وقتِ فیصلہ جاتا رہا

ناامیدی اسقدر بخلِ فلک سے ہو گئی
حوصلے کا اپنے دل سے حوصلہ جاتا رہا

پھوٹی قسمت نے دلایا مجھکو کیا کیا شیشتیں
جب قریبِ خار پہنچا آبلہ جاتا رہا

پیار کر دامن کیا دیوانگی نے چاک چاک
آج ہی دستِ جنوں کا مشغلہ جاتا رہا

ہوش میں بھی اضطرابِ دل ہی بیتابی رہے
کوئی دم آیا تو مشکل زلزلہ جاتا رہا

منہ سے ہی اہلِ سخن کا نہیں گھٹتا وقار
کس جگہ پہنچی ہے حرفِ حوصلہ جاتا رہا

چاہتا ہوں جوشِ پیری میں جوانی کی امنگ
ولولہ کچھ گھٹ گیا کچھ ولولہ جاتا رہا

۵۷	اسقدر فکرِ سخن تسلیم کسکے واسطے قدرداں ہی با لطف احسان صلہ جاتا رہا	۱۸

یہ غنچے مسکراتے ہیں عجب کیا
کوئی تازہ چمن میں گل کھلا کیا

ادا و ناز و طرزِ خودنمائی
سکھایا کس کو آئینے نے کیا کیا

نہ کی تھی بے نیازی کچھ گلو نے
دمِ گردش ترا خنجر رکا کیا

شرر ہے جلوۂ شمعِ عدم تھا
فروغِ زیست پر اپنی ہنسا کیا

تمنا ہے تری یا میں سینہ تخت
شبِ تنہائی میں نالہ جیا کیا

وہی سنے پرو کی شیشے مین بھی ہی
بنی سب ہے دخترِ رز پارسا کیا

دمِ آخر عبث تکلیفِ درمان
بھلا ای چارہ گر مجھہ مین رہا کیا

غبارِ کاروانِ بی نشان ہین
ہمارے ہمرہی بانگِ درا کیا

ہین عاشق اپنی مطلب کے کہین گے
تمنا کیا ہمارے مدعا کیا

ہوا کیون سُنکے برہم یار جانی
بتا ای نامہ بر تو نے کہا کیا

جہان مین ہر بشر آتا ہی عریان
عدم میں بھی ہی کوئی وحشت سرا کیا

اگر رسوائی عالم نہ ہون مین
تو پھر اس دل لگانی کا مزا کیا

غرورِ حسن ہی کچھہ دن کا مہمان
سدا عالم رہے گا بیوفا کیا

وہ افتادہ ہون ننگِ دستگیری
جو اوٹھا بھی تو مثلِ نقشِ پا کیا

اگر چھیڑا نہین بادِ سحر نے
ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا

ہے جز داغ تو کیا اور دیگا
ترا چرخِ ستمگر حوصلا کیا

عبث قاتل نے کھینچے تیغِ ابرو
شکستِ رنگ عاشق دیکھنا کیا

۵۸

عبث تسلیم مشقِ غیبتِ غیر
بُرا کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا

۱۵

بتا مین کیا کہ ہوا غفلتِ شباب مین کیا
خبر نہین ہی کہ ہم دیکھتی تھی خواب مین کیا

پدر کی مال پہ پھولے نہ بدنصیب پسر
متاعِ بحر بھی ہی خانۂ حباب مین کیا

کیا ہی وعدۂ فردا سحر کو آئین گے
ابھی بھی ہی دلِ بیصبر اضطراب مین کیا

وہ دیکھکر مجھی نہ پردہ کیون ہوئی ایدل
نگاہِ شوق نی سمجھا دیا نقاب مین کیا

ابھی جو وعدۂ تکلیفِ حشر باقی ہے
عذابِ روزِ جدائی نہین حساب مین کیا

پھری نہین طرف چشم منتظر اب تک — نگاہ شوق نی سمجھا دیا نقاب مین کیا

جگا کی خواب اجل سی جلاؤ گی اب کیون — پھنساؤ گی مجھی پھر تم کسی عذاب مین کیا

گلہ کیا ہی تو اپنی سیاہ بختی کا — تمہاری گیسوی شبگون ہین پیچ و تاب مین کیا

ہمیشہ یاس کسی آ کی دیکھ جاتی ہے — کوئی امید ہی باقی دل خراب مین کیا

کبھی ہی مرگ کا رونا کبھی نشاط حیات — پھنسے ہوئی ہین زندگی کی ہم عذاب مین کیا

یہی سوال وفا ہی جو روز سنتی ہو — سکوت ہی لب خاموش کو جواب مین کیا

جلا ہی گی تپش ہجر یار اسکو — رکھا ہی سوز الم نی دل خراب مین کیا

اوسکی حلق سی بیہوش کر دیا مجکو — بجھی تھی تیغ جفا آپکی شراب مین کیا

پس فنا بھی کیون ہی یقین جنت کا — بھی گی حور مری روح انقلاب مین کیا

خبر نہین ہی ہمین تسلیم اوسکے نامے کو
پڑھا ہی شوق مین کیا لکھا اضطراب مین کیا

جب سنگ آیا وہ بت بھی پیر کیا — آج بگڑی ہی شیب کی تقدیر کیا

اوڑکی پہنچی خاک کوی یار مین — کام آئی گردش تقدیر کیا

بعد مردن کہاتے ہین ہی پیچ — خاک اوڑا سکی تما کی دلگیر کیا

آنسوون کو وون جگہ دامن مین کیون — آبرو ہی اشک سے تاثیر کیا

شوخیان ہوتی ہین ہر ایجاد مین — نوجوان اب بھی ہی چرخ پیر کیا

ہون مین وہ آتش قدم کہتا ہی قیس — پھونک دوگی خانۂ زنجیر کیا

روز کیون دیتی ہو صدمی ہجر کی — پھر سنوگے نالۂ شبگیر کیا

ایک دم مین سیکڑون ہوتی ہین قتل — چال سیدھی چلتی ہی شمشیر کیا

جیتی جی سب تھی مرکی جب دیکھا | نکوئی دوست تھا نہ دشمن تھا
کیسکے آنے کے تھے خوشی بلبل | آج بکیمہ باغ باغ گلشن تھا
شب کو دلسوزیِ عبث پہ مری | جل کے ہنستا چراغِ مدفن تھا
کیا دلایا تھا تمنے آکر یاد | مسکراتا شگافِ مدفن تھا
کچھ نہین تھا تو یون ایسِ دیوار | بی سبب کوئی گرمِ شیون تھا
مرکے سنتے ہم ہے اسیرِ جنون | طوقِ قمری کہ طوقِ گردن تھا
پوچھتا کون حالِ بیتابی | تم خفا تھے نصیب دشمن تھا
اک جہان دیکھتا تھا حیرت سے | بیکسی پر سے میری جوبن تھا
غمِ بلبل مین عمر بھر صیاد | ہاتھ تیرے تھا تو برگِ سوسن تھا
خال و مژگانِ عشق سی دل مین | سیکڑون داغ لاکھون روزن تھا

عذر مانع نتھا کوئی تسلیم
ترکِ شعر و سخن قصداً تھا

۶۴ — ۹

مصروفات بادب ضبطِ ہو مین تھا | نالہ برنگِ قلقلِ مینا گلو مین تھا
سنکے سوالِ وصل نہ انکار کر سکے | گویا بلحاظِ غیر مری آرزو مین تھا
پیرِ مغان کچھ اور بھی خیراتِ میکدہ | کہتا ہے مجھ سی ہوش مرا کیا سبو مین تھا
بیتاب ہو کی خنجرِ قاتل لپٹ گیا | سو سو طرح کا ناز ہماری گلو مین تھا
خالی نہین فریب سے اپنی کی دوستی | دل بھی رقیب تھا کہ تری جستجو مین تھا
مقتل بھی بوسہ گاہِ قضا بعدِ مرگ بھی | تیری حنا کا رنگ ہماری لہو مین تھا
کسکو کیا تھا شوقِ اسیری نے غرقِ آب | گرداب شکلِ طوقِ گلو آبجو مین تھا

آرزومند رفو ہی وجہ زخم تن نہین
جامۂ ہستی پرانا ہی نیا ہو جای گا

ایک بوسے بھی نہین کچھ اصل دیتی او مجھے
تم سخی کہلاؤ گی میرا بھلا ہو جای گا

گریہ ہی انتہای سخت جانی دیکھنا
قطرۂ زہراب ہی آب بقا ہو جای گا

جسطرح ہوتا در تاثیر حسرت جای گی
نردبان آسمان دست دعا ہو جای گا

وای غفلت ابتدا مین وصل کو سمجھی تھی ہم
بیشتر چاہین گی ایسا بارہا ہو جای گا

قتل کرنا مجکو تیغ تیز سی اچھا نہین
غیر کو بھی اس ستم کا حوصلا ہو جای گا

ہون وہ سرگشتہ کہ مجکو خضر کی حاجت نہین
گردباد دشت غربت رہنما ہو جای گا

ہو گی برہم بزم سی جب مین چلا کہنی لگی
اوہ جی اک تم نہ آؤ گی تو کیا ہو جای گا

قتل کر تیغ تبسم سی دیت کا غم نکہا
جلوۂ لبہای رنگین خونبہا ہو جای گا

جذبۂ دل بھی عطا کر درد بخشا ہی اگر
ورنہ ای تقدیر نالہ نارسا ہو جای گا

ہان زبان تیغ سہنی دو دہان زخم ہین
شکر احسان ستم کچھ تو ادا ہو جای گا

ہون وہ مضطر بعد مردن امتحان کی واسطی
پہلوی مرقد مین پہلی زلزلا ہو جای گا

دل مرا یا اوس بیوفا کو سخت نادانی ہوئی
کیا خبر تہی اسقدر نا آشنا ہو جای گا

۶۵
شکوہای زلف پر ہم اسقدر تسلیم کیون
مین نہ کہتا تہا گرفتار بلا ہو جای گا
۲۳

کاہش حال سی جو حال اپنا نوع دیگر ہو گیا
جسم لاغر بنکی رشتہ تار پیرہن ہو گیا

قابل پرواز صید جان مضطر ہو گیا
قاتل بیرحم کا تیر شہپر ہو گیا

آبرو گر چاہتا ہی کنج خلوت کر قبول
قطرۂ نیسان صدف مین آکی گوہر ہو گیا

چھوڑکر تنہا گئی جسدم وہ آدہی رات کی
دوپہر جینا مجھی فرقت مین دوبھر ہو گیا

سخت دل کو نور کر دیتی ہین اربابِ ضیا
مہر کی فیضِ نظر سی لعل پتھر ہو گیا

ہٹتی ہٹتی دشمنِ جان کی ہٹی خونریزی وہ بے
نیمچہ قاتل کا ٹوٹا ہی تو خنجر ہو گیا

اہلِ دنیا سی ملا جب آئینہ عبرت ہوئی
صاف ظاہر ہو گیا باطن مکدر ہو گیا

یارِ خودبین نی جہان مین کی قیامت آشکار
عکسِ رو سی آئینہ خورشیدِ محشر ہو گیا

صدقی اے تاثیرِ الفت تو نی کیا سمجھا دیا
آج قتلِ غیر پر راضی وہ کیونکر ہو گیا

مر کی بھی دم بھر نہ پہلو سی کیا مین نی جدا
آپ کا پیکان مجھی دل کی برابر ہو گیا

ہجر مین حیرت برستی ہی در و دیوار سی
بی تری گھر آئینہ خانی سی بدتر ہو گیا

ہر گھڑی زیرِ فلک حاصل ہی بربادی مجھی
ذرۂ ریگِ روان طالع کا اختر ہو گیا

دھوپ ہو یا چاندنی دونون سی کہتا ہی نہال
قبر کا دامن مجھی دامانِ مادر ہو گیا

کاتبِ لوحِ جبین سی انتہائی ذوق مین
لکھتے لکھتے مصرعِ ابرو مکرر ہو گیا

باعثِ راحت ہوئی بیتابیِ فرقت مجھی
اسقدر تڑپا کہ دل پہلو سی باہر ہو گیا

کسنی جھانکا آج وقتِ صبح ہو کر بی نقاب
روزنِ در مطلعِ خورشیدِ خاور ہو گیا

سمجھی تھی مر کر گرانباری سی چھٹ جائینگی ہم
قسمتوں سی اور سر پر خاک پتھر ہو گیا

جسکو تو چاہی بنی ہم لطف سی خالی نہین
نور دستِ حضرتِ موسی مین اخگر ہو گیا

سنگی یوسف سی تری چاہِ زنخدان کی صفت
پانی پانی حلقۂ گردابِ کوثر ہو گیا

اک جہان پڑھتا ہی کلمہ حسنِ بتِ بدکیش کا
خط صحیفہ ہو گیا عارض پیمبر ہو گیا

سمجھی تھی دل کی حقیقت کو فقط دو حرف ہم
لکھتی بیٹھی جسگھڑی خط ایک دفتر ہو گیا

یہ تمنا ہی کہ مر کر جو جنت سی ہلون
شکر ہی تسلیم خاکِ پای حیدر ہو گیا

مین کہان کشمکشِ عشق سے ٹل جاؤن گا
کیا تری تنگ قبا ہون کہ نکل جاؤن گا

وہ سبکروح ہون کہ زندان سے کبھی تنگ اگر
صفتِ نالۂ زنجیر نکل جاؤن گا

ہای کیا تنگ نہ مین گھبراؤن گا ای دشتِ جنون
اب تو وہ مین ہی نہین ہی جو بہل جاؤن گا

مجھسی لیتا ہی جو عہدِ وفا کی قسمین
مین نہین کیا تیری نظر ہون جو بدل جاؤن گا

آتشِ داغِ جگر ہجر کی ہی فصلِ گل مین
وہ شجر ہون کہ بہار آئی ہی جل جاؤن گا

آہی جائیگا اونہین کسیدن کبھی رحم
ہون قریبِ دلِ دشمن کبھی چل جاؤن گا

مجھسے کیا راز تری ہونگی عیان مستی مین
کچھ خمِ بادہ نہین ہون جو ابل جاؤن گا

شمعِ مجلس ہون ہر اشک ثمر ہی میرا
جب جلاؤگی مجھی آپ ہی پگھل جاؤن گا

چارہ گر ہاتھ اوٹھا چارہ گری ہی میری
چشمِ بیمار نہین ہون جو سنبھل جاؤن گا

آج یہ شکل ہی کل اوسکی صورت ہوگی
مین بھی اک نقشِ زمانہ ہون بدل جاؤن گا

٦٧

شورِ ماتم ہون کہ ہون خاکِ کربلای تسلیم
جسطرح ہوگا مین اوسکے کوچے مین نکل جاؤن گا

١٣

کیون دلِ کافر مرا کعبے مین دلبر مانگتا
ایک بت اللہ سے ہر جیب مانگتا

نخلِ ساقی سی ارادی ٹک رہی ہی
چلتی چلتی اور مین دو چار ساغر مانگتا

ہو کنا تیغِ نگاہِ ناز کا آسمان تھا
مین تو کیا ہون خضر بھی پانی نہ اوسکا مانگتا

خار ہوتا بلبلون کو آسمانکی لگو داغ
خاک مین کیا ملکی مین پھولونکی چادر مانگتا

ننگِ ہستی تھا جہان مین بار ہون کیونکر اوٹھی
کیا فلک سے جاہ و منصب تخت و افسر مانگتا

تو خفا نا کشیدہ آرزو مین بدگمان
ان نصیبو پر وصالِ یار کیونکر مانگتا

میری ہمت نی کہا پہلو کو خالی چاہیے مرگ
ان ہتون سے کیا دلِ صد چاک مانگتا

ہوں وہ عاشق گر خدا دیتا تو میں دنیا بغیر
پیار کرنے کی ہی اک حور جنت مانگتا

۶۹

تھا حباب بحر ای تسلیم دور چرخ سے
کیا میں اس طوفان میں ہم لینے کی رخصت مانگتا

یاد چشم مست عیار نے سونے نہ دیا
عمر بھر فتنۂ بیدار نے سونے نہ دیا

چشم روزن کی تجھ دیکھا او ہی شب بھر مجکو
غیرت عشق فسونکار نے سونے نہ دیا

رات بھر خفتہ نصیبی سے ہی اشکباری ان
گردش کوکب سیار نے سونے نہ دیا

روز محشر کی دعائیں تہ مدفن مانگیں
مرگ نے بھی وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

مرگ کی نیند میں بھی آنکھ جھپکی ہم بھر
اضطراب دل بیمار نے سونے نہ دیا

نیند صیاد کو آسکے نہ پھڑکنے سے مری
وحشت تازہ گرفتاری نے سونے نہ دیا

کیں جو حسرت سے غم جاناں نے خیالی باتیں
داستان دل بیمار نے سونے نہ دیا

ہجر میں اور بھی بیچین ہوا آنکھوں سے
ایک دم نالۂ غمخوار نے سونے نہ دیا

شکل تصویر نہ جھپکی شب فرقت میں پلک
صبح تک لذت دیدار نے سونے نہ دیا

کیا تسلی الست تھی کہ ہوش بجا تک تسلیم
خلش حسرت زنار نے سونے نہ دیا

جان ہی لیکے سر تیر جگر سے نکلا
میرا ارمان بھی لوٹ کی گھر سے نکلا

تنگ آیا ہوں وطن سے ہیں شہر کی صورت
پھر نہ آوں کا خط بھیجکے گھر سے نکلا

واہ ری شور جنون کھینچی تو تڑپا عالم
فتنۂ حشر ہوا ساتھ جو حسرت سے نکلا

بوسہ لبلے دیا دست زبردستی سے
خیر کا کام جو نکلا ہی تو شر سے نکلا

بدگمانی کو نہ کیوں آئے غیبی میں گمان
خبر کا خط جو ہی قاصد کی کمر سے نکلا

داغِ امیدِ جوانی دمِ پیری چمکا
لو یہ شامِ گریبانِ سحر سے نکلا

داغ لاکھون دیئی الفت مین اگرچہ تسلیم
کوئی ارمان نہ اوس شکلِ قمر سی نکلا ۵

نہوا کم کسی تدبیر سے چکر میرا
جب تہکی پای جنون پہرنی لگا سر میرا

وصل کی دل مین تمنا ہی ابہی جان معلوم
تم ہی ایسی ہو نہ ایسا ہی مقدر میرا

کیون نہ پامال کہی پستیِ طالع مجکو
ذرۂ خاکِ گذرگاہ ہے اختر میرا

شوکتِ شورِ جنون نی تہ ندامت بخشی
چہپ رہا دیکہہ کی منہ فتنۂ محشر میرا

کیون سنا تا وہ ستمگر مجہی باتین تسلیم
میری کہنی مین جو ہوتا دلِ مضطر میرا ٦

قیس کیا فرہاد بہی مجہ دل افگاری رہا
سکۂ داغِ جنون ہر وقت مین جاری رہا

حوصلہ کوئی نہ دل تک مفلسی ہی آسکا
پارسائی کا سبب احسانِ ناداری رہا

لاکہ واعظ نی کہا توبہ نکرنی تہی نکی
مر گیا لیکن وہی پاسِ گنہگاری رہا

اوسکی کوچی مین پڑا ہون صورتِ نقشِ قدم
خاک مین ملکر بہی فرقِ نازبرداری رہا

رو کی بہی ترسا گئی آنسو کو ہم مثلِ حباب
دیدۂ تر کو ہمیشہ عذرِ ناداری رہا

اک اک آفت لگا لایا کیا تسلیم
مین دلِ نادان کی ہاتہون عمر بہر آری رہا ۱۱

بہولی ہی بہی نہ جانبِ اغیار دیکہنا
شرطِ وفا یہی ہی خبردار دیکہنا

تاثیرِ جذبِ شوقِ زلیخا ہی گر یہی
یوسف کو ایک دن سرِ بازار دیکہنا

مانندِ شمع بیٹہہ کے طی کی رہِ عدم
یارو یہ معجزہ ہی کہ رفتار دیکہنا

للہ اسقدر نہ پھڑکنا کہ چل نکلون
پھرتی طرف تو گھر کی بازار دیکھنا

کہتی ہی روح دل سی دم نزع ہوشیار
ہم تو عدم کو جاتے ہین گھر بار دیکھنا

یونہین سحر کرون نہ اگر رخ کی یاد مین
صورت نہ پھر مری تو شب تار دیکھنا

اللہ ری اضطراب تمنای دید یار
فرصت مین اک نگاہ کی سو بار دیکھنا

میری خطا نہین ہی خدایا جو چپ کہون
پھر چھیڑتا ہی زاہد مکار دیکھنا

موسیٰ کی طرح کیا ارنی شوق مین کہون
لازم ہے پہلے طاقت دیدار دیکھنا

کافر ہین عشق اپنا محمد کی روز حشر
جنت مین ہون گی ہم سے سیہ کار دیکھنا

تسلیم روی یار کو حسرت کی آنکھ سے
اچھا نہین ہے شوق مین ہر بار دیکھنا

عدم کو دشمن عزیزان پہ تا مزار آیا
خدا کی شان پیادہ گیا سوار آیا

تمہاری دید کو کوی رقیب مین شب کو
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

ہزار کشتۂ سیماب چین ہر کی بلا
قرار سب کو مجھے آیا تو کیا قرار آیا

وصال و ہجر سی خالی ہا نہ دم بھر دل
نہ اضطراب تمنا گیا قرار آیا

سنا رہی ہی یہ تنگی کی یہ گرانجانی
کہان ہی خنجر بیدم گلے کا ہار آیا

قفس مین داغ تمنای گل سی ہونگی
نہ وہ نوید سے مجھے ہم بہار آیا

ہم اس چمن مین ہین اک شاخ خشک سے
ہماری ہستی نہ کسی نزد برگ و بار آیا

جلایا دوست نی مجکو یہ سرو مہری سے
کہ دشمنون کو مری جان ہی پہ پیار آیا

جنون سے پاکی وفا اب یقین ہوا تسلیم
ہماری کہنی ہی تجکو نہ اعتبار آیا

اوج فرما حسن وہ غیرت گل ہو گیا
آسمان پہ مرغ زرین بال بلبل ہو گیا

لا چکی تھی تیغ پھر قتل لیکن ای بخت
کہدیا کچھ ناز نے پھر کچھ تامل ہو گیا

مر گئے ہم نوجوانی میں اسیر دام زلف
شام سے اپنا چراغ زندگی گل ہو گیا

بی تری گلشن نظر آیا مجھے ماتمکدہ
دود آہ یکسان ہر برگ سنبل ہو گیا

جیتے جی بیٹھا ہی دل ہے یہ کب امید تھی
ای اجل صدقے تری کچھ تو تحمل ہو گیا

دیکھکر اوس نونہال حسن کے شاداب ہات
رنگ روی گل چمن میں عرش بلبل ہو گیا

لوٹتا ہی بیٹھکر مسجد میں زاہد خلق کو
دست دزدان حرم پابی توکل ہو گیا

بیعت پیر مغان میں آ گئی تسلیم آج
سنکی قلقل توبۂ صد سالہ کا قل ہو گیا

۲۶ ۱۲

گلہ کیا عشق میں تکلیف کا آرام ہوتا تھا
ہوا جو کچھ مری قسمت میں یہ گلفام ہوتا تھا

ہوا ہی بوسۂ لبہا کی ہے کیون تجکو ای گل
تو صبح بادہ ہوتا تھا کبھی یا جام ہوتا تھا

شکایت کیا کبھی پھر تجھ سے صیاد ظالم سے
مری تقدیر میں اکدن اسیر دام ہوتا تھا

کوئی تو چین پاتا آگ ہم پھر کا فانی سے
تجھی ای ظلمت مدفن شب آرام ہوتا تھا

نگین نقش کی صورت نہ کیونکر غیر سے ملتے
کہ اونکی روسیاہی میں ہمارا نام ہوتا تھا

جنون میں کیون نہ قسمت سے یہ ننگی کو لیجاتے
کہ ننگی ہی نکلنا اپنا جامۂ احرام ہوتا تھا

گلہ کیا وہ نہ آئے کل کی عدے پہ اگر ٹالا
انہیں ناکامیون میں آج اپنا کام ہوتا تھا

جو تھی منظور خاطر عندلیب صبح مضطر کی
رگ گل تجکو چینہ ہی سی رگ اندام ہوتا تھا

وہ شمع مہر و مہ بالین پر آیا شمع میں شاید
چراغ صبح کو میری چراغ شام ہوتا تھا

وہ کچھ ملک عدم سے پھر نہ آیا بات وہ جاتی
شریک میت عاشق تمہیں کو کام ہوتا تھا

مری پہلو سے وہ کیونکر نہ جاتی یا ہیں غیروں کے | کسی جا عید ہوتی تھی کہیں کہرام ہوتا تھا

ملا کر خاک میں تسلیم کو ناحق پشیمان ہے
یہی ای چرخ میرا ایک دن انجام ہونا تھا

مرگ ہی باقی ہے چک میری مشتِ خاک کا | ہر بگولے میں ہے عالم گنبدِ افلاک کا
میں وہ رندِ بادہ پیما تھا کہ میری قبر پر | شامیانے کی عوض سایہ ہے نخلِ تاک کا
چھو گیا ہے کس چمن آرا کی پیراہن سے آج | دے رہا ہے بوے گل دامن ہماری خاک کا
وقتِ طفلی روتی ہیں سودائی پیری کو ہم | شام سے ماتم ہے یاں صبحِ گریبان چاک کا
بوئے گل ہے عین رکستی ہی پی بنگی مجھکو نہان | میری عریانی او ٹہائی ناز کیا پوشاک کا
ظلم سے تو بنکر پامال ہوں ای آسمان | خاک میں ملنا ابھی باقی ہے میری خاک کا
نیستی ہستی ہے قسمت تو ن عالم ہیں تقسیم | حشر تک بگڑا بنا پتلا ہماری خاک کا

برق جب چمکی ہے تسلیم سمجھی دل میں ہم
اک شرارہ ہے یہی اپنی آہِ آتشناک کا

جو ٹوٹی آبلۂ دل تو چشم تر کرنا | ہمیں بھی گریہ بیچارے کی خبر کرنا
وہ کہتے ہیں یہاں افسانۂ الم لکھو | تم اپنے گھر گلۂ بخت عمر بھر کرنا
ہماری لاش کو تنہا نہ چھوڑنا شب گ | سحر تلک نہ بیٹھے ای بیکسی سحر کرنا
میں گھورتا ہوں جسے بدگمان نہیں ہوتا | مرا ہی صورتِ آئینہ ہے نظر کرنا
عجب ہے کیوں اثرِ نالۂ حزیں سے مرے | تمہاری یاد سے سیکھا اولوں نے گھر کرنا

خدا کے واسطے تڑپو نہ اس قدر تسلیم
ابھی ہے شامِ جدائی تمہیں سحر کرنا

وہ جہان وحشت مین ہر ناتوان ہو جای گا
ذرہ ذرہ یک بیک چیدہ آسمان ہو جای گا

تیر کہتا ہے کہ ہم کرین گی سفک قاتل کا ادا
تیغ خم تن ہو گا دہان پیکان زبان ہو جای گا

لطف مین بیداد کی دشوار جینا کر دیا
ہای کیا ہو گا جو تو نا مہربان ہو جای گا

اسقدر گھبرا نہ ای دل آنی دی خط یار کا
جو لکھا ہو گا مقدر کا عیان ہو جای گا

کثرت گریہ بہا لیجای گی اک دن ہمین
بستر اپنا چادر آب روان ہو جای گا

وای قسمت برق بھی گرتی نہین ظالم پہ
ہم یہ سمجھی تھی کہ رشک کہکشان ہو جای گا

خط نکل آئی گا اک دن روی آتشناک پہ
شعلہ بھی میری دلاتی کو دھوان ہو جای گا

شوق کہتا ہے بہکا نکو دل بسمل چھوڑ
بدگمانی کہہ رہی ہے رازدان ہو جای گا

کیا سمجھ کر دل دیا تھا بیوفا کو وای بخت
کیا خبر تھی یون نصیب دشمنان ہو جای گا

دیکھ سہیلی کاروانی جسطرح ہین آج خاک
ایکدن تو بھی غبار کاروان ہو جای گا

رہتی ہو وہ تسلیم چندی تنگدی مین کہنا
شیخ بھی اک بندہ پیر مغان ہو جای گا

ہو سے لیکے نیلا روی ارغوانی کر دیا
آج ہم نے گل چراغ لن ترانی کر دیا

گل چیری کا سامنا ہی آج بھی صیاد نی
بہ اسیران قفس کا دانہ پانی کر دیا

بچہ جدا باقی کو واعظ پاس تقوی اب کہان
مدتین گذرین کہ نذر نوجوانی کر دیا

کیا کرون کیونکر حسینون پر نہ مین مرتا رہون
موت کو میری خدا نی زندگانی کر دیا

اسقدر تسلیم لکھا شوریدہ تابی کا حال
یک قلم نامے کو دیوان فغانی کر دیا

ہی کثرت حسرت سے ای یار جدا
جس طرح باتک دیا ساتہ نہ زنہار جدا

مر گئی ہی زیرِ لحد چشمِ تمنا سے کہلے
نہوئی مجھسے مری حسرتِ دیدار جدا

ہای کس کسکو سناؤن نہین سنتا کوئی
ہست پہ نالہ ہی جدا آہِ شرربار جدا

وہ جگر سوزِ عنادل ہی یہ دلسوزِ جہان
آتشِ گل ہی جدا آتشِ رخسار جدا

مجکو بیدل نہین منظور جہان مین رہنا
بیٹھہ پہلو سی مری او بتِ عیار جدا

ایک تو سوزِ جگر سی بھی جینا ہی محال
پہونکی دیتی ہی تری گرمیِ بازار جدا

۸۲ ضعف نی صورتِ تصویر بنایا تسلیم
لب سی لب ہو نہین سکتی دمِ گفتار جدا ۱۰

ہر سحر خلوت مین میری اک نیا ماتم ہوا
شمعِ کشتہ کا مجھے اپنی برابر غم ہوا

غم کی نیرنگی ہی سیر کچھ عجب عالم ہوا
بنگیا فریاد جو سینے کی قابل دم ہوا

گریۂ پیہم سی خالی مین نہ کوئی دم ہوا
خون رویا جس گھڑی اشکون کا آنا کم ہوا

تہا وہ محزون عمر بھر محرومِ عشرت ہی رہا
یار جب آیا تو ناکامی کا اپنی غم ہوا

کسنے چھیڑا اونکی زلفونکو جو بیدل آج ہی
سلسلہ تارِ نفس کا خود بخود برہم ہوا

ہمنی طی کی آہِ استقبالِ پیری کی ہی
سرو سا قد مثلِ شاخِ بید مجنون خم ہوا

دردمندانِ ازل کا غیب سی دیکہا علاج
پنبۂ زخمِ گلِ تر قطرۂ شبنم ہوا

چشمِ تر مین کیا کرون بیباکی قسمت لکہی ہی
نوح کا طوفان بارونگی وہی کم ہوا

حور کا چہرہ سراپا مین پری کی شوخیان
مجکو حیرت ہی کہ تو کیونکر بنی آدم ہوا

۸۳ می کی پیتی ہی وہ عالم کی حقیقت کہل گئی
ایک ساغر مین دلِ تسلیم جامِ جم ہوا ۱۹

گلہ کیا دل مین آخر کچھ نہ کچھ ای ہمدم ہوتا
اگر حسرت نہوتی کوئی داغِ آرزو ہوتا

ہوا ہی تیرہ روز عشق تیری ہجر مین دہکر لی ہی
نہ گہر مین بیٹہتا چپ چپ نہ رسوا کو بکو ہوتا

دکہاتی گر محبت ہجر مین تاثیر پتہر سے
پہر آنسو آتی تا سر مژگان لہو ہوتا

غلط ہی جو بیان الفت کا افسانہ ورنہ پہنچ وہ
گریبان ہی جو جیسی آج بیٹہا روبرو ہوتا

نہ تہا یہ جو رنگ ناسور تنگ کان بلبل کا
ہزارون زخم نو ہوتی جو زخم گل رفو ہوتا

دلون مین حشر برپا ہی یہ عشق غائبانہ سے
نہین معلوم کیا ہوتا اگر وہ روبرو ہوتا

گنہگارون کو ای واعظ نکر مایوس رحمت سے
یہ سچ ہوتا تو کیون قرآن مین لاتقنطوا ہوتا

گرا یا ضعف کا گو ہم یار اوسکی علین جا رحمت سے
پہرا تی گردش تقدیر نا حق جستجو ہوتا

تماشا دیکہتے گر دیدۂ عبرت سی گلشن کا
بجای اشک حسرت چشم بلبل مین لہو ہوتا

یہ حسن عشق کی ای دوست سب نیرنگ ہین ورنہ
نہ تو ہوتا نہ مین ہوتا نہ مین ہوتا نہ تو ہوتا

سنائی لن ترانی گر لب جو دی کیا حاصل
مزہ جب تہا کہ میری طرح تو بہی روبرو ہوتا

مقدر مین لکہی ہی تشنہ جانی ورنہ ای قاتل
کبہی تو میہمان آب خنجر یہ گلو ہوتا

یہین جی دو کہ تا لی کیا کیون سیاہ تو ظالم
جو ہوتا تہا دل مضطر یہ پہیر تی بہ رو ہوتا

نہ کیونکر آتی رونا کشت دل کی شورہ بختی پہ
کبہی تو پہولتا پہلتا جو نخل آرزو ہوتا

محبت مین یہ بیری کہ جیتا ہو گیا مشکل
خدا نا کردہ کیا ہوتا جو وہ کافر عدو ہوتا

زبان نشتر کیون سید کہتی ہین تشنہ جانی سے
رگ سودا مین ای فصاد اگر باقی لہو ہوتا

امید لطف پر کیا جہک کی ملتا اہل دولت سے
مین کیونکر آبرو کی واسطی بی آبرو ہوتا

کہتا ہو نکی عقل لا رہم تہا اس حماقت مین واعظ
کوئی پہلو مین خم ہوتا نہ خم ہوتا سبو ہوتا

لگا لیتا گلی اوسکو کسی دن تو تنہائی مین
نہوتا کاش مین تسلیم موج آبجو ہوتا

کیا پوچھتے ہو عشق مین کیا فائدا ہوا
اک داغ دل ہی وہ بھی تمہارا دیا ہوا

آیا ہی خط جواب مین پرزی اوڑا ہوا
پڑھتا ہون مین نصیب کا اپنی لکھا ہوا

کیون سنکی ذکر غیر جبین پہ شکن پڑے
کیا یہ بھی میری بخت نہ ہون کا گلا ہوا

دیتا فریب کیا مجھی واعظ بہشت کا
مین رند بادہ کش ہون ایا رسا ہوا

آئی لحد پہ وہ بھی نہین اب ہی امید
اچھا ہوا مریض محبت برا ہوا

شکر جفای یار سی فرصت کہان نصیب
جتنا ادا کیا اسی اوتنا قضا ہوا

مدت کے بعد سنکی وہ غمگین ہوتی تو ہون
اتنا اثر فغان مین ہوا بھی تو کیا ہوا

سو سو لگاوٹین ہین شب وعدہ دیکھنا
سرمہ ہی چشم یار پہ کیا ہی پسا ہوا

پایا عدو سی خانۂ دلدار کا پتا
قسمت سی غول ہی خضر رہنما ہوا

تسلیم کیا کہون بت نا آشنا کا حال
اغیار کا ہوا نہ ستمگر مرا ہوا

۸۵

سمایا ہی نظر مین اسقدر عالم شب غم کا
کہ اپنی صبح عشرت پہ گمان ہی شام ماتم کا

اوڑا ہی چار سی ہی شعلۂ دل جھلملاتا ہی
مری داغون پہ جوبن ہی چراغ شام ماتم کا

لہو حسرت سے روتی ہین فقر چارہ گر سنکر
مری زخمون کو طعنہ ہو گیا ہی نام مرہم کا

کہون کیا پستی طالع اگر بخشی بلندی بھی
بنایا نالون نی سر کو میری قبہ پیچم کا

بدل سکتی نہین خلقت کسی کی پاک طینت سے
کہ اب تک شور ہی باقی حرم مین چاہ زمزم کا

کبھی کافر کی ہی تسلیم کیا کوئی مٹا سےگا
نکل سکتا نہین شانی سی بل گیسوی پرخم کا

۸۶

خار حسرت دل مین تھا یا کوئی کانٹا الم کا
ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا دامن الجھکر آہ کا

سر جھکا لیتی ہین قدسی دیکھکر تعظیم کو
دل مرا گھر ہی کسی محبوب عالیجاہ کا

آبرو اہلِ زمین کی چرخ سی بچنی محال
دیکھہ سکتا ہی نہین دولاب پانی چاہ کا

راحتِ دل ہی طریقِ عشق مین [illegible]
سبزۂ جنت ہی جو کانٹا ہی اپنی راہ کا

دونون عالم فتنۂ شوخی سی ہین زیر و زبر
عرصۂ محشر لقب ہی اوسکی بازیگاہ کا

۸۷ — شیخ پیچو آسیے دو گردش شکم کے پھیر مین
چاٹنے والا ہی یہ سب کے اک پُٹ نخود کا — ۱۴

کیا تجھسی کہون کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کچھ تو سبب ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

انصاف سے کہہ کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
تو خود نہین سنتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

دشمن سے جو کچھ پہلے کہا ہو تو کہا ہو
اب تو یہی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تصویر ہون چپ کے مری ہستی کو سمجھ لے
میرا یہی کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

دن رات گلی ہین مری اغیار ہی لیکن
مجھسے یہی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

جب وعدۂ ملنے کے دلاتا ہون اوسی یاد
منہ پھیر کی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اغیار مین کیونکر کہون اوس سے ہی لگی دل کی
تنہا کبھی ملتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

جو چاہو کہو مین اب تصویر ہون بیجان
میرا یہی شیوہ ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

بھڑکا یا ہی غیرون نے خدارا و نہین لاؤ
اتنا مجھی کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا عہدِ وفا کی رکھون بیرحم سی امید
ابتک یہی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ایسا کہو چپ جای مری غیر سے جھگڑا
یہ بھی کوئی کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیون چپ رہون سنکی قیامت کا فسانہ
کیا دل کا بکھیڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ہوتا ہی عدو عاشقِ ناکام تمہارا
قرآن اوٹھاتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

بیکار ہی تسلیم گلہ ترک سخن کا
کہنا وہ مرا کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۸۸ | ردیف بای موحدہ | ۱۶

در دمندون کی نہین تقصیر یہ مین عبث تھا شباب
کوئی طفل اشک محرومی نہ پوچھا تا شباب

پارسائی ہو چکے آنکھین لین جو ہرین
خاک مین کیا حق ملاتی ہو مرا اپنا شباب

کم سنی مین ملکی مہندی حسن لاتی ہین تیرے
دیکھیے کیا رنگ لاتا ہی ابھی اونکا شباب

دیکھتی ہین جب کسی کی خنجر کی اٹکھیلیان
داغ وہی جاتا ہی یاد آکر ہمین اپنا شباب

تم تو کیا ہو صورت یعقوب سوز عشق مین
ہمنے دیکھا ہی نہین آنکھو نسی سونیکا شباب

دلمین جب تک ولولی تھی کیا مہینے ناصحا
دیکھ میری نوجوانی یاد کر اپنا شباب

آئی تھی قسمت کو رونا مثل شمع رو چلے
پوچھتی ہو کیا ہماری نوجوانی کیا شباب

کچھ سمجھ کر جمع کین تھین دلمین آنکھی جو ترن
کیا خبر تھی داغ دیجائیگا یون اپنا شباب

اب تمنا کی تمنا ہی دل ناکام کیون
ہوگئی رخصت جوانی ہی گیا ہوگا شباب

رو کے گذری عمر مثل شمع کیا ہمکو خبر
کسکو کہتی ہین جوانی جوش کیا کیسا شباب

مل گئی جب خاک مین ثابت ہوا خاک تھا
کیا بڑھاپا کیا لڑکپن کیا جوانی کیا شباب

بیخودی تھی جب کھلین آنکھین تو آیا کچھ نظر
کیا کوئی تنہا کا نسبت بیاد کا ہوگا شباب

وقت مشکل خود غرض ہی ہین عالم کا ساتھ
آرزو مین رہ گئین دلمین کیا تنہا شباب

کیسے کیسے جوش کیا کیا ادن اوٹھتی ہی موج
دلمین کر دیتا ہی پیدا عالم دریا شباب

بیخودی حسرت تمنا ولولہ وحشت جنون
سو طرح کی آفتین اپنے جان لایا شباب

آج یہ عالم ہی کیا کیا ہوتی ہوگی شوخیانہ
جن دنون تسلیم چرخ پیر کا ہوگا شباب

مر گئی ہی یونہین ہی گر خارِ غم نصیب
مر مٹو تکو چادرِ گل ہو چکی ہمدم نصیب

زلفِ سنبل ہوئی بوئی گل عجب ہے کیون مجھے
رکھتی ہین باغ جہان مین ہم نسیم نصیب

مر تو جائین گی پہونچ کر گلشنِ مقصود تک
تو اگر بدلی تو ای شداد باہین ہم نصیب

کیا میسر دید و سرگوشی ہی ہر دم زلف کو
بیٹھ کر دیکھی ہین ابہی جائین گی نصیب

گلشن فردوس ہی ہو جای گا ماتم سرا
پونچھی جب سدن نوحہ خوان و چار ہی غم نصیب

شبکو سرگوشی گلون کی دنکو وصلِ آفتاب
واہ کیا رکھتی ہی باغ دہر مین شبنم نصیب

چارۂ دردِ ازل پیدا زمانی مین نہین
کب ہوا زخم گلِ تر کو ہی مرہم نصیب

پہرتی ہی آنکھون مین ای تسلیم ہم دستان
دیکھی ہوتی ہی کب وہ صحبت یا نصیب

ہجر مین سیکہا ہی نازِ دلبرِ عیار خواب
پردہ کرتا ہی مری آنکھون سی مثلِ یار خواب

کر دیا ہی بدگمان دونون کو ہجر یار نے
خواب سی آئی نہ وہ آنکھین ہوئین بیزار خواب

راحتِ طفلی جوانی غفلتِ پیری و مرگ
چاہیے مرتی ہین ہم دو آنکھون سی دیکھی چار خواب

شام ہی تہا کسکی تیرِ نوکِ مژگان کا خیال
صبح تک کھٹکا کیا آنکھون مین مثلِ خار خواب

ابتو کیا مر کر بہی ای ظالم نہ جہپکی گی پلک
لی گیا آنکھون سی تیرا وعدۂ دیدار خواب

اہلِ غفلت لذتِ راحت سی دیکھی بی نصیب
دیدۂ تصویر کا بنتا نہین غمخوار خواب

مرتی دم تک وصل کی تدبیر ای تسلیم کی
عمر بہر تعبیر سوچی دیکہکر یکبار خواب

مستِ سرشار نہین محرمِ اسرار ہین سب
جتنی بیہوش نظر آتی ہین ہشیار ہین سب

اہتو للہ او ٹہا دو رخِ روشن سی نقاب
ہو چکا حشر کہڑی طالبِ دیدار ہین سب

چھوڑ کر آپ کو کیا خاک ہوں عالم میں
ایک تم ہی جو نہیں کار تو بیکار ہیں سب

شمر آہ و فغاں شعلہ و دود فریاد
شام ہی سے صفت کوکبِ سیار ہیں سب

ان حسینوں سے عبث مہر و وفا کی امید
فتنہ پرداز ہیں عیار ہیں مکار ہیں سب

۹۳

ترا مشغلہ آہ و فغاں ہے تسلیم
آج کس فکر میں غمخوار گرفتار ہیں سب

۱۱

اک طرف نالاں ہیں میں اک سو فغانِ عندلیب
آج ہو جائیگا گلچیں امتحانِ عندلیب

سنتی ہوتی گوشِ گل گر داستانِ عندلیب
جائے سبزہ باغ میں اوگتی زبانِ عندلیب

کیا حلاوت خیز ہے اگلی برس جوشِ بہار
ہو رہا ہے سبزہ خارِ آشیانِ عندلیب

فرصتِ مشقِ فغاں کی ان نہایت کم سے ہے
آشنا نالو سے ہو کیونکر زبانِ عندلیب

خود بخود گل کا گریباں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
سن لیا کیا آج کچھ رازِ نہانِ عندلیب

قید ہوتی ہے نکر صیاد ویران آشیاں
رہنی دے دو چار دن باقی نشانِ عندلیب

تنگیِ کنجِ قفس رنجِ اسیری داغِ گل
اتنی سامان ستم اور ایک جانِ عندلیب

منہ کھلوایا سوالِ آب و دانہ نی کیسے
شکر ہی ہونی نہ پائی کسرِ شانِ عندلیب

باغباں گر یونہیں امیدِ اثر ہے الغریب
آسماں سر پر اوٹھا لیگی فغانِ عندلیب

باغ سارا سرخ کر دیگی برنگِ ارغواں
گر سلامت ہے یہ چشمِ خونفشانِ عندلیب

۹۴

نغمہ سنجی آئی فیضِ نالۂ تسلیم سے
ورنہ کیا تھی باغباں پہلی زبانِ عندلیب

ہو مست رہیں جائے آبِ شراب
پیتیں ہم رند بیحساب شراب

نی ترسے بزمِ عیش میں ساقی
شیشے چھالی ہیں خونِ ناب شراب

رند ہون چاہیے پس مرون
غسل میت کو جای آب شراب

زاہدا میکدی سے کر پرہیز
زہد کو کرتے ہے خراب شراب

رات دن عکس روی روشن سے
ماہ ساغر ہے آفتاب شراب

بند آنکھین ہین جوش مستی مین
ہو گیا عالم شباب شراب

وہ مین کہانے پینے کو تسلیم
چاہتا ہون فقط کباب شراب

۹۳ ردیف پای فارسی ۹

مل گئی خاک مین پامال ستم آپ سی آپ
مٹ گئی ہم صفت نقش قدم آپ سی آپ

آنی والی ہی سر کوئی آفت ولیہ
آج گہبراتا ہی کچہہ سینی مین دم آپ سی آپ

تہی وہ مشتاق اسیری کہ اسیری کی لیے
بڑہ گئی جانب زنجیر قدم آپ سی آپ

لاکہون حسرتی جو اوٹہاتی ہین سہتے ہون
بڑہ گئی آپ کی مشق ستم آپ سی آپ

مین تو شکوہ بہی نہین صبح طرب سی کرتا
منہ چہپا لیتی ہی شام شب غم آپ سی آپ

کس لیی پوچہتی ہو راز محبت تسلیم
بات جو ہوتی ہی کہدیتی ہین ہم آپ سی آپ

۹۵ ردیف تای فوقانی ۲۰

اوٹہ گیا باغ سی کیا وہ گل تر آج کی رات
کفن افسوس ہی ہر برگ شجر آج کی رات

میری پہلو مین ہے وہ رشک قمر آج کی رات
جا دل غیر مین ہی داغ جگر آج کی رات

خنجر ہجر غریبان ہی گلا گہونٹتا ہے
کیسے خاموش ہین مرغان سحر آج کی رات

وصل مین دیدہ غماز کا ہوتا ہی گمان
بند کیونکر نکرون روزن در آج کی رات

اپنے غمخوار ہیں بالین پہ نہیں قسمت سے — بیکسی کس سے کہوں چارہ گر آج کی رات

میں نے مانا کہ ہوا دن بھی وہ آئی بھی مگر — چارہ گر کیسکو بھی امید سحر آج کی رات

کیوں عدم سے نہ سحر چاک گریبان آئی — لی گئی تھی مری مرنے کی خبر آج کی رات

روز سنتا ہوں تقاضا ہے اجل کی طعنے — مجکو مر جانے ہی دے چارہ گر آج کی رات

نیند ہی آتی ہے مجکو نہ اجل آتی ہے — تیرہ بختی سے ادھر ہو نہ ادھر آج کی رات

سامنے یار کی کیونکر آنکھ سے ٹپکی آنسو — گر گئی میری نظر سے یہ گہر آج کی رات

آپ آتا ہے نہ تو پاس بلاتا ہے مجھے — بیوفا کیا ہے تجھے مدِ نظر آج کی رات

ہجر میں کس سے نباہی گی وفا کی شرطیں — بیکسی ہو گی ادھر تو کہ ادھر آج کی رات

کس طرح وصل میں رہتا ہے نظر سے پنہاں — ہم تجھے دیکھتے ہیں موئے کمر آج کی رات

وعدہ کرتی ہو اگر چار پہر رہنے کا — بھول جانا نہ کہیں کل کی سحر آج کی رات

پہلے اجل سے گلہ روزِ مصیبت کر لوں — اتنی فرصت بھی نہ دے چارہ گر آج کی رات

آنے والا ہے کوئی پردہ نشین بالین پر — تجھکو دیکھا چاہیے ہیں بھی خضر آج کی رات

دن سے بلبل یہ پر شور ہے اللہ کرے — قفس تنگ میں ہو تجکو سحر آج کی رات

صبح ہونے وہ دلائے گا نہ انکھیں وہ شوخ — اور مہمان ہے عنایت کی نظر آج کی رات

ہاں یہی ہے خلش اے غم کہ ذرا دل بہلے — مشغلہ کوئی ہو تا بسحر آج کی رات

۱۷	آہ کیا نالہ و فریاد و فغان کہیں تسلیم ایک ہیں ہم نہیں باقی ہیں اثر آج کی رات	۹۶

خیالِ صبح کا دھڑکا تمہارا رات — سنیے تھی طول میں زلف سا رات

شبیہ فرقت سے مثل شعلہ شمع — جلا ہوں صبح تک بیٹھا اوٹھا رات

ہی جوشِ جوانی سی ہوئی ہوں بیہوش
نہیں معلوم کیون دن ہی یا رات

فریبِ یاس و امیدِ اثر سے
کشاکش میں ہے میری عمارات

وسیع ای بیوفا کیا جان کرتا
تری سے ناز کرتی تھی فشارات

چھپے دامن میں طفلِ اشک سے کر
کوئے و بوسیدہ تھی یا بلا رات

مقدر طالعِ دشمن کی صورت
کہیں جاگا ہے تو ای بیوفا رات

دہن نقطہ کمر تارِ نظر سے
بڑی ہی ہیں کیسی کیسے خم تمھارات

خمِ شمشیر سے ہوتا ہی معلوم
بلای جان ہے دشمن کی مدارات

کیے بوسے ہزاروں ہی اجازت
رہا گستاخ کیا کیا حوصلارات

نہ آئے پردۂ مینا سے باہر
عروس ہی بنی ستھے پارسا رات

خیالِ بیکسی غمخوارِ دل
ہمیں کس کا تھا پاسِ ضمارات

عدو سے چھپ کے آیا قبر پر کون
ہوئے ہمسایۂ بالِ ہما رات

بلای جان ہیں سب کس کو کہیں
حیا غمزہ ادا چشمک اشارات

تمنا دیکھنا اوسکے گلے سے
گریبان کی طرح لپٹا رہا رات

سحر کو وصل میں دونوں نی لی آہ
ہوئی تم بیوفا نا آشنا رات

دعا ہے وصل میں دن بھر تسلیم
نہ کھلائے جدائی کی خدا رات

۹ ردیف تای ہندی ۹

یکبار کی نقاب رخ سی صنم اولٹ
موسی کی طرح جائی گا سینے میں دم اولٹ

کیا سوچتا ہی مرگ کا جھگڑا اٹھا ہی دے
خنجر لی آستین کو اوپر ستم اولٹ

ایسی لیے نہیں ہین غم دہر ناتوان
نالون سے آسمان و زمین سنگ ہم اولٹ

کافر سیاہ زلف رخ پاک سے ہٹا
دیکھین خدا کی گھر کو حجاب حرم اولٹ

میرا فسانہ صفحۂ کونین مین نہین
گردون نہ مہر و مہ کی ورق مبہم اولٹ

برگشتہ قسمتی سے ہمن ہی تو جی ڈھون
جائی سو بقا سے سر راہ عدم اولٹ

شام شب فراق سحر ہوگی کس طرح
دل کو مری ابھی سے نہ او آہ غم اولٹ

ہو جای اپنی تاب نظر کا بھی امتحان
اچھا ہی ہی تو نقاب او صنم اولٹ

کروٹ کہان کی رہنی دے ای افتادہ خاک پر
تسلیم کو نہ صورت نقش قدم اولٹ

۹۸ — ۹

آہ سنکر اس طرف سے گذر غیر لی تو پلٹ
یین یہ سمجھون میری افسون نے دیا جادو پلٹ

باوفا تجکو ہنسین گے رو دونگا قسمت کو مین
عہد و پیمان سے نہ اپنی ای بت بدخو پلٹ

بار آتا ہین دل مضطر رفاقت سے تری
چھوڑ میرا ساتھ جا ملک عدم کو تو پلٹ

ہنستے ہین کچھ نہ غم تو قتل سے جاتا ہی کہان
بانکپن کا اپنی صدقہ ای بت بدخو پلٹ

دل پہ کیا گذری کہ آئی ہے یہ اس قدر
آگئی مژگان تک گئی آنکھ سے آنسو پلٹ

جی اوٹھون گا مین لگا لی ای گل تر تو گلے
عمر رفتہ آئی گی پاکر تری خوشبو پلٹ

صبر کر اتنا کہ فرصت پا کی بیرون سے ادہر
آئی ای دل ایکی ساقی ساغر مملو پلٹ

کچھ ادب کر دل مرا کعبہ ہی بتخانہ نہین
اولٹی پاؤن تو یہان سے ای بت گیسو پلٹ

چارۂ تعقیب ای تسلیم اسمین ہو چکا
اپنی تو زانو بدل مضمون کی یا پہلو پلٹ

۹۹ — ۹

ردیف ثائی مثلثہ

خاک مین جب مل گئی پھر جلوۂ تمکین عبث
گل عبث چادر عبث شمعِ سر بالین عبث

مجھ مین کیا باقی رہا جینے کی ہی جس سی امید
چارہ گر درمان و دوا اب پی تسکین عبث

رنج و راحت عشقِ لیلی مین تھی مجنون تھی ایک
کھینچتے ہین قیس کی تصویر کو رنگین عبث

دیتی ہی تعلیم ماتم دیکھ تو کس تنگ سی
تلخیِ فرہاد کو سمجھی ہی ابھی شیرین عبث

بلبل و صیاد کی جھگڑی مین تھا دخلِ غیر کیا
بیٹھے بیٹھے بول اٹھتا ہی ابھی گلچین عبث

فرق لائی جیتا لی مین تیری صورت ترے
آپنی سی بدگمانی ہی بتِ خودبین عبث

گلشنِ عالم مین تجھ بن ہستی مری بیکار ہی
جس طرح سی تیری محفل مین گلِ قالین عبث

نزع مین بھی ہی ہر سر مو ہی زبانِ کید وست
کیون احبا پڑھتی ہین یٰس کی تلقین عبث

تا

میری شعرون مین کہان تسلیم جای اعتراض
دیکھتا ہی نقطہ نقطہ دیدۂ بدبین عبث

۹

بھول کر آئی ہین وہ آج ادھر کیا باعث
پوچھتی ہین مرا ایک سی گھر کیا باعث

چارہ گر کوئی دوا کی نہ دوا نہ علاج
خود بخود آج ہی کم دردِ جگر کیا باعث

مر گیا شب کو ترا بیمار پہ سامان سی
ٹکڑی ٹکڑی ہی گریبانِ سحر کیا باعث

بدگمان ہی مین تری کچھ جو چھپیے ظالم
چھپی جاتی ہی تیری آج نظر کیا باعث

زلفین کھولی ہوئی تم رات بھر کرتے ہو
تمکو مطلق نہ رہا پاسِ کمر کیا باعث

کیا مین غربت سی وطن کو نہ پھرون گا زندہ
لپٹی جاتی ہی مجھی گردِ سفر کیا باعث

کچھ تو پوچھو صفتِ نقشِ قدم بیٹھ کی ہم
خاک اوڑاتی ہین ہر راہگذر کیا باعث

ہای کوئی تو خبر لو کہ مرا دل ٹھہرے
ناصح آیا نہین دو دن سی ادھر کیا باعث

پوچھتی تھی ہو تسلیم ریائی کا مزاج
آج تک ایسی نہین تمکو خبر کیا باعث

ردیف جیم تازی

۱۰۱

ہوش کیسا ضبط کیا جاتا رہا اگلا مزاج
چارہ گر آکر خبر لی پھر ا بگڑا مزاج

مرگ آزردہ خفا قاتل کشیدہ تیغ تیز
دیکھتی ہین وقت آخر آہ کس کس کا مزاج

زلف لائی پیچ مین یا چشم دی تیری فریب
عاشقِ جانباز ہون کہتا ہون مین سیدھا مزاج

وہ سبکروحِ جہان ہون آنچ بہی سہتی نہین
بوی گل سی تن گل کا بہی بگڑا نہین جاتا مزاج

گلہ گداتی ہی لحد یہ بات بہی کرتا نہین
خاک سی کہتا ہی کیا کیا خاک کا پتلا مزاج

ہون یہ حیران کیون جلاتا ہی غم حسنِ صبیح
سرو ہی کافور کا لکھا ہوا دیکھا مزاج

ایک ساعت مین بدلتا ہی ہزارون رنگ یہ
ہی زمانہ بہی کسی محبوب کا گویا مزاج

سنتے ہی حرفِ سوالِ بوسہ بگڑا ہی اسقدر
واہ وا ای جان جان بس آپکا دیکھا مزاج

بیزری ہی زرد رو ہوتا ہی انسان دہر مین
پوچھتا ہی کون ای تسلیم مفلس کا مزاج

۱۰۲

وصل کی شب اولٹی شکوی تو زبان پر لانہ آج
او بت کافر خدا کو مان ہمسے کہلوا نہ آج

خون لاتا ہی شب تکلیف مین سامانِ عیش
ساقیا دکھلا مجھی شکلِ مَی و مینا نہ آج

ای دلِ کم حوصلہ کیون چھیڑتی ہی آہ و وا
ناز ہی کیا یار احسان تہا کہ جو ٹھہانہ آج

جی بہلاتا ہی سو لیتی ہی دمبدم پہر
ناصحِ مشفق مجھی للہ تو سمجھانہ آج

مرگی بلبل کو ملی ہر قیدِ ظالم سی نجات
اب نگلچین کا خطر صیاد کا دہڑکا نہ آج

کھل گئین آنکھین سرشکِ گرم کی تاثیر
عالمِ رویا مین بہی جی کہہ لگکے سویا نہ آج

جس طرح ہوگا شبِ فرقت بسر کرلینگی ہم
وہ تو کب آتی ہین تو بہی ہی اجل آنا آج

کھل گئی بیا ہی دل کی شگافِ زخم سی
قطرۂ خون سمجھی تہی سو وہ بہی کچھہ نکلا نہ آج

۱۱۴

نالہ نہ بجیر سی آگاہ کرنا ہی او نہیں
اسقدر اے ناتوانی پاؤں تو پہیلانہ آج

بیخبر سمجھا مجھی یا لیکن ترا سے کم ہوئے
پچھہ تو پردہ تھا جو اوس بت نے کیا پردانہ آج

قیس کل و ترسا ئی تھا سو ہنسی ای جنون
جانکر فال اوپون طوق گلو پہنا نہ آج

جو کیا سب یاد ہی تحریر کی حاجت نہین
نامۂ اعمال وہی کر بیٹھے رسوا نہ آج

ہی یہ نفرت مجکو اپنے سے جو ہوتی وہ
رنگت و میر اسری تصویر سی اللانہ آج

مطلع

طرح مین ہی اک غزل تسلیم لکہنا چاہئی
خامۂ جادو بیان کو روکنا اصلا نہ آج

۳۶

چاہی مینائی می کو سجدۂ شکرانہ آج
سر کی بل آتا ہی زاہد جانب میخانہ آج

کیا ہوا کیسی پلادی ساقی مستانہ آج
عقل سی ہین آشنا غفلت سے ہیں بیگانہ آج

اپنی جوبن پہ فدا ہی آپ شمع خانہ آج
جنبش شعلہ ہی پرواز پر پروانہ آج

خواب کیسا رات بہر رویا کیا سن سنکی یار
قصۂ مرگ عدو سمجھا مرا افسانہ آج

رخصت اے واعظ مبارک قید شرب آپکو
رکہتی ہی توبہ ہماری لغزش مستانہ آج

چھیڑتا ہی کس لیی ساقی خدا کی واسطی
چوسنی دی ہمکو جی بہر کی لب پیمانہ آج

گورکن ہین منتظر بیکار رکھا ہی کفن
اب نکرا ہی مرگ ہمسی ناز معشوقانہ آج

دی جگہہ دل مین لحد نی اقربا رخصت ہوئے
اپنا بیگانہ ہوا اپنا ہوا بیگانہ آج

پیٹتا ہی سر کو شعلہ روتی ہی شمع لگن
رونق بزم طرب ہی ماتم پروانہ آج

کس کی نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تہی جام مین
بہرتی ہی آنکھوں مین میری گردش پیمانہ آج

اسقدر چمکی ہی نخل آسمان سی مفلسی
شعلۂ فریاد ناکامی ہی شمع خانہ آج

مرکی ہی شاید بہڑکا اوٹھی ہمارا داغ دل
سینۂ مدفن نظر آتا ہی آتشخانہ آج

دشت میں کس شکل لیلی کی قدم بھر گیا
گھر بھلا دیتی ہی کیا دیکھی ویرانہ آج

کیا کہوں میں ظلمت شام جدائی کا فروغ
آفتاب صبح محشر ہی چراغ خانہ آج

جسکو دیکھا ایک نظر وو دو پھر آیا نہ ہوش
گردش چشم پری تھی گردش پیمانہ آج

پردہ بیٹھا ہی کھینچا ہی تکلف شوق کا
وحشت سے آنکھہ ملتی ہی یارانہ آج

دیکھکر خنجر کف قاتل میں اوس سفاک کو
اور کچھ سمجھا رہی ہی ہمت مردانہ آج

کوئی مژدہ ماتم دل کا مقرر ساتھ ہے
طفل اشک آتی ہیں گرتی پڑتی بیتابانہ آج

خانۂ صیاد میں گل دیکھی ملتا ہی کیا
آب و دانہ اشک کا ہی ہمکو بے دانہ آج

بیٹھی کیا کیا ہیں یہ ہم کرسی کی یار کو
جسطرح اوجھا ہی زلف پر شکن سے شانہ آج

آگیا چلنے میں شاید بے ندر شوخی کا خیال
پاس ہوس شمع محفل ہی سر پروانہ آج

حسرت کہتا ہی ہاتھ عاشقوں کا دامن
دل جو کہا دیتا ہی کیا کیا قیس کا افسانہ آج

چھوڑ لینا کام مجکو دیکھہ گیا پہلو سے کون
چشم حسرت بنگیا ہی وزن کا نشانہ آج

کی تیری آواز قلقل شور ماتم ہی مجھے
بنگیا ہی ایک چشم خونفشان پیمانہ آج

عیش ہستی میں مخل آتا ہی اپنی عیش کا
توڑ دی واعظ کی سر سے شیشہ و پیمانہ آج

گر یہی ہی ہمت شور سلاسل دیکھنا
آسمان سر پر اوٹھالیگا ترا دیوانہ آج

راہ بیدین کی ضد سے چاہتا ہی دل مرا
پھر کروں تعمیر صحن کعبہ میں بتخانہ آج

مرتی مرتی سخت جانی دیا اک اور داغ
دست دشمن میں ہی قاتل کا ہمگو نشانہ آج

نشۂ جام مئی وحدت نے وہ بخشا سرور
گر گیا نظروں سے ہی ساقی ترا میخانہ آج

ہر قدم کی ساتھ ہی شور مبارکباد حشر
پہنچی ہی کوش عدم کی ہیر بھی ترا دیوانہ آج

بی تامل سر تہ شمشیر قاتل رکھدیا
ہم ہی جانبازی کو سمجھی بازی طفلانہ آج

گرمی جوش جنون سے بسکہ ہون آتش قدم
دانہ یاقوت ہے زنجیر کا ہر دانہ آج

محتسب کا خوف آثار قیامت ہو گیا
بند مثل باب توبہ ہے در میخانہ آج

پھر نہ آیا جا کے یار بیوفا مین مر گیا
عمر رفتہ بن گیا میری لیے جانانہ آج

ہون وہ دیوانہ کہ مجکو قید صحرا سے نہین
خانۂ زنجیر ہے میری لیے ویرانہ آج

مذہب تسلیم دونون ایک صورت سے نہین
کل مقیم کعبہ دیکھا ساکن بتخانہ آج

۱۴ ردیف جیم فارسی ۵

اتنی رحمت نہ اے ستمگر کھینچ
پھینک شمشیر کمند خنجر کھینچ

اور سنے ہے سیکڑون ہین تو دل سے
تیر پہچان کر ستمگر کھینچ

ٹوٹ جائیگا دل جو ٹوٹا یہ
چارہ گر خار پا سمجھکر کھینچ

چین لوح جبین پہ یار نہ ڈال
ورق مہر پر نہ مسطر کھینچ

شرط ہے بیتابی جگر سے
رات بھر نالے کھینچ دن بھر کھینچ

اوسکو پروا نہین اگر تسلیم
پھر تو کیون نالے زندگے بھر کھینچ

۱۵ ۵

کھولدو گلشن مین اک شب بو کاکل کی پیچ
دو قدم چل کر بلادو خاک سنبل کے پیچ

فصل گل مین گر اسیر دام ہے افسوس کیا
سیکڑون ایسی ہین گلچین قسمت بلبل کے بیچ

ایسی کہائی محتسب نے میکدہ مین آج ہول
آرہا دستار کا گردن مین سے کہل کی پیچ

مارے پھرتے ہونگے گلیون مین تنگ خار غیر
چل گیا جس وقت اپنا ساقی اوس گل کے بیچ

وہ کہان تجہسے ہے اے وہ کہان تسلیم ذوق
خاک ہم سمجھین کلام شاعر اکمل کے بیچ

بیوفا باتین بنا جاتا ہی کیا کیا جھوٹ سچ
وصل کی امید پر بیٹھتا ہون جیسا ہو جھوٹ سچ

پھیر یہ پہین جو رکھہ جاتا ہون جانی کو مین
دیکھہ لینا پھیر وعدہ آج پھر اجھوٹ سچ

کچھہ تو ہو تسکین دل ظالم وعدہ اقرار وصل
ایکدن تو اپنی منہ سی کہا ہی اچھا جھوٹ سچ

یار کی توقع اب تو کچھہ باتین ہی کر لیتی ہین ہم
رہ گیا ہی پیری آنکی تو یہین پا جھوٹ سچ

ہمنشین سنتی نہ تھی تو بلا ہی دو گھڑی
کہہ تو لیتی اونسی کچھہ دل کی تو سنتا جھوٹ سچ

بیٹھکر دیر و حرم مین برہمن بھی شیخ بھی
عمر بھر کہتی سنی بیکار کیا کیا جھوٹ سچ

کوئی کیا سمجھی حسینان جہان کی گفتگو
سچ سراپا جھوٹ ہوتا ہی سراپا جھوٹ سچ

دشمنی محبت مین سچ اہم اوکی بنا ہی کون
کچھہ ابھی ثابت نہی ہاتھ آتا سا یا جھوٹ سچ

کوئی کیا جانی جو میری آنکی باہم ہین راز
کہتی وہ کہتی ہین جو کچھہ اہل دنیا جھوٹ سچ

عمر بھر باتین سنین ہر شب بت عیار کی
پر زبان شمع کو آیا نہ کہنا جھوٹ سچ

انتظار مرگ ہی بالین پر آکر گاہ گاہ
نسخی لکھہ جاتی ہین خالی اطبا جھوٹ سچ

۱۰۷ — رات دن جز اعتراض عی فرمائی
کیا بلا تسلیم تمکو کہہ کی تمنا جھوٹ سچ — ۵

کوسنے کہنے کو کوسے سر بسر ہی سچ
دہن تو ہی ہی کچھہ لیکن کمر ہی سچ

بہار افزا طلسمی کارخانہ
عجب عالم ہی یہ دنیا مگر ہی سچ

ہجوم خلقت کون و مکان کو
سمجھتی ہی تری تیغ دو سر ہی سچ

حصول دو جہان سبھی ہین لکو
مقدر آگی نکلی یہ بھی گر ہی سچ

۱۰۸ — حقیقت مین خدا ہی جانی تسلیم
بظاہر تو سراپا ہی بشر ہی سچ — ۱۲

ردیف حای حطی

۱۰۸ — ۲۱

صورتِ نقشِ قدم کر دی نشان اچھی طرح
خاک مین ہمکو ملا ای آسمان اچھی طرح

چشمِ مستی تا وہین آیا بخطر ہر لخت دل
منزلِ مقصد کو پہونچا کاروان اچھی طرح

پھول کیسا ہمنی پتا بھی کوئی توڑا نہین
دیکھ لی اپنا چمن ای باغبان اچھی طرح

نازِ توبہ اوٹھ نہین سکتا خدا کی واسطی
کوئی ساغر اور بھی پیرِ مغان اچھی طرح

عین فصلِ گل مین آنکھین بند کین صیاد نی
دیکھنی پائی نہ سیرِ بوستان اچھی طرح

ہو رہی گا کل جو کچھ ہوگا نصیبون کا لکھا
آج تو سن لو مری تم داستان اچھی طرح

دیکھکر کہتی ہی مجکو نوحہ مین مجنون کی طرح
تم کہان تھی آج تک ایمہربان اچھی طرح

لی تلون بوسہ لبِ رنگین کا خوابِ ناز مین
منہ دو پٹی سی چھپا لی بدگمان اچھی طرح

فصلِ گل مین سب آ جاتی کہین صیاد کو
کھینچی دو چار دن شورِ فغان اچھی طرح

ہو نہ چھٹ جاوی کی لذت مجبرِ مین صلت شب کی
چوس لینی دو مجھی اپنی زبان اچھی طرح

کم سنی ہی نہین عشقِ بتان مین کوئی شعر
فہم مین آتا نہین اپنا بیان اچھی طرح

کیون نہو عین ہیتا بیان سنکر ولِ احباب کو
پائی ہی تسلیم نی اچھی زبان اچھی طرح

۱۰۹ — ۲۲

پاؤن پڑتا ہون مین دامان کی طرح
گلی لپٹا لو گریبان کی طرح

کیا کہون صبحِ وطن مین تجھسے
ہای رہی شامِ غریبان کی طرح

خانہ برباد تو ہو سنے دی جنون
خاک اوڑاؤن گا بیابان کی طرح

غمِ اغیار بھی آیا ہمراہ
گور مین داغِ عزیزان کی طرح

گلشنِ دہر مین پھرتی ہی صبا
آپ کی بی سر و سامان کی طرح

ہم تن سوز جگر سے اپنے | داغ ہوں سرو چراغاں کی طرح
ربط باہم ہیں نہ فرق آئی جنوں | چاک دامن ہو گریباں کی طرح
پوچھتے کیا ہو مرے ہنسنے کو | کچھ نہیں آپ کی پیماں کی طرح
بے جراحت بھی تڑپتا ہی جگر | ہاے پیکاں ہوئی پیکاں کی طرح
ناامیدی سے مجھے توشتہ ہے اک دن | داغ دہی جائیگی مہماں کی طرح
جاکے پھر یار نہیں آنے کا | عمر بھر عمر گریزاں کے طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا | رات بھر شمع شبستاں کے طرح
قطرۂ اشک مرا گردوں کو | آنکھیں دکھلاتا ہی طوفاں کی طرح
مجکو ہے چرخ ہنساتا ہے مگر | نام کو صبح گلستاں کی طرح
شب فرقت میں او دامن بھی مری | ناز اوٹھواتے ہی مہماں کی طرح
نے اثر ہے مرا ہنسنا رونا | غنچہ و شبنم بستاں کی طرح
چمکے تقدیر جو شبکو تو سحر | مل گئے خاک میں افشاں کی طرح
گذرے کیا دل پہ پشیماں ہی جو آج | میری حسرت میرے ارماں کی طرح
جاتے ہیں سوی عدم دنیا سے | تو گرفتار پشیماں کی طرح
روز وعدہ کی گھڑی بھی اے دل | نہیں کٹتے شب ہجراں کی طرح
دلربا ہے مری شوریدہ سرے | آپ کی زلف پریشاں کی طرح

۱۵ | فکر تسلیم ہے دشوار پسند
خاطر ناظم شروان کی طرح | نا

بھول جاتا ہیں ہمی سکو شکل باطل کیطرح | کاش دل ہوتا مرا بھی کسی دل کی طرح

فیضِ وحشت سے بھی ہی میری کیا تعجب اے جنون
جادۂ صحرا بھی تڑپی نبضِ بسمل کی طرح

حلِ مشکل کیسی ہوتی ہی کیونکر وقتِ ذبح
تیغ کی بھی سی منہ پھیرا ہی قاتل کی طرح

دل دکھایا دردِ ہمدردی نے کیا کیا رات کے
دیکھکر رویا کیے ہم شمعِ محفل کی طرح

نزع کا عالم ہی جلد آؤ جو آنا ہو تمھین
اور رہون میں بھر کا مہمان وقتِ مشکل کی طرح

قیس کو صحرا بھی مٹتا ہی فریبِ دوستی
ہر بگولا جھومتا آتا ہی محمل کی طرح

گل لگی آغوشِ غنچہ آج ہی کنجِ قفس
آئی مشکل جو ہی گل نکلی عنادل کی طرح

جس طرف جاتی نگاہین ہی ساتھ جاتا خضر بھی
عشق ہی میں بحرِ محبوبی ہی ساحل کی طرح

دوست تھی یا ہو عدو دونون جلاتی ہین مجھے
نقشِ ہستی ہی ہمارا نقشِ باطل کی طرح

مرگ کی ظلمت دکھاتی ہی گا فروغِ زندگی
گل چراغِ زیست ہوگا شمعِ محفل کی طرح

آسمان بی مہر ہی اہلِ جہان ہین بی نیاز
داغِ دل کسکو دکھائین ماہِ کامل کی طرح

دی نہ غارِ راہِ طلب مین طاقتِ رفتار نے
رہ گئی ہم وہم منزل میل منزل کی طرح

وحشتِ بے ہی مجھی زندانِ غم سے کم نہین
خارِ صحرا پاؤن پڑتی ہین سلاسل کی طرح

کچھ تو وہ جانِ جہان آشوبِ عالم ہی سہی
حشر پیدا ہی ہی ان کے سبب سے مائل کی طرح

ناصحِ مشفق تم ناداں ہی جو کہتا ہے سنو
بحث کیون کرتے ہو تم تسلیم جاہل کی طرح

١١١ — ردیف خای معجمہ — ٩

خزان مین کشتۂ بیداد اکا چمن ہی سرخ
ہر ایک شہید کا ہی رنگِ پان ہین ہی سرخ

شہیدِ نازسی بھی ہین جو رنگیان ای چرخ
کہ چادرِ لحد ی سبز ہی کفن ہی سرخ

بجز جنونِ شوق مین گلگیر سے یہ چہرہ سا ہے
زبانِ شعلۂ ہر شمعِ انجمن سے سرخ

یہ کسنی حنک لیا ہی کنارِ حسرت مین — کہ نازکی سی تنِ شوخِ یاسمن ہی سرخ
ہمیشہ پاک ہین رنگین مزاج احسان سی — کہ خود بخود گلِ خندان کا پیرہن ہی سرخ
سکھائی تیشی نی آرایشِ عروسی کیا — دولہن کی طرح سراپای کوہکن ہی سرخ
فراقِ یار مین شیشہ ہی تھوکتا سے لہو — کسی یقین ہی کہ رنگِ مئی کہن ہی سرخ
اوڑا ہی خونِ کفِ پا کا رنگ غربت سے — ہزارون کوس غبارِ رہِ وطن ہی سرخ

۱۱۴ — عروسِ مہر کا جلوہ فریب ہی تسلیم
فقط لباس ہی ہی یہ پیرہن ہی سرخ — مشـ

رہتا ہی تپِ عشق سی ہر عضوِ بدن سرخ — مین ہون صفتِ شعلۂ آتش ہمہ تن سرخ
کس رنگ سی مین آبلہ پا دشت کو آیا — کوسون ہی سرِ خارِ بیابانِ وطن سرخ
کیا بات ہی جو بات کی قابل نہین پیچان — غنچہ ہی تو رکھتا ہی تمہارا سا دہن سرخ
سوزِ جگری کی ہی اسیری مین یہ تاثیر — مثلِ رگِ شعلہ ہی رگِ تارِ رسن سرخ
ہم مر گئے ہوئی قاتلِ بیرحم سی یکرنگ — اونکی ہی قبا سرخ ہمارا ہی کفن سرخ
کیا ماتمِ بلبل کی ہی گلزار مین شادی — پوشاک جو پہنی ہین عروسانِ چمن سرخ

۱۱۵ — شنجرف سی کس شوخ نی نامہ لکھا تسلیم
کاغذ ہی برنگِ شفقِ چرخِ کہن سرخ — مشـ

بسکہ تھا ہوش ربا یار پری زاد کا رخ — دیکھکر چھوٹ گیا مانی و بہزاد کا رخ
کٹتی ہین زیرِ قفس بیم و رجا مین گھڑیان — دیکھتی رہتی ہین بیٹھی ہوئی صیاد کا رخ
دلکو تڑپاتی ہی امیدِ شہادت قاتل — کب ادھر ہوگا تری ناوکِ بیداد کا رخ
حیرتِ مرگ نی آئینہ بنایا وقتِ قتل — دیکھنی پائی تہِ تیغ نہ جلاد کا رخ

ایک سی ہین مری محبوب کے دونون آنکھین
کیا ریا کاتب قدرت سی ہر صاد کا رخ

کل تو تہی بیخودیِ درد مین بالای فلک
دیکھنا آج کدہر ہی مری فریاد کا رخ

مصرعِ طرح نہین فکر کی قابل تسلیم
سب کیتے جاتی ہو عبث یار پریزاد کا رخ

۱۴ ردیف دال مہملہ ۱۳

برلائی فلک کیا دلِ ناکام کی امید
اور وہ بہی شبِ وصلِ دلارام کی امید

پیری مین عبث وصلِ دلارام کی امید
بیکار ہی خورشیدِ لبِ بام کی امید

کیون جانا ودہاین ستم زخمِ جگر کی
رکہتی نہین مانندِ نگین نام کی امید

وہ مستِ شرابِ ازل ہون کہ یہان بہی
میخانون مین پہرتی ہی لیی جام کی امید

وہ آئین نہ آئین یہان وعدہ ہی برابر
ای صبحِ ازل کسکو ہی ابِ شام کی امید

رو رو کی جو ملتی تہی گلی پاس شب کی
ہوگی نا وہ تری عاشقِ ناکام کی امید

رونا مجہی اون چیزون پر آتا ہی کہ جنکی
تقدیر مین ہونا تہا مری نام کی امید

ایسا نہو بلبل چمنِ دہر مین اکدن
پہر خار کو دی ہی تجہی گلدام کی امید

ای مرگ ادہر آ کہ ابہی خاک مین ملجای
سارے ستمِ چرخِ جفا کام کی امید

وہ خاک ہی سنتا نہین سہی یہان مجہسی
ناحق ہی خفا ہی دلِ ناکام کی امید

کرتا ہون تصور مین سدا یار سی باتین
قاصد کی نہ پروا ہی نہ پیغام کی امید

زیبا نہین پیری مین ہوا ہی گلِ تو خیز
بیجا ہی خزان مین ثمرِ خام کی امید

کیا غم ہی گر اس طرح مین اچہی نہین اشعار
تسلیم کسی سے نہین انعام کی امید

ہنسکو بہاتی ہین موتی کبک کو اخگر پسند
یہ مثل سچ ہی جہان مین ہی طبیعت ہر پسند

بوی گل ہی مجکو رکہہ قید تعلق سی معاف
غیر بربادی نہین باغ جہان مین کچہ پسند

ہر قبول داغ ہی منظور خار دشت پا
تو رگ دست جنون کر کاوش نشتر پسند

خاک مین ملنی نیا یا تن کی صورت شکر ہی
حلقۂ فتراک کو آیا ہمارا سر پسند

بی سبب ہی غیر سی کم حوصلہ کہنا مجھی
یہ تری عادت نہین مجکو بہت خو سر پسند

دیکہکر ہر صبح بہر جاتی ہی شبنم سوی چرخ
اس چمن کی گل مین آتی نہین تل بہر پسند

سچ تو یون ہی نہین جا بی ناامیدی ہی یہ
آپکو میرا دل پر داغ ہو کیون نکر پسند

دیکہکر ہنس دیتی ہین صدقی ہو اپنی بخت کی
اونکو ہی تیر اثر بہنا او دل مضطر پسند

ایکدن سنگ در کعبہ سی پہوڑون گا اسی
گر نہین آتا تری چوکہٹ کی میرا سر پسند

چشم بیوجہ آنسو جذب کر لیتی نہین
کیا کری آوارگی اولاد کی مادر پسند

چہوڑ پہلو کو سری جا تجکو راحت ہی جہان
یہ نہین بتا بیان تیری دل مضطر پسند

بی تکلف خاکسارون کی بسر آتی ہی عمر
دیکہو کب ہی نقش پا کو بالش و بستر پسند

کیا کرینگی قتل مجکو گر طبیعت ہی یہی
آج تک آیا نہین اونکو کوئی خنجر پسند

اہل نعمت کو نکہیا زینت ظاہر سی شوق
چرخ کو با اینہمہ ہی نیلگون چادر پسند

کسقدر رو خلائق ہون کہ بیشک گنہ ہی
میری مشت خاک کو کرتی نہین صرصر پسند

کچہہ خدا کی شان ہی ورنہ کہون تو کیا کہون
یہ دل کم حوصلہ کم بخت ہو دلبر پسند

دیکہہ حسن صبر کی الفت کہ میری قبر کو
آج تک ہی سبزۂ نوخیز کی چادر پسند

ہم گنہگارونکو بس ہی عذر بخشش کی لئی
ایک ہی سجدہ جو ہو جائی دم محشر پسند

شکر تسلیم یا تندای اگر نان جوین
یہ وہ نعمت ہی جسی کرتی تہی پیغمبر پسند

رو رہا ہون مین ابھی افسوس مین شکلِ حباب
خانہ ویرانی کہان جائیگی میری گہر کی بعد

جہومین بکہی چنی افشان رخ بہی گیسوی خضر رو
مہر کا ہوتا ہی جلوہ جلوۂ اختر کی بعد

اسقدر تو سخت جانی لطفِ احسان چاہیی
نازبردارِ گلو ہو تیغ بہی خنجر کی بعد

حاصلِ آتش مزاجی غیر بربادی نہین
مشت خاکستر ہی رہتا شعلۂ اخگر کی بعد

بعدِ مردن اعتراضِ مدعی تسلیم کیا
کیا خلل آیا دہی قرآن کو پیغمبر کی بعد

ردیف دال ہندی

۱۱۸ ش

دو دن جہان مین کی لی بت بدگمان گھمنڈ
آخر کہان شباب جوانی کہان گھمنڈ

نکلی چمک چمک کی منہ مہر مٹ گئی
اپنی کا بہی نہ دیکہہ سکا آسمان گھمنڈ

بیکس سمجھ مین جہیلی کہتی ہین دست و پا
چھوڑ آئی اضطرابِ اجل مین کہان گھمنڈ

سنتی نہین ٹہہر کی مری ایک بات بھی
اللہ اس قدر تجھی عمرِ روان گھمنڈ

وعدہ خلاف یار نی آخر کیا وصل
کیا کیا اثر پہ تہی نہین آہ و فغان گھمنڈ

نازان کمالِ خاص پہ ناحق عوام ہین
یوسف کی حسن پہ نکری گلِ روان گھمنڈ

مانند خامہ صفحۂ ہستی پہ جھک کی چل
تسلیم کچہ نہین جو کری نکتہ دان گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

۱۱۹ ش

ابتو ہی میری گلی کا بتِ پرفن تعویذ
غم نہین لکھ کی جلایا کری دشمن تعویذ

مرگی سینہ کا ڈر ہی نہ بلا کا دہڑکا
ابتو بیکار سی ہونا مرِ مدفن تعویذ

پہوٹ نکلی جو دوپٹی سی کہین شب سرخی
دی گیا لطف جبینِ رخ تہِ دامن تعویذ

باغ کو جاتی ہو ڈر ہی نظرِ نرگس سے — پہنو اہی رشکِ چمن غیرتِ گلشن تعویذ
نرم اک دن بھی نہ دل اُس بتِ کافر کا ہوا — لاکھوں رکھی تہِ خاکستر گلخن تعویذ
دیکھکر چرخ مہ و مہر کو کرتا ہی نثار — دی رہا ہی تری چھپکی کا وہ جوبن تعویذ

۱۲۰ — جیتی جی سب این اثر ہی دمِ مردن تسلیم
نہ عمل کام کچھ آتا ہی نہ جوشن تعویذ — ۷

ہای ملا نی یہ کیسا لکھا الٹا تعویذ — غیر سے ہی اور وہ کھُل کھیلی جو باندھا تعویذ
بھیجوں کیا خط اک شدِ بغض و عداوت کے لئی — خون ہی میری کبوتر کی لکھے گا تعویذ
دمِ رخصت وہ نشانی کی لئی کہتی ہیں — تم لو تعویذ مرا دو مجھے اپنا تعویذ
دل دھڑکتا ہی کوئی تفرقہ پڑتا ہی ضرور — غیر کی ہاتھ سے پھر یار نی پہنا تعویذ
آئی وہ دوڑی ہوئی دیکھی سنکر بیتاب — ہو گیا دل کے لئی دل کا تڑپنا تعویذ
بی اثر ہی تو لکھو لین بس ارمان احباب — کہ مری ساتھ ملی خاک میں میرا تعویذ

۱۲۱ — دلِ بیمار کی صحت کی لئی ای تسلیم
نہ مری یار کا نامہ نہ مسیحا کا تعویذ — ۵

دیکھکر حشر میں طومارِ عمل کا کاغذ — میں یہ سمجھا کہ مری یار نی بھیجا کاغذ
حال دل لکھتی ہوئی روئیں کچھ ایسا آنکھیں — بہ گیا ہاتھ سے مثلِ کفِ دریا کاغذ
جبتلک خط نہیں آتا نہیں آتا خط ہی — سادگی جانی دو آئیگا نہ سادا کاغذ
خطِ جانان جو کہا داغ پہ سوزش نہ رہی — بن گیا مرہم کافور کا پھاہا کاغذ

برہی کی جو حقیقت لکھی اوسکو تسلیم
سطریں بل کھائی لگیں تاؤ میں آیا کاغذ

۱۲۲ — ردیفِ رای مہملہ — ۱۵

چاندنی رہتی ہی شب بھر زیرِ پا بالای سر
ہای ہین اور ایک چادر زیر پا بالای سر

خار ہای دشتِ غربت داغِ سودای جنون
کچھ نہ کچھ رکھتا ہون اکثر زیر پا بالای سر

بھاگ کر جاؤن کہان پست و بلندِ دہر سی
ہین یہین چرخ و گھر زیر پا بالای سر

کون ہی بالین تیرِ بہت آج سرگرمِ خرام
وجد مین ہی شورِ محشر زیر پا بالای سر

بی تکلف کیا بسر ہوتی ہی کُنجِ گور مین
خاک بستر خاک چادر زیر پا بالای سر

اوڑھ کر آبِ روان کا گرد و پٹا تم چلو
موج زن ہو اک سمندر زیر پا بالای سر

پچھلے اوٹھا کر شوخیون سی وہ ستاری تم مین
کہتی ہین لو دیکھو اختر زیر پا بالای سر

جادۂ و موجِ ہوای تیزی نون دشت مین
کر رہی ہین کارِ خنجر زیر پا بالای سر

جز خراشِ خار یا خاکِ مذلت قیس کو
اور کیا دیتا مقدر زیر پا بالای سر

جیتی جی سب لی تجھی مر کر بجای تخت و تاج
خاک کہتا ہی سکندر زیر پا بالای سر

سایہ ہون کیا اوج میر کیا مری افتادگی
ایک عالم ہی برابر زیر پا بالای سر

مرتی ہین پامالِ مشتاقِ نظارہ ہین مسیح
دیکھتا چل او ستمگر زیر پا بالای سر

جسم و جان دونون مین و آسمان کی ہین ہنوز
ایک مین کہتا ہون گھر زیر پا بالای سر

ہو نہین سکتا کبھی خاصانِ حق کو کچھ حجاب
ایک تھا پیشِ پیمبر زیر پا بالای سر

۱۲۳ — ۱۵

دعویِ تشنہ سہی ای تسلیم لکھی یہ غزل
ورنہ مہمل سب ہے سراسر زیر پا بالای سر

روئی وحشت مین ہم وحشت کی سامان دیکھکر
جی بھر آیا خندۂ چاکِ گریبان دیکھکر

یاد آیا مرکی تصویرِ خیالی تھا جہان
کھل گئین آنکھین ہم سی خوابِ پریشان دیکھکر

بسکہ مشتاقِ شہادت ہوں میانِ قتلگاہ
جوش کھاتا ہی لہو شمشیرِ عریان دیکہکر

حوصلہ گستاخ دل بیتاب پر ارمان جگر
گور پر میری قدم رکہنا مری جان دیکہکر

چار دیوارِ عناصر کی خرابی کیا کہوں
اولٹی پاؤن پہر گئی عمرِ گریزان دیکہکر

رہتی ہی یہ نہیں ہی سینی میں او ظالم دوسار
کچہہ تو ہوگی دل کو تسکین شکلِ پیکان دیکہکر

صدقی اپنی بیکسی کی اب تو کوئی یار ہین
بار ہا مجکو بلا لیتا ہی زندان دیکہکر

بند رکہتا ہون مین آنکہین سامنی سی پر کفن
دیکہون کیا شکلِ فرشتہ حسنِ جانان دیکہکر

ہوگئی ثابت دو رنگی گلشنِ ایجاد کی
گل کو خندان دیکہکر شبنم کو گریان دیکہکر

شکوۂ صیاد کیا لکہا تہا یہ تقدیر مین
ہم قفس اکروز دیکہینگی گلستان دیکہکر

مست آیا صحنِ گلشن بادہ مین کہان
حجت اے واعظ کیا کر ہمسی قرآن دیکہکر

ڈہہ گیا دل کی ساتہ تیری آرزو بہی جل بجہی
پہونکنا سینہ دیا داغِ پنہان دیکہکر

کسقدر انمین بہرا تہا لطفِ ایذا دوستی
زخمِ خون رونی لگی خالی نمکدان دیکہکر

خشک گل افسردہ سبزہ شمع چپ بلبل اداس
جی بہر آیا عالمِ گورِ غریبان دیکہکر

۱۲

یار آیا قہقہی دن بہر رہی تسلیم آج
صبح جو دم اوٹہی تہی کسکا روئی خندان دیکہکر

۱۹

رہی کنارِ تمنا مین وہ بسا کیونکر
ہجومِ شوق ہون یار کی قبا کیونکر

یہ ضعف ہے کہ نہین ضعف تک اوٹہا سکتا
زبان پر آئی مری حرفِ مدعا کیونکر

اونہین تعجب ہمارے تہی خون مین لہو بہی حیرت ہی
پہونچ گئی کفِ گلرنگ تک حنا کیونکر

نہ موت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی
بٹہاؤن اپنی تری سنگِ در وفا کیونکر

ملا رہا ہی جو ہمکو خاک مین کسکا سکوت
بلند ہو لبِ فریاد کی صدا کیونکر

یہی سہی کہ میں قاتل ہوں آپ سے لیکن
تو اس قدر دلِ مایوس پر جفا کیونکر

نہ آرزوئے عدو ہوں نہ اپنی محرومی
جگہ کروں دلِ کافر میں ای خدا کیونکر

عبث ہی تہمتِ احسان بتِ ستمگر پر
نہیں دیا جو مجھی داغ دل لیا کیونکر

حیا سی لب کو اجازت نہ تھی تبسم کے
عجب ہے وصل میں وہ شوخ کھل گیا کیونکر

مری اجل سببِ ماتمِ عدو تو نہیں
ابھی سی خاتمہ بالخیر ہو گیا کیونکر

یہ ضعف ہی کہ رگِ تارِ بسترِ غم ہوں
گرانی ہی تو بھی پائی کی قضا کیونکر

جنون کی پردہ دری ہے اسی نفس تک ہے
نکل چلی مری زنجیر سی صدا کیونکر

دمِ ستم ہی سے ای فلک عجب ہے مجھے
کہ بھول کر تجھی پھر یاد آ گیا کیونکر

وہ کہتی ہیں گلۂ ضعف سنکی صورت دیکھ
اگر یہ سچ ہی تو پھر رنگِ رو اڑا کیونکر

عجب ہے کھینچے مصوری کس طرح تصویر
کہ شوخیوں سے تو اک رنگ پر رہا کیونکر

بتوں کی ناز اٹھانا جنہیں تھا کوہِ گران
سبک ہے او نہیں سنگ مجھی بھلا کیونکر

مٹائی سی نہیں مٹتی ہیں پیچ قسمت کے
شکن جبیں نشانہ کری الف سی جدا کیونکر

جو خط کو لی ہی گیا نامہ بر پھاڑیں گے عدو
مٹائی گا مری تقدیر کا لکھا کیونکر

ہنوز دیر کی جانب نہیں پری تسلیم
عجب ہے کعبے میں حضرت کا جی لگا کیونکر

۱۱۵ ۲۲

تیغ ابرو کو بنا لیتی ہیں بیجان کیونکر
دیکھ مرجاتی ہیں ہم بیسر و سامان کیونکر

داغ ناکامی تقدیر سی تنگ آئی تھے
دیکھتی پھر کئی مجھی عمر گریزان کیونکر

میں تو خوگر ہوں تماشائی رخ گلگون کا
مجکو ہلائی بہارِ چمنستان کیونکر

عجب آتا ہی مجھی تنگی دل پر کیا کیا
کہ رہی اس میں بہ سیکڑوں ارمان کیونکر

صبح تک آؤ گی ہانا مگر ای جانِ جہان / چھپ رہی گی کبھی شامِ شبِ ہجران کیونکر

آج کیا آپ ہی جاتی ہوئی دنیا دیکھی / اس طرف شوق لی آیا تمہین ای جان کیونکر

دلِ وحشی کو تسلی تری گیسو کیا دین / وجہِ تسکین ہو پریشان کو پریشان کیونکر

تم تو سفاک نہین تھی مگر ای جان ہا سو / رو رو و چار ہی گنجِ شہیدان کیونکر

وہ ادا کیا ہی کہ بنجاتی ہین کافر دیندار / ہان ادا کہین تو ادا دشمنِ ایمان کیونکر

مجھکو حیرت ہی کہ بیدادِ فلک سی ابتک / رہ گئی گل چمنِ دہر مین خندان کیونکر

لاکھ نالی یہ ہین تو آزاد تو کر دی صیاد / دیکھا اوڑ جاتی ہین ہوارِ گلستان کیونکر

وصل مین شرمِ وفا خاک نکلنی دیتی / چھوڑ جاتی مجھی تنہا مری ارمان کیونکر

ضعف سی دستِ جنون کو مری جنبش دشوار / آ گئی ہاتھ مری دامن و گریبان کیونکر

مر گیا دن سی پشیمانِ تمنا صد شکر / طعنی سنتا تری شامِ شبِ ہجران کیونکر

بخلِ گردون سی عجب کیا کہ مری سینی مین / رہ گئی قاتلِ بیرحم کی پیکان کیونکر

ساتھ غربت مین بھی آ کی وطن مین اللہ ل / مین کفِ پا سی چنون خارِ مغیلان کیونکر

مین تو مر جاؤن مگر خوفِ عدو ہی جو یہی / آپ آئین گی سرِ گورِ غریبان کیونکر

کہتی ہین پاس بٹھا کر مجھی دونی کی لیی / اڑھتی ہین دیدۂ پر آب سی طوفان کیونکر

تو نکلتا ہون مین تسخیر کی بنگ فریاد / روک رکھتا ہی بھلا دیکھون تو یاران کیونکر

لاکھ چاہا شبِ فرقت مین نہ آئی کیا تھا / آج ای مرگ ملی فرصتِ احسان کیونکر

دل ہی پہلو مین نہین کہتی ہی برنگِ تصویر / داغ دی گی ہمین ناکامیِ ارمان کیونکر

توڑ کر پای حلاوت سی ہی ہم گھر مین تسلیم / اب بہاری گی ہمین گردشِ دوران کیونکر

۱۱۶ ۱۱۸

یہی سوتا ہی دل مین دل سمجھکر — مٹایا مجھکو بیجا حاصل سمجھکر

نقاب اوٹھی ہی اوس خورشید رو کی — اودھر جاتا ہہ کامل سمجھکر

وہ مطلب تہا مجہی کالکہ قدمانی — نہ لکہا پہر کبہی مشکل سمجھکر

یہ تلچھٹ اور یہ ہم قدرت خدا کی — ورا اوساتی محفل سمجھکر

ہر اک ذرہ ہی چشم قیس لیلے — اوٹھانا پردۂ محمل سمجھکر

سزاوار ادب ہی کوی قاتل — اوڑاتا خاک اوس بسمل سمجھکر

تڑپتے دیکھتا ہون جب کوئی شی — اوٹھا لیتا ہون اپنا دل سمجھکر

ہنسنے گی زخم اوچہی ہان خبردار — لگانا ہاتہ او قاتل سمجھکر

کسی سے تہی یاد محشر بیخودی مین — ہم آئی تہی تری محفل سمجھکر

کوئی ٹوٹا ہوا شیشہ جو دیکہا — بہت رویا مین اپنا دل سمجھکر

مین واماندہ نہین ہون بانی طول — مگر او دوری منزل سمجھکر

دہن وہ راز قدرت ہی کہ جب پاتی ہن — کبہی آسان کبہی مشکل سمجھکر

مین اس وضع گدایانہ کی صدقی — بلا لیتی ہین وہ سائل سمجھکر

بہلا تو اور اونکی مہربانی — لیا کر آرزو ای دل سمجھکر

حسینان جہان کرتی ہین توقیر — تمہارا عاشق بیدل سمجھکر

نکالا یار نی صحبت سی اپنی — مجھی بیگانۂ محفل سمجھکر

دکہاتی ہی تمنا دل کو کیا کیا — تمہارا وعدہ باطل سمجھکر

۱۱۴	کہان تک کروٹین بدلیگا تسلیم قضا کو آپ سی غافل سمجھکر	۱۲۴

دی گئی کیفیتِ مستی میں تو باٹوٹ کے — خوب سا میکدے میں ابر مینا ٹوٹ کر
چہچہی مستی میں کیا کیا ہم لبِ پیکون یار — کاش ہنستا دل ہمارا جامِ صہبا ٹوٹ کے
وصل کی شب پاؤں جب چھوتا ہوں کہتی ہے وہ — خشک ہو جائے ترا دستِ تمنا ٹوٹ کر
سلسلہ بنتی بگڑنی کا لگا ہے غم کی ساتھ — دیکھیے اب کیا بنے تیرا سہارا ٹوٹ کر
اوج کیا پائے جسے قسمت ملا دے خاک میں — غیر ممکن ہے کہ پھر تارا ہو تارا ٹوٹ کر
تفرقہ تقدیر کا رکھتا نہیں سامانِ وصل — شاخِ تر سے کب ملا ہے خشک پتا ٹوٹ کے
چلتی ہے مرہمِ دلِ مجروح کی باعث نہیں — رہ گیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کے
دیکھنا اعجازِ ساقی آ ملا رندوں میں آج — صوفیوں سے زاہدِ پابندِ تقوی ٹوٹ کے
نیستی ہستی کا جھگڑا حشر تک مٹتا نہیں — بن گیا دریا حبابِ آبِ دریا ٹوٹ کر
کیا ادا کی شرطِ ہمراہی رفیقِ دشت نے — رہ گئی تلوؤں میں نوکِ خارِ صحرا ٹوٹ کر
کم ہی ہوتی ہر جلد وہی دل کھانی کو بہت — معرکے میں تیر پہنچا ہے نیزا ٹوٹ کر
جب کسی کی میں صفت لکھنے لگا بہرِ قلم — گر پڑے آگے مرے کچھ بالِ عنقا ٹوٹ کے
راہ دکھلاتا ہے کسکی وقتِ آخر انتظار — آنکھ میں ٹھہرا ہوا ہے دم ہمارا ٹوٹ کے

۱۱۸

پھر ہوگی ٹھیس اے تسلیم اک دن آہ کی
آنکھ سے بہ جائے گا دل کا پھپھولا ٹوٹ کے

۹

ایک ہنگامہ ہے برپا روز و شب جانباز پر — خاک ڈالی ہے وفا خونِ شہیدِ ناز پر
چھیڑتی ہے بے تابی کی کرتا ہوں فغان — دم نکلتا ہے مرا انگشتِ دمساز پر
الفتِ چشمِ سخن گو بیت بنائی کی مجھے — سرمہ پھیرا کی گئی خموشی آہ کی آواز پر
کھل گیا افسانہ کوئی ہائے رسوا کر دیا — [illegible] نے کا ہے ہمراز پر

وہی ہیبت ہے آداب اسیری کی کہ مضطر ہوں
نکل سکتی نہیں چاک قفس سے میری پا ہر پر

لکھوں کیا سوزش دل کی مضامین خوف آتا ہی
گرا دیگا یہ شعلہ برق بازوی کبوتر پر

یہاں تک سر جھکا ہی انتہا کی پست ہستی میں
گمان ہی خط پیشانی کا مجکو خط ساغر پر

سنہ ۱۲۱۱

بلا سی گر نہ سمجھی پایۂ فکر رسا جاہل
مراسکہ ہی ای تسلیم طبع اہل جوہر پر

۱۲۷

حشر تک ماں سے پہری بوئ گل تر ہوکر
آپ میں آئی نہ ہم آپ سے باہر ہوکر

لطف ساقی سبب قتل ہوا فرقت میں
او تری جلوے سی آب دم خنجر ہوکر

عہد طفلی کی مری لطف قضا سی پائے
قبر نی مجکو لیا دامن مادر ہوکر

پہر رہی دلکو ہوا اشتغال بیتابی
کون گذرا مری پہلو کی برابر ہوکر

ہی تری خاک سے لالہ گلشن میں کہوں
داغ دیتا ہی مجہی صورت اخگر ہوکر

کشش حسن سے کہنچتا ہی تن زار مرا
بنگیا تار نظر ضعف سی لاغر ہوکر

قتل کرتا ہی شب وصل میں کروٹ لینا
مجھسی پہچان نہ پہر آج مقدر ہوکر

حیف کی جا ہی کہ ہوتی ہی تری تا ہر شب
درد پہلو میں ہمارے ہی دلبر ہوکر

چشم مسکون کی نظارہ سی تری آنک ہی بہوش
پہر گئیں بزم میں آنکہیں تری ہی ساغر ہوکر

شوکت عرق و آبلہ پائی سی بڑہا ہی
جلوہ گر ہیں سر ہر خار پہ افسر ہوکر

دیکھنا روز جزا دامن قاتل ہمدم
رنگ لائیگا مری خون کا محضر ہوکر

مرتی دم تک رہا سودائے قاتل سر کو ہا
پہر پابوس جھکا تن سی جدا سر ہوکر

دل گیا خاک میں تو بھی نہ کدورت نکلی
ہمسی بدلا ہی زمانہ تری تیور ہوکر

آب انگور ہمیں کیا تیغ تجہی تہی قاتل
خون تک ہمسی نکلا مے احمر ہوکر

گر ملا دی کی مجھی خاک مین تیری رفتار ... اوٹھون گا حشر کی دن فتنۂ محشر ہوکر
زاہد او دیکھہ ذرا پیر مغان کی اعجاز ... خندہ زن شیشہ ہی کیا کیا تن بہ بہر ہوکر

گریۂ جوشش گریہ ہی تو بہینک تسلیم
سیل اشک آج بہی گا مری سر پہ ہوکر

۱۲۱ ... ردیف سای ہندی ... ۹

عشق کسکا کیسے چاہت افترا بہتان چہوڑ ... دم پہ ناصح بن ہی آ جا خدارا جان چہوڑ
بت پرستی و رہین اہر خدا کا خوف کر ... کافرون کی کہنی سے تو ایمان چہوڑ
پہینک اسباب جہان آزاد ہوکر بیٹہہ رہ ... چہوڑنی ہی بیشتر سامان کی سامان چہوڑ
چاہتا ہی گر حیات خضر مرجانی کی بعد ... میفروشون کی نہ جلدی جی کہی دکان چہوڑ
مرگیا عاشق ترا اک ہفتہ تو او خود پسند ... گنگہی چوٹی سر سی ح پہی منہ سی پان چہوڑ
جو فقیری مین ہی پادشاہی مین کہان ... بیٹہہ چل کر دشت مین قصر رفیع الشان چہوڑ
ایکدن خجن ہوگی بہ جائی گا ایدن آنکہ سی ... دیکہہ مین کہتا ہون کس اکا دہیان چہوڑ
کچہہ تو خالی اس کو رکہنا کا میوسی ہی فلک ... حوصلہ کوئی تو نکلی کوئی تو ارمان چہوڑ

سخت مشکل ہین شعر ہی تسلیم جاہی نا خلف
یادگار زندگی تو دہر مین دیوان چہوڑ

۱۲۲ ... ۸

پہینک تسبیح کو ای شیخ نہ زنار کو توڑ ... ہو سکی تجہسی تو اپنی بت پندار کو توڑ
سخت جان ہون نہین کٹنی کا گلا او قاتل ... کہنی سی بھی قیبون کی نہ تلوار کو توڑ
محتسب خیر ہی ماہ رمضان کٹنی دی ... او ہوس وزنہ پیمانۂ میخوار کو توڑ
رحم کر رحمت مہمان قفس سی صیاد ... ضد سی تاحق نہ پر مرغ گرفتار کو توڑ

مانگتا ہی لبِ شیرین کا جو بوسہ دیتی ہی
وقتِ آخر یہ ستمگر دلِ بیمار کو توڑ

جب میں سیہ وا زدہ ٹکراتا ہون سر کہتی ہین
جا مری گھر سی خشتِ در و دیوار کو توڑ

دونون آباج ہین اوکِ قاتل تیرے
توڑ تو سینے کو چاہی دلِ افگار کو توڑ

پھر نہ توڑیگا خرابات کے خم اے تسلیم
ایکدن خوب سرِ زاہدِ مکار کو توڑ

۱۲۳ — ردیف زائی معجمہ — ۳۰

پیر ہون پر ہی جوانی و فوقِ غزلخوانی ہنوز
لطف دیتی ہی مجھی میری سخندانی ہنوز

پردہ وحشت کفن سے بھی نہ ممکن ہو سکا
دیتی ہی مجھکو طعنی چاکِ دامانی ہنوز

چھوڑکر مقتل کہان جاتا ہی قاتل دیکھ تو
کہہ رہا ہی کچھ سکوتِ چشمِ قربانی ہنوز

دیکھکر کس گلکو نکلی ہی چمن میں تن سی جان
صورتِ نرگس وہی باقی ہی حیرانی ہنوز

دو ہی دن میں پیٹ بھر کی ہوا پابند فشار ہی
دیتی ہی ساتھ میرا خانہ ویرانی ہنوز

کیا کہون میں سرنگون کیون تیشۂ فرہاد ہی
طعنہ بیداد دیتی ہی پشیمانی ہنوز

جب کہا مرتی ہین بولی اور بھی کچھ کم کہو
اختصارِ مدعا کہتا ہی طولانی ہنوز

صدقی اشوقِ جفا کی قتلِ عالم ہو چکا
تشنہ خون ہی تری تیغِ صفاہانی ہنوز

وقتِ پیری ہی نہین سیلابِ پیری کمی
کشتیِ عمرِ روان ہی اپنی طوفانی ہنوز

مرگئی ہی تو نہ ہین یا اب مین جانچی سر شک
وای قسمت کے ہی ہین ہم لہو پانی ہنوز

کیا کہون کیا عہد باندھا ہی کسی آئی مراد
کچھ نہ چین کاکل بھی ہی تری پیشانی ہنوز

بیوفائی گل کی ہی اوشۂ بلبل ہی کہ ہو
پردہ پوشی کسی ہی میری عریانی ہنوز

کو ہی اقرار لیکن شاد کیا ہون حسین کا
بات طالب کے کوئی اونہی نہین مانی ہنوز

حاجتِ تسلیم کچھ ہین تیری قسمت کو نہین
شعلہ افشان ہی چراغِ داغِ پنہانی ہنوز

صدقی ہوا ہی پہنچ کی کیا کیا خیال ہین
قسمت کہان سی لائی تھی جاتا ہون اب کہان

ہر چند وہ نہ آئین گے لیکن ازل سی ہم
ہنگام مرگ بہی نہین کہتا پیام یار

مہمان ہمارا ت کون کہ عکس جمال سی
پونہچا نہین ہی رونی کا حال اونکی کان تک

وہ ہین بغل مین بخت کی نالہ کا ہی سی حیف
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے

دل آگئی وقت مرگ بہی لیتا نہین خبر

سیتا ہی بخیہ گر مری زخم جگر ہنوز
اتنی خبر نہین مجھی مثل شرر ہنوز

بیٹھی ہین فرش راہ کی چشم تر ہنوز
ترسا رہا ہی مجکو مرا نامہ بر ہنوز

جو بن ہی ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
باقی ہی آب شاک کو ہونا گہر ہنوز

سمجھی ہوئی ہین عشق کو ہم بی اثر ہنوز
لپٹا ہوا ہی سینی سی داغ جگر ہنوز

بہولا ہوا ہی مجکو مرا سفر ہنوز

۱۲۵ | دعدہ خلاف یار سی صلت کہان نصیب
تسلیم دیکھی ہی وہی شام و سحر ہنوز | ث

کیا کیا زمین سی ہین گلہ آسمان کو ہنوز
دل کی لگی ہوئی نہ بجھی بعد مرگ بہی

چلتا ہی میری گور پہ دامن اوٹھا کی یار
ہر چند مثل شمع ہون جگر سوختہ مگر

پونہچا عدم کو قافلہ نقش قدم کی طرح
گو مل گیا ہون خاک مین لیکن سمجھ کی خاک

زیر کفن بہی ہلتی ہی منہ مین زبان ہنوز
اوٹھتا ہی گاہ گاہ لحد سی دھوان ہنوز

حسرت زدون کی خاک سی ہی بدگمان ہنوز
باقی ہی دل مین حسرت آہ و فغان ہنوز

ہم مل رہی ہین خاک مین بیٹھی یہان ہنوز
رکھتا ہی مجسی دور قدم آسمان ہنوز

۱۲۶ | تسلیم کہو رہتے ہین کوئی حسین ہو
گو پیر ہین مگر ہی طبیعت جوان ہنوز | ۱۲۴

ردیف سین مہملہ

ہٹ نگر دستِ جنوں اب کیا ہی پیراہن کے پاس
دھجیاں ہو کر گریبان آ چپکا دامن کی پاس

خود بخود گردن کبھی جاتی ہی کچھ کھلتا نہیں
سحر ہی افسون ہے کیا ہی خنجرِ آہن کے پاس

خاک تو پونچی گی اوڑ کر دامنِ گل تک کبھی
بلبلِ بیکس کو گلچیں دفن کر گلشن کی پاس

آتشِ سوزِ جنوں کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتی آتی طوق کشتہ ہو گیا گردن کی پاس

مر کی بھی خالی نہو گا پہلوِ تربت مرا
بیکسے رویا کری گی بیٹھکر مدفن کے پاس

رشک آتا ہی کہ ہمخلوت ہوں موسیٰ آپ سی
اور ہم دیدار کو ترسیں کھڑے ایمن کے پاس

روز سنتی ہیں مسیحی بالیدہ لب سے کم نہیں
دیکھ لیں تم کو بٹھا کر ایک دن سوسن کے پاس

دید کی فرصت نگاہِ شوق کو ملتی نہیں
جھانکتا ہی کون شوخِ بد روش روزن کے پاس

حسن کے گھر سی پانی پانی ہو کر یہ گیا
آئینہ آیا جب اسکی عارضِ روشن کے پاس

بغرض کی دوستی نہتی ہی ناداری میں بھی
رشتہ لیتا ہی نہیں ہر چند کچھ سوزن کے پاس

عالمِ بالا بھی چوروں سی نہیں ہی بیخطر
جاگتا ہی ماہِ تاباں رات بھر خرمن کے پاس

دوستوں کا قحط ہی تسکینِ دل کی واسطی
بیٹھتے اوٹھتے ہیں جا کر گو وہی دشمن کے پاس

حسنِ روزافزوں کا پردہ پردہ کر سکتا نہیں
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

۱۲۷

کیا پتا تسلیم اپنا کریے سر بارہا
دھوپ میں جنکو نہیں لگی رات کو گلخن کے پاس

۱۱

حشر میں رکھتا ہی جی رو قصرِ دنیا کی ہوس
مر کی بھی باقی ہی اہلِ تجمّلِ دنیا کی ہوس

زندگی بھر ساتھ تھی مرتی ہی رخصت ہوئی
ولولی حسرت تمنا جوش پیدا کے ہوس

بسترِ رنگین بی بی قیمتِ اجل کی کیا کہوں
لیگئے وارث متاع و مال جو کچھ تھا کی ہوس

کس مصیبت سے چھٹا ہی کی چھپا اور تجھے
عشق میں جینے کی پھر ہی اوس تن خاکی ہوس

جسقدر بیٹھا ہی پای جستجو پڑتا ہی تیز
کم نہیں ہوتی کبھی موج سے دریا کی ہوس

خوش ہوں میں مقصد کی مانند یوں ہیں ناامید
ان نصیبوں پر رہی یار تمنا کی ہوس

آپ ہی کبھی مٹائیں گے پھر کس کو ہم
بخت برگشتہ کشتۂ آرزو شاکی ہوس

آبلے پاؤں کی ٹوٹی دل میں چبھا پڑ گئی
داغ دیتی ہی نکلی گویا خار صحرا کی ہوس

کیا حقیقت ایک سوزن کی اگر ایسے ہو جاہ
لگ گئی ساتھ اپنی گردوں پہ مسیحا کی ہوس

جب سے سن پایا ہے توقید مکان ہی نہیں
اب کبھی کی تمنا ہی نہ کہ جا کی ہوس

۱۲۸

جس طرف پھیلا ہے پھری سلیم ہی کی ہم
زندگی بھر کل کا پھیلا وہی بچھا کی ہوس

۹

تا گلو آئی وہی مست جائی ستم پیرو کی پیاس
میرا وہ سہ پھر سہی قاتل اگر خنجر کی پیاس

کیوں تامل اسقدر ساقی جھکا پینا ہی ہی
تر زبان میں تاجون بجھی کچھ میرے لب ساغر کی پیاس

گر ہی تجلی فلک سے ہو چکی سیراب گل
تا مگر واک قطرۂ شبنم ہی دن بھر کی پیاس

تیر کہاتی ہیں کہیں مقتل میں قاتل کی حضور
آب پیکان سے بجھاتی ہیں دل مضطر کی پیاس

باصفا ظاہر کی فیض باطنی سے پاک ہیں
کیا بجھا سکتا ہے کبھی آب گوہر کی پیاس

ہوتی ہیں ظالم شریک حال ہوتی دہر میں
دیکھ شبنم سے بجھاتا ہے فلک اختر کی پیاس

ہم بھی مشتاق شہادت ہیں دہی دیکھیے
کس کی خون سے آج بجھتی ہے ہی خنجر کی پیاس

جو مزا مرنے میں ہی لطف جینے میں کہاں
آب حیوان سے بھی پھر ناکام سکندر کی پیاس

۱۲۹

کہاتی پیتی یاد کرنا چاہیے سلیم تو
بھوک پیغمبر کی آل ساقی کوثر کی پیاس

۱۱

بوی گل مجکو بنایا ہی مقدر نی مری
پیرہن کی نہ تمنا نہ بدن کی خواہش

صفتِ نکہت ہون یکسان ہی مجہی رنج و نشاط
نہ کبہی شکوۂ غربت نہ وطن کی خواہش

کیا پڑی ہی جو اوٹہاؤن مین ستم گردون کی
نوجوانی مین جو ن داغِ کہن کی خواہش

عمر ہوتی تہی اگر کنجِ قفس مین آخر
اتنی کیون ہی مری اللہ چمن کی خواہش

دل مرا ذرۂ صد پارہ کا اک ٹکڑا ہی
اسمین کیا خوش ہی الٰہی وہ محن کی خواہش

آگ بن جائین گے کیا خاک لکہین تسلیم
خط مین اونکو جگرِ سوختہ تن کی خواہش

۱۴ — ردیف صاد مہملہ — ۱۵

دیکہی خنجر سا ہی آج کسکی دل کی حرص
زور پر ہی حرصِ قاتل ہٹ پہ ہی بسمل کی حرص

پہر بہی اپنی سینی سی ہم کی گنجائش نہین
کیا کری پیدا حباب آب بی یا دل کی حرص

شمع اگر شام سی جلتی ہی کیا کیا صبح تک
کسقدر رکہتی ہی لیکن گرمیِ محفل کی حرص

دم نہ بہر الفت مین ناحق تو نہ مانندِ حباب
بی نشان کر دیگی تجکو دعویِ باطل کی حرص

کہل کی منہ اہلِ طمع کا بند پہر ہوتا نہین
دیکہہ لو بہر کرد ہانِ کاسۂ سائل کی حرص

راستی ان راہِ طلب مین شکلِ دریا ہون روان
خواب کی خواہش نہ آرام سرِ منزل کی حرص

کوئی ساعت لطف پر ہم سی نہین ہوتا جدا
اُف رہی تیرا شوق بل بی شانۂ بیدل کی حرص

روز و شب پہرتا ہی کاسہ لی کی مہر و ماہ کا
کسقدر ہی آج اپنی چرخِ تیرہ دل کی حرص

آپ دیکہی دی لیلی قیس تر سی دید کو
خاک مین ملجای ایسی پردۂ محمل کی حرص

وہ لبِ جان بخش کا بوسہ ندین کی عمر بہر
ساتہ میری جای گی اس مطلبِ مشکل کی حرص

عاقبت میری کیون نہو تر دامنِ دنیا کو یاس
کیا کری طوفان مین ہو ناتوان ساحل کی حرص

آمد و شد دیر و کعبہ کی دل گمراہ چھوڑ
باز رکھی کی حد سے خارج و داخل کیحرص

ہو گیا روشن بھڑکنی سی چراغ صبح کے
مرتی دم کیا کیا بھڑکتی ہی دل غافل کیحرص

بی تردد راحت منزل نہین ہوتی نصیب
داغ دل بنجاتی ہی انجام کو کاہل کیحرص

تو ڑکر پای طلب تسلیم ہو بیٹھون کسطرح
روز و شب بھرکاتی ہی ہادلکو بھیرائی ان کیحرص

۱۳۴ | ردیف ضاد معجمہ | ۲۳

کچھ تو راحت نظر آتی غم پنہان کی عوض
کاش دل ہی نکل آتا تری پیکان کی عوض

اوڑ چلا خط سیہ عارض تابان کی عوض
مور چی تخت ہوا پر ہین سلیمان کی عوض

سوختہ بخت وہ ہون مانگون جو پانی کی دعا
آگ برسائی فلک ابر سی باران کی عوض

مفلسی مین بھی سیہ خانہ مرا روشن ہی
داغ جلتا ہی چراغ شب ہجران کی عوض

عاشق زلف وخط سبز ہون لیکن تقدیر
خار دیتی ہی مجھی سنبل و ریحان کی عوض

کبھی بوسہ نہ دیا لے کے دل عاشق کو
کوئی احسان کیا آپنی احسان کی عوض

پوچھتی کیا ہو مرا مذہب و دین ای دمخط
دل مین یاد بت بیرحم ہی ایمان کی عوض

خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈالو ہی چرخ
بحر قلزم مین بگولی اوٹھین طوفان کی عوض

چارہ گر کشمکش درد و دوا ایک تاک
دی ہی وہی ہی از نہر کسی ان مجھی درمان کی عوض

رسم گریہ مین سنی ہی رہی گی جاری
شمع روئی کی تری کشتہ حرمان کی عوض

کیا کہین بیخودی جوش جنون کا عالم
سیتی ہین وہ اپنی گل اپنی گریبان کی عوض

مدعا مرگ سی گر تھا فلک شیرین کام
زہر دینا تھا مجھی تلخی دوران کی عوض

فصل گل مین تو اوڑائی ہین مزی سب اپنی
صد حیف کی بھی بلبل بستان کی عوض

آرزو ہی مری وحشی ہی جنون نی اسکو
دل دیا خاک اوڑانی کو بیابان کی عوض

اپنی ہستی کی ضمانت مین دکہایا زندان
گو رہین قید ہین ہم عمر گریبان کی عوض

ہم وہ عاشق ہین بہی یاد چمن ہین جسکی
آنکہہ مشتاق چڑہا لین قدِ جانان کی عوض

سنکی افسانۂ مجنون نکرو آنکہین بند
دیکہہ لو حال مرا خواب پریشان کی عوض

تہوڑی سی انعام کی لی ہین بہت کشمکش
دی گہر اشک جو صدقۂ نیسان کی عوض

شادی قتل مین کچہہ پاس وفا کر قاتل
ہنسی دی ہاتہ مین دل نقد شہیدان کی عوض

نہی طرح کی وحشت ہی کہ بی دستِ جنون
ٹکڑی ہی ٹکڑی ہی جیب چاکِ گریبان کی عوض

نگہی مشاطہ نی جب بال بنانی اوسکی
تہو پریشان ہوئی زلف پریشان کی عوض

رنگ گلشن کی طرح ہوش عنادل کی اوڑی
باغ مین گل کی ہنسو تم گلِ خندان کی عوض

اب کہان ولولۂ جوش نشاط ای تسلیم
رہ گئی دیدۂ گریان لبِ خندان کی عوض

۱۳۴ ۱۸

آپ مین گم ہون کسی کی جستجو سی کیا غرض
جب دہن مین مُہر اپنا پہر گفتگو سی کیا غرض

دیکہکر تحمل فلک کو حوصلہ جاتا رہا
آرزو کہتی ہی مجکو آرزو سی کیا غرض

بحر ہستی مین حباب آسا فقط رکہتی ہین
ہم تنکی ہی کا کام کیا طوقِ گلو سی کیا غرض

کیون ملین ہم خاک مین نقش قدم کے لئے
اہلِ تر کی استبار آبرو سی کیا غرض

ذکرِ کعبہ ہو کہ وصف بتکدہ دونون کو سلام
رند مشرب ہین مجہی اس گفتگو سی کیا غرض

تشنگی قاتل کی طلب محشر مین بولا زخم دل
مین تو راضی ہون تمہین میری لہو سی کیا غرض

عندلیب گلشن جنت ہین مجہکو ای صبا
تو ہی بتلا ان گلونکی رنگ و بو سی کیا غرض

ہی کہی محبوس دوران کا مہ نو یادگار
ورنہ تہی گردون کو طوقِ مہ کو سی کیا غرض

پر تکلف شامیانہ گور پر بیکار ہے
ملائی جب خاک مین پھر آبرو سے کیا غرض

نشترِ فصاد ناحق جسمِ بیجان کو نہ چھیڑ
قالبِ تصویر ہون مجکو لہو سے کیا غرض

تہمتِ آلودگی سے پاک طینت پاک ہین
چادرِ آبِ روان کو شست و شو سے کیا غرض

عالمِ خندہ ہو یا گریہ ہو سب ہیچ ہین نہ غم
ہنسنے رونے کی فقط ہین گفتگو سے کیا غرض

عشقِ رخ بس ہے خط و خال و دہان و لب چھوڑ
ایک سو رکھ دل کو فکرِ چار سو سے کیا غرض

بڑھ کی تر دامن سے محشر مین ہوا بے آبرو
زاہد انکی نمازِ بی وضو سے کیا غرض

حاضر و غائب ہے تصویر ہے پیشِ نظر
صورتِ آئینہ مجکو روبرو سے کیا غرض

مثلِ شیرین ہو گر کہو عاشقِ جانباز کا
تمکو میری خندۂ مرگِ تلخ سے کیا غرض

سرخوشِ جوشِ حقیقت ہین مجھی اس مین ہم
ساقیا تیری می و جام و سبو سے کیا غرض

مین تو ہون تسلیم شاگردِ نسیمِ دہلوی
مجکو طرزِ شاعرانِ لکھنؤ سے کیا غرض

۱۳۴ ## ردیف طای مہملہ ۱۲

آئی ہے روئی صاف پہ اوس مہ لقا کی خط
بھیجی گا صبح و شام ہزارون لکھا کی خط

کیا جانے بیوفائی اوسی کیا سکھا دیا
رویا کیا قلق مین وہی پڑھ پڑھا کے خط

اظہارِ دشمنی سے کھلی دوستی کی راز
رسوا ہوئی وہ اوس پہ پڑی جا پڑا کی خط

اوس شعلہ رو کو سوزِ جگر کھیل ہو گیا
قاصد کی شکل دیکھ کے ہی جلا کے خط

کیا کیا نہ دل سے دل کا لکھا ماجرا مگر
پیرِ حرم نے پڑھا نہ کبھی دل لگا کی خط

وقتِ شباب سبزہ و ضعفِ تن شکن
آتی ہین آدمی کی لیی دو قضا کی خط

جو جو لکھا ہے یار نی سب اوس کی نقش ہے
طغرای کعبہ ہین صنمِ پارسا کی خط

اللہ ری نازکی کہ کف دست نگار مین — پاتا ہون آج تاب کہ برگ حنا کی خط

دونون جہان مین رسل و رسائل کی سم ہے — محبوب انبیا ہین صحیفے خدا کے خط

وہ شعلہ رو جو پڑھے گا لکھا کیا نصیب کا — کر دیگی خاک جسکے گرمی جلا کی خط

تعویذ سی حرارت قلبی نہ جای گی — مجکو پلاؤ دھوکی مری دلربا کی خط

۱۳۵ — تسلیم قصہ یان نہین پیغام مرگ ہین — لکھی ہوئی ہین خاص یہ دست قضا کی خط — ۸

قاصد گرادی کوچی مین اوسکی کمر سی خط — گذری کا آتی جاتی کبھی تو نظر سی خط

شاید وہ پاکی ہوی وفا قصہ یان ہو — لکھتے ہین اس امید پہ خون جگر سی خط

گم گشتگی نصیب کے لکھتا غضب ہوا — آخر کو گر پڑا کمر نامہ بر سی خط

موقوف بیکلی ہین ہم نامہ و پیام — کوئی گیا ادھر سی نہ آیا ادھر سی خط

اللہ ری ناز کہ وہ نظارہ جمال — پڑھتی ہین وی صاف بہ تار نظر سی خط

میرا تو عرض حال ہی مشکل اپنی سند ہی — لکھتا ہون خامہ مژہ چشم تر سی خط

پھینکا گیا جو پاس وفا نامہ لی لیا — لیکن نہ پڑھ سکی وہ رقیبون کی ڈر سی خط

۱۳۶ — تسلیم وقت شام بھی فرصت نہین نصیب — کس مہوش کو لکھتی ہو بیٹھی سحر سی خط — ۹

تسکین نہ اضطراب مین ہوی نامہ بر غلط — شرط وفا نباہین کی وہ عمر بھر غلط

بھیجای جس سی بلبل مضطر کی جان پر — ایسی اوڑا نسیم نہ آکر خبر غلط

شوق وصال و جوش تمنا ہجوم غم — لکھنی کو اوسکے کیا نہین لکھا مگر غلط

اللہ ری بیخودی کہ تحریر داغ عشق — اوس شعلہ رو کو لکھ گئی سوز جگر غلط

کرتا ہی کیا مسودہ منشیِ روزگار / ہوتا ہی روز صفحۂ شام و سحر غلط

ثابت کرو اگر عدم کو کوئی عیب دان نہین / اوسکی کمر کو مین کہون تارِ نظر غلط

فریاد سنکے آہی گا صیاد کو نہ رحم / سمجھے ہوئی ہی بلبلِ بیبال و پر غلط

ہر شب ہی وعدہ قتل کا ہر روز کچھہ نہین / عہدِ ستم ہی اوس فلکِ حیلہ گر غلط

۱۳۷ — تسلیم نازکی سے یہ فن اسقدر ہی خبط / نکلا ادھر زبان سی مصرع اودہر غلط — ۹

ناصح بلا سی اوسنکے ہین قول و قسم غلط / کچھہ ہم تو سادگی سی سمجھا ہوگا غم غلط

کیا بار پھول لی کی لحد پر تم آؤ گی / کھاؤ نہ مرتے دم مری سر کی قسم غلط

کیا شک ہی جو یار کو مین بھیجتا ہون خط / لکھتا ہی ضد سی خامۂ مشکین رقم غلط

جب پوچھتا ہون خیر سی پھر آپ ٹل گئے / گھبرا کی کہتی ہین تری سر کی قسم غلط

کیا کہہ گیا تھا شام کو ظالم جو صبح تک / سمجھے نہ انتظار مین وعدی کو ہم غلط

کیا شکوہ تجھسے وعدۂ باطل کا بیوفا / لکھا مری نصیب کا ہی یکقلم غلط

معشوق تھی کہ تیغ گلی جسکی ٹل گئے / اکدم مین ہوگیا غمِ ہستی عدم غلط

دل ہی وہ آئینہ ہی اگر پائیے جلا / روشن ہو بات بات سی تھا جامِ جم غلط

اوسکی ہر ایک بات کو تسلیم جانتا / حیلہ فریب مکر دغا فقرہ وہم غلط

۱۳۸ — ردیف ظائے معجمہ — ۱۵

کیون خرابات مین لاف ہمہ دانی واعظ / کون سنتا ہی تری ہرزہ بیانی واعظ

نشۂ وعظ کی لغزشین ہی نہونگی اتنی / جتنی ہین دل مین مری داغ نہانی واعظ

عجز توبہ شکنی قوتِ بیباکی ہی — مجکو آسان ہی جو کچھ ہی محالِ واعظ

جز گنہگار نہ پوچھے گئے تقویٰ والی — سب دہرا رہ گیا محشر مین کمالِ واعظ

جانی دو شیشہ و خم توڑنی رندونکی حضور — آج میخانی مین وہ آئین کی مجالِ واعظ

ادب حسن پرستی جو یہی ہی تسلیم
ہو چکا حشر مین حورون سی وصالِ واعظ

١٣٠ — ١٣١

آگ لگ اوٹھتی ہی سن سنکی بیانِ واعظ — کوئی شعلہ ہی دہن مین کہ زبانِ واعظ

مجھ سی نکتہ سرا آپ سراپا غافل — صفتِ خامہ ہی بیشرم زبانِ واعظ

بحث کرنی ہی نہ تھی پیرِ مغان سی آخر — مل گئی خاک مین سب شوکت و شانِ واعظ

چھیڑنی جاتی ہین شیشی لیئی آغوش مین رند — میکدہ آج بنا دین کی مکانِ واعظ

اعتبار اسکو قسم کا نہ یقین توبہ کا — کیا کرون ہای عجب ہی خفقانِ واعظ

بیچتا ہی طمعِ زر پہ خدا کے باتین — آجکل مسجدین گویا ہین دکانِ واعظ

وہ ہی دن ہین صفتِ حرفِ غلط عالم مین — نام کو بھی نہ رہا نام و نشانِ واعظ

اپنی فرماتی ہین سنتی نہین رندونکی کبھی — دہنِ شیشۂ بادہ ہی دہانِ واعظ

جی بہلتا ہی الٰہی ورقِ ہستی پر — جبتلک ہین یہ سلامت ہے جہانِ واعظ

جیتی جی مجھسی چھٹی جام و صراحی توبہ — غلطی پر ہین خیالات و گمانِ واعظ

خلد مین ہے یہ مقیمِ حرمِ یار ہون مین — میری عالم مین نہین فکرِ جہانِ واعظ

چھیڑنی کو یہ ہم رند و بدل سب ہے ورنہ — یار واعظ ہی مرا مین دل و جانِ واعظ

بگڑی کس بات سی ہے جو دیر کو چھوڑا تسلیم
آج کیون بیٹھی ہو مسجد مین بجانِ واعظ

١٤١ | ردیفِ عین مهمله | ١٢

اوٹھ گیا کیا کھہ کی تو ای غیرتِ تنویرِ شمع
شمع وا ہنگیر ہے شب گریبانگیر شمع

باغ میں دیکھا جو اگر تجھ رنگِ مجلس رات کو
شاخِ شمع سبز ہو گل شعلۂ تنویرِ شمع

لا اگر شعلے ہیں کو پیٹکی خصمتِ جنبش کہان
اشک کا دانہ ہوا ہی دانۂ زنجیرِ شمع

عشق کی تیزنگیان دیکھو کہ جسمِ زار میں
سوزِ غم سی ہو گیا ہی استخوان تصویرِ شمع

ہم جو جلتی ہیں تو وصلت میں جلا بالکی آتش اگر
شمع کو دیتی مری قسمت بھی تقدیرِ شمع

سرِ شمشیر کا ہی اپنی ہستی کی دلیل
لی بجھا آخر کو شعلہ قامتِ دلگیرِ شمع

لا اگر یہ یار رات بھر پگھلانہ وہ آتش مزاج
ہو گیا ہر اشک میرا اشکِ بی تاثیرِ شمع

فی سبب پہونچا نہیں تو نکو سوزِ عشق سے
آہ میں کچھ تقصیر پروانہ ہی کچھ تقصیرِ شمع

دیکھ [illegible] ہی تصدق کے لیے
کیا کوئی خطِ شعاعِ شعلہ تھا تحریرِ شمع

شورِ پیدا ہی میں ہی بابِ خموشی ہی [illegible]
کیا کوئی سمجھی ادا ہی نالۂ شبگیرِ شمع

دن کو مجھ سے ہم نظارہ رات بھر سوز و گداز
صحبتِ پروانہ ملا مجکو دل دلگیرِ شمع

گر یہی ہی تاثیر عشقِ حسن افزون کا فروغ
خاک میں مل جائی گی اک رات کو تنویرِ شمع

اوسکی بزمِ خاص میں رہتی ہی شب جلوہ گر
اور کیا ہوتی جہان میں عزت و توقیرِ شمع

گرم فقری سنکی وہ کہتی ہین ای تسلیم آج
آگئی تیری کیا زبانِ شعلہ کیا تقریرِ شمع

١٤٣ | | ١٤

کُشتۂ صبح وقتِ سحر بالین سے اوٹھکر جای شمع
خفتہ بختی کی اثر سے سو گیا ہی پای شمع

پھر [illegible] دیکھی اگر میری سیہ خانہ کی شکل
تھرتھری پیدا ہو قدِ شعلہ ٹسن جای شمع

بلبلا اوٹھتا جاہی پروانہ ہی تربت پہ ہجوم
رنگ لائی بعد مردن گلفشانیہای شمع

وای محرومی رہونگا مین بیکفن اے بعدِ مرگ
لاش پروانہ حریرِ شعلہ مین کفنای شمع

رات بہر کا میہمان ہی دیکہنا وقتِ سحر
خاک مین ملجای گا حُسنِ سرِ بالای شمع

کم ہو کیونکر تیرہ بختی بیکسون کی بعدِ مرگ
کیا پڑی ہی کس لیی کوئی لحد پر لای شمع

اسقدر پاسِ حیا ہی کہتی ہین پیری حضور
دامنِ فانوس مین مُنہ کو چہپا کر آئی شمع

حیف ہی تم غمزدون کے سوگ مین بنتی ہو حور
اور جب آئی لحد پر اشک ٹپکا جای شمع

خیر ہی فانوس مین جبتک ہے ورنہ بیحجاب
اور بہی سوزِ دلِ پروانہ کو بہڑکای شمع

اسقدر ای سوزِ غم امیدوارِ لطف ہون
آج آکر شام تک مجکو نہ زندہ پای شمع

گو رہی شُعلی پڑی بستر تری پالین ہے اوداس
دیکہی تیری طرح کبتک ہمین تم سا ای شمع

ہون وہ دیوانہ جو شبکو جوش مین آکر پہرون
آگی آگی غولِ صحرای جنون کہلای شمع

سامنی ہو سکی رخِ روشن کی مشکل ہی فروغ
لاکہ شب بہر شعلۂ رخسار کو چمکای شمع

ایکدن تسلیم پروانی سی پوچہا چاہیی
کس توقع پہ تجہی ہے اسقدر سودای شمع

۱۴۳ ٩

ردیف غین معجمہ

دورِ ساقی مین ملی مجہ رند کا کیونکر دماغ
بیشتر سرمست مین رہتا ہون اکثر تر دماغ

ابتو کیا گر ساقیِ دوران نی سُنلی حشر مین
دیکہنا مجہ رند کا واعظ لبِ کوثر دماغ

ایک کی سنتا نہین وہ بُت غرورِ حُسن مین
خاک کی پتلی کا ہی عرشِ معلی پر دماغ

سامنی مقتل مین جو آیا گلی سی مل گیا
ایک سی رکہتا نہین قاتل ترا خنجر دماغ

مدتون سو نگہی ہی وہ زلفِ سمن سا جیل مین
ہمسے کیا کرتی ہی ای بادِ صبا نکہت دماغ

ابتو آہِ زیرِ لب بہی سنکی ہوتا ہی خفا
اسقدر پامالِ غم سی ہی بتِ خودسر دماغ

گوشِ گل سنتی نہین فریادِ بی تاثیر سے
کیون پریشان کرتی ہی ای بلبلِ مضطر دماغ

پوچھتے ہو کیا سرِ شوریدۂ سودا کا حال
کھاتی کھاتی سنگِ طفلان ہوگیا پتھر دماغ

خاک ای تسلیم ہو قدرِ سخنور دہر مین
سب امیر اس وقت کی گورِ شعرا ہین چراغ

۱۴۴

جلتی ہین سینی مین لاکھون داغ کی شب ہر چراغ
ہون تہی مین مفلس مگر روشن ہی گھر مین چراغ

اصل کا ممکن نہین ہی کام نکلی نقل سے
کیا زبانِ شعلہ سی کچھ کہہ سکی مطلب چراغ

دیر ہو یا کعبہ اسکو دل جلانی سی غرض
صورتِ داغِ دلِ عاشق لگی ہی ہر جہت چراغ

اوڑ گئی ظلمت جہان تک شعلی کا تن کانپا کیا
ڈر گیا میری سیہ خانی مین آیا جب چراغ

تیرہ بختی چمکاتے ہے خاک ہو تن کو فروغ
سامنی کالی کی جل سکتا ہی الٹی کب چراغ

کہنہ ظلمتکدہ کیونکر نہ ای تسلیم ہو
سیکڑون گھر مین نہین اتو کو جلتا اب چراغ

۱۴۵

مین جلا کر کیا کرون تیری شب گھر مین چراغ
ہر شرارِ آہِ غم ہے دیدۂ تر مین چراغ

داغِ دل روشن کبھی ہی روشن کبھی داغِ جگر
اک نیا ہر روز جلتا ہی ہی گھر مین چراغ

آہ کی جھونکی مٹاوین گی فروغِ زندگی
غیر ممکن ہے کہ ٹھہری بادِ صرصر مین چراغ

زندگی تک جلوۂ اہلِ دل ہی ہر مین
پھر نہ دیکھا ہمنے جلتی قیصر قیصر مین چراغ

رات کو جلتا تھا شانِ کو ھر کیا اندھیرا ہی
رات دن جلتا ہی قصرِ حضرتِ خضر مین چراغ

عشق ہی اک جوہرِ پاکیزہ جو بر آئی مراد
عمر بھر روشن کرے اپنی حضر کو شہر مین چراغ

صاف باطن غیر سی کسبِ ضیا کرتی نہین
کوئی شب جلتا نہین آئینی کی گھر مین چراغ

رہ گئی آتشناک پر شب کو جو گیسو آ گئی
جل اوٹھا ہر حلقۂ زلفِ معنبر مین چراغ

چل نجف کو ہند سی تسلیمؔ روشن کر دماغ
داغِ دل ہی روضۂ پُرنورِ حیدر مین چراغ

۱۴۶ ## ردیف فا ۱۴۴

گلفشان سینی مین ہین داغِ کہن دونون طرف — ہم وہ بلبل ہین کہ کہتی ہین چمن دونون طرف

وصل کی شب صبح سی آیا نہ تک رازِ دل — اک حیا یا ہم سی ہی قفلِ دہن دونون طرف

کان تک اونکی مری فریاد کیونکر جا سکے — روز و شب حائل ہی زلفِ پُرشکن دونون طرف

آرزو مندِ شہادت دل ہی ہی مشتاقِ جگر — دیہیان کہنا قاتلِ ناوک فگن دونون طرف

بعدِ مردن سر کٹا ہی پاؤن مین نکلی ہوئی — کم ہوا تقدیر سی طولِ کفن دونون طرف

میری اونکی دیکھی کیا فیصلہ ہوتا ہی آج — گفتگو کرتی ہین اہلِ انجمن دونون طرف

وصل کیسا پھر پشیمان کہہ دیا کرتا ہی کچھ — قاصدِ افسون بیان شیرین سخن دونون طرف

تہلکے سی مسجد و بتخانہ بہی خالی نہین — لوٹتی ہین آہ شیخ و برہمن دونون طرف

مرگ بہی بہڑکا ہوا ہی شعلۂ داغِ جگر — جل رہی ہی گور پر شمعِ لگن دونون طرف

پہنک رہا ہو جیسے بہان لب پر سے اونکی آہ گرم — ایک سوزِ عشق سی آتش فگن دونون طرف

کیا تعجب پرتوِ رخسارِ آتش رنگ سی — کان کا موتی ہی لعلِ یمن دونون طرف

پہوٹ نکلا رنگ جسمِ نازنین پوشاک سی — ایک سا کہتا ہی عالم پیرہن دونون طرف

اک نظر رہتی ہی گل پر اک نظر صیاد پر — دیکھتی ہی عندلیبِ نعرہ زن دونون طرف

۱۴۷

سنگ ہی تسلیمؔ کوہ و دشت مین تیرا پتا
خاک اوڑاتی پہرتی ہین اہلِ وطن دونون طرف

۱۴۴

کیا کرون دیکھی ہین نامۂ عصیان کیطرف — آج ہی میری نظر آپکی احسان کیطرف

سبکی سب بہشت ہو دیکھکے جانان کیطرف
کوئی تو بولو مری شوق پشیمان کیطرف

آج اے بلبل ہے کس عشق سے جان کی خبر
آنکھ صیاد کی پڑتی ہے گلستان کیطرف

دیکھتا ہے کسی اوٹھا اوٹھکی غبار سجدے
کون ہے گرم سفر گور غریبان کیطرف

مرگیا آج گرفتار مصیبت کوئی
دیر سے شور ہے برپا در زندان کیطرف

شب وعدہ تو نگر آج تو ضد ملتی ہیں
دیکھ بیرحم مری حسرت ارمان کیطرف

صدقے اے دست جنون تیری کہ اتنا تو ہوا
ہنس دیے دیکھ کے وہ چاک گریبان کیطرف

بیکسی کیا کروں بیرکہ میں سنتا ہوں
موت بھی آج مرے شب ہجران کیطرف

گرد کلفت سے سلامت ہے نہیں پلیں
آنکھ اوٹھا کر کبھی دیکھوں نہ بیابان کیطرف

پوچھو اپنے رخ شفاف سے کیا سحر کیا
دیکھتی کیا ہو مری دیدۂ حیران کیطرف

کفر تقدیر میں لکھا ہے کروں کیا واعظ
دل کھچا جاتا ہے وس شوخ مسلمان کیطرف

اور کیا ہی انشی ہوسکے زیادہ رسوا
زخم ہنستے ہیں مری کھیکی ربان کیطرف

ہائے ہے شہر اسیری کہ قفس میں بلبل
روئی منہ پھیر کے اکدن گلستان کیطرف

کسکو سودا ہے در یار سے اوٹھے تسلیم
جائے آدم کی طرح روضۂ رضوان کیطرف

۱۴۸ ۱۷

ردیف قاف

ہوں وہ دیوانہ جو پہنا کوں ٹکر گردن کی طوق
حلقۂ موج ہوا لپٹی گلی سے جنکی طوق

دیکھیے کیا رنگ لاتی ہیں تیری گردن کی طوق
بیڑیاں کسکو پہناتی ہیں پچپن کے طوق

رشک سے کیونکر نہ میں کاٹوں گلا اپنا کہ وہ
پہنو میرے سامنے تم ہاتھ سے دشمن کی طوق

بل پڑا تاب حسن بالا نکیا مہتاب کا
جسکے آیا قریب اوسکی رخ روشن کی طوق

ہون وہ دیوانہ دمِ طفلی جنون کی جوش مین
پیچ کر طوقِ طلا پہنا گیا آہن کی طوق

ضعف سے سر ہی بالِ وحش و رندہ اوتون
پہنتی ہین ہمنائی ہی کس مین پنجۂ سوزن کی طوق

تہا وہ مجنون قیس ہے یا کوہکن بیمار شگون
سب نی پہنی پیچ ہم کر پتہر مری فن کی طوق

دیکہتا ہون جب تمنا ہین گلی کا ہار ہے
ٹوٹتا ہی کیا مری ہمدم تری جوبن کی طوق

وا ہی قسمت ہم رہین محروم روزِ عید ہی
اور یون لپٹی گلی سے اُس بتِ ناپہن کی طوق

پان کہائی وہ ہنوز یو رسمِ ماتم ہو چسکی
کیون نہ ہار کہا ہی بتِ سُوگ کشین سی کی طوق

سیکڑون مجنون ہوئی کاٹی ہزارون نی گلے
ہو گیا آفت یہہ لیلیٰ اس پہن کی طوق

ہون وہ مشتاقِ اسیری ٹوٹ بھی جاؤن اگر
آئی مری سامنی گردابِ سیا بن کی طوق

زلف کی حلقی نہین ہین شِ فروغِ حسن سے
کچھ طلائی ہین گلی مین اُس پری ہزن کے طوق

ہون اسیرِ عشق ترکِ جنگجو مین خاکسار
ای فلک پہنا مجہی نقشِ سُمِ توسن کی طوق

گر یہی کاہش ہی تو اکدن اوترا ای مجنون
پاؤن تک پڑی گی صورت آئین گی گردن کی طوق

گر یہا ای مہروش تیرا اسیرِ عشق ماہ
رات کو تمکو پہنا گیا کیون بیشتر خرمن کی طوق

گر یہی بیباکیِ دستِ جنون ہی تو ضرور
ایکدن آئینگی سو نی حال پہ تو آہن کی طوق

قید ہی ہو کر وہی ہین عاشقِ گیسو کی بل
کیا پہنتا ہی جنون کی جوش مین تن کی طوق

سامنی شمشاد کی کاٹی گلے کو رشک سے
دیکہہ لی قمری اگر اوس غیرتِ گلشن کی طوق

گر یہی ہی قوتِ دیوانگی تو ایکدن
دیکہہ لینا ٹکڑی ٹکڑی ہی ہون پیراہن کے طوق

قمریون کیطرح پابستہ فنا ہین مرکی بہی
ساتھ لیجائین گی ہم اپنی تری گردن کی طوق

سچ ہی ای تسلیم ارشادِ نصیرِ دہلوی
فہم مین آتی ہین ایسی کب کسی کے دن کی طوق

قہر ہی آغازِ الفت مرگ ہی انجامِ عشق
توبہ توبہ کر نہ لی بہولی سی غافل نامِ عشق

بلبلِ دل گلرخون سی لگی آزادی محال
خط ہی سبزہ خال دانہ زلف ہم دامِ عشق

مرگ کی بہی روشن ہین سرِ خاک لاکہون کی چراغ
شمع کی پروانہ مین کہتی ہماری شامِ عشق

چاہتا ہون عیشِ غم کیواسطی لیل و نہار
صبحِ حسنِ دوست ہی روشن شامِ تیرہ فامِ عشق

کب سی ہین امیدوارِ جوشِ کیفیتِ بیخودی
اس طرح سی ساقیِ مدہوش کو دی جامِ عشق

حسنِ جانان ہی مخاطب آجکل اپنی طرف
کہتی ہی کچہہ زلف ہم سی کانمین پیغامِ عشق

خاک سی اپنی نہ ہو مٹی کو لی ہی سبب
کچہہ ابہی باقی ہی شاید گردشِ ایامِ عشق

اب ہی خوش تا ہی وہ اس سنگین کی بعدِ وصال
ہائی کہہ دیتا ہی کیا آکر خیالِ خامِ عشق

کچہہ چلی عشق نرات ای تسلیم دل مین چاہیے
ورنہ کہین کام سی کہین کام ہم ناکامِ عشق

۱۵۲ ردیف کاف ۹

ربطِ تپشِ شعلۂ دل سیتاب کہان تک
آتشکدہ ہم صحبتِ سیماب کہان تک

اشکون کی شبِ ہجر مین آخر کوئی حد ہی
آغوش مین لی چادرِ مہتاب کہان تک

ای مرگ شتاب آ کہ یہ آنکہین ہین غمین
دیکہون ستمِ دیدۂ بیخواب کہان تک

حسرت ہی کہ طوفان مری سر سی گذر جائی
چکر مین رہون صورتِ گرداب کہان تک

انصاف کرو مجہسی الستِ ازل کو
بہلائی بہلا صحبتِ احباب کہان تک

کیونکر نہ مری دل کی طرح ہو تری چلمن
روکی نگہِ عاشقِ بیتاب کہان تک

فرقت مین تری ای وہ دریای تمنا
تڑپون صفتِ ماہیِ بی آب کہان تک

کب سی ہی کشاکش مین جل کی مری گردن
تڑپائی گا او خنجرِ بی آب کہان تک

کیا بیٹہی ہو تسلیم چلو ملکِ عدم کو
وابستگیِ عالمِ اسباب کہان تک

سحد مین سنے نہیں زخم کہن خشک
رہیں کیونکر شہیدون کی کفن خشک

خزان ہی دور تو ناحق ابہی سے
نہو ای عندلیب نغمہ زن خشک

یہی گریہ ہی تو محشر کی دن سے
نہو کی آستین پیرہن خشک

گرا کیا کوئی اشک گرم بلبل
کہ فصل گل مین ہی ہی چمن خشک

گہڑی بہر بیٹہ کر قسمت کو رولین
نہین چہوڑی ہی فی ہی چرخ کہن خشک

مری قسمت مین لکہی کیا لگی آگ
ہوا اسکیون تمنا ای برہمن خشک

ڈہلا جوبن ہہا حسن چنچل سی
خبر لو ہو چلا سیب ذقن خشک

یہ روتی گہر سی نکلے ہم کہ اب تک
نہین خاک گذرگاہ وطن خشک

قدم لیتا ہے رونا کرکے ہم
خداوندا ہو دست برہمن خشک

دم پیری بہری ہین داغ دل سے
خزان مین بہی نہیں ہے یہ چمن خشک

یہی ہی گریہ [illegible] تو جو اسنے
رہے گا حشر تک سیب ذقن خشک

لگی دل کی نہیں کا خاک تسلیم
ہوئی جاتی ہے اب وقت سخن خشک

ردیف کاف فارسی

سوز غم سی اسقدر بہڑکی سراپا تن مین آگ
پہاڑ کر نکلا گریبان تک اوٹہی اسکے بدن آگ

اولٹی ہی کس شعلہ رو نی آج خلوت مین نقاب
پرتو رخسار سی دشمن ہی روزن مین آگ

اُف سی پہر جی جلو نیکو آ رہتم موسی کی سا
شیر دیکہیو یون لگا کر وادی ایمن مین آگ

سوختہ قسمت ہون گر زخم دل ہو تار فو
خون کی گرمی لگاتی رشتہ سوزن مین آگ

شعلے اوٹہتی ہین نگاہون سی دم دیدار یار
لگیا حسن برشتہ عارض روشن مین آگ

شعلہ رو کوئی ادا خالی شرارت سی نہین
حسن کی گرمی نی بہری ہی تن بن مین آگ

ہو چکی اب آشیانِ بلبلِ مضطر کی خیر
لالہ و گل سے لگی ہے طرفِ گلشن مین آگ

گور سے شعلہ کبھی اٹھا کبھی اٹھا دھوان
لاش تھی مجھ سوختہ قسمت کی یا مدفن مین آگ

پاس رسوائی کی تم آکر نہ جہانکو ناز سے
آلگیگی دیکھیے آتشناک سے چلمن مین آگ

مین جلاؤن کس لیے تسلیم اکثر ہوئی
جا رہا کینہ مرا بنکر دلِ دشمن مین آگ

۱۵۴ ۱۴

اہلِ غم رکھتے ہو مبارک شمعِ تربت بعدِ مرگ
ہم جلائینگے چراغِ داغِ حسرت بعدِ مرگ

ہو چکا اچھا مریضِ عشق کی تسکین کو
قبر مین دینا مبارکباد صحت بعدِ مرگ

حشر کا دھڑکا نہ جیتی مرنیکا مین خیال
سو رہے ہین چین سے کیا اہلِ تربت بعدِ مرگ

گھر سے وحشت تک ہی نہ آئی دیکھی تابوت کو
منہ چھپا کر ہم چلے جنکی بدولت بعدِ مرگ

پیرہن کی طرح کردینگی کفن بھی چاک چاک
رکنے والی ہین کہین یہ دستِ وحشت بعدِ مرگ

ایک پتھر اپنی چھاتی پر رہا ہر حال مین
جیتے جی کو وہ الم تھا سنگِ تربت بعدِ مرگ

پھر بھی جھگڑا لگا یا آکے شورِ حشر نے
سمجھے تھے جیتے ہی مل جائیگی فرصت بعدِ مرگ

چھوڑ میت کو احبا غسل دیکر لیچلین
کیون جتاتا ہے محبت بے مروت بعدِ مرگ

ہنستے روتے کٹ گئی عمرِ دو روزہ شکر ہے
دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے قیامت بعدِ مرگ

ظلمتِ قبر بھی اپنی جان کو آفت ہوئی
یاد آجاتی ہے ہمکو شامِ فرقت بعدِ مرگ

اس لیے تا حشر تہِ مدفن مری آنکھین ہین بند
پھر نہ دیکھون حشر تک جلنے کی صورت بعدِ مرگ

ناچتے ہین اہلِ غفلت قبر پر کسکے لیے
کیا رہا جز خاک زیرِ خاکِ تربت بعدِ مرگ

زندگی بھر ہم رہے ہر حال مین جنکے شریک
چھو نہین سکتے وہی تسلیم میت بعدِ مرگ

اوج پر ہی چشمِ تر کا جوشِ طوفان آجکل
اک کفِ سیلاب ہی گردونِ گردان آجکل

رنج و راحت کے دو رنگی رہتی ہی پیشِ نظر
خون رلاتا ہی ہرا کدم زخمِ خندان آجکل

عیش کا طالب ہی دل ہم ہین ہوا خواہِ بلا
دیکھیے کسکو کرے قسمت پشیمان آجکل

گر رہی ہی خار خارِ حسرتِ غم کا ہجوم
آبلے دل کی مری ہین اور مہمان آجکل

جا بجا ہین خون کی چھینٹین گل و غنچہ سے مجھے
کم نہین مقتل سے بھی تیری گلستان آجکل

گل کھلائے آبلہ پائی نے کیا کیا ای جنون
اور ہی جوبن پہ ہی صحرا بیابان آجکل

ناتوانی اسقدر جوشِ جنون مین بڑھ گئی
ہو رہا ہی ہاتھ پیوندِ گریبان آجکل

رو رہا ہون یادِ دندان مین گہر جا ہی سرشک
دولتِ گریہ سے ہی لبریز دامان آجکل

ہنسنے مین پاتا ہون جسدم لبِ قاتل کا رنگ
چوم لیتا ہون دہانِ زخمِ خندان آجکل

اسقدر ہی بار خاموشی اسیرِ عشق کے
بولتی ہین خانۂ زندان کی کڑیان آجکل

فرقتِ ابرِ کرم مین قطرہ افشانی نہین
پڑ رہی ہین سینۂ عاشق پہ چھریان آجکل

بات کرنی ہین نہ عنوان دیتا ہی وہم سوزِ عشق
خوب رسوا کر رہا ہی داغِ پنہان آجکل

مرتی ہین اوسکی کٹاری پر ہزارون بی اجل
کوڑیون کی مول ہی جنسِ شہیدان آجکل

یاد آتی ہین مجھے پیری وہ اگلی صحبتین
دیکھتا ہون صبحکو خوابِ پریشان آجکل

اس دلِ افسردہ کو رکھتی ہی بربادی نہال
بادِ صرصر سے یہان کھلتی ہین کلیان آجکل

خود سراپا کثرتِ داغِ جنون سے باغ ہون
کیا کرونگا لیکی مین فردوسِ رضوان آجکل

شمع کی بدلے ہی جلوہ برق کا برسات مین
اوج پر ہی طالعِ گورِ غریبان آجکل

کیون نہو چوتھی فلک پر آپکا ای جانِ داغ
ہو رہی ہو حسن سے مہرِ درخشان آجکل

کون پوچھی ای حنا تجکو جفا کی مشق تھا — پاؤن مین ملتا ہی وہ خونِ شہیدان آجکل
آسمان کوئی نکوئی سر پہ لائیگا بلا — دیکھتا ہون خواب مین زلفِ پریشان آجکل

ہو چکی احباب کی خاطر عبث فکرِ سخن
اہلِ فن کا کون ہی تسلیم پرسان آجکل

۱۵۷ — ۱۸

یہ دن سن ہین مہندی لگانی کی قابل — مری جان ہو اب تک لڑائی کی قابل
بنایا ہے نقشِ قدم ضعفِ دل نے — نہین ہم کہین آنی جانے کے قابل
تری زلف عادت کو باتی ہین کافر — بتانے کے قابل مٹانی کے قابل
بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے — کہ اب ہم نہین ناز اٹھانی کے قابل
کرین سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا — نہین ہی تری آستانی کے قابل
چراغِ کلیسا ہین یا شمعِ کعبہ — بہرحال ہم ہین جلانی کے قابل
قفس مین ہین اک مرغِ تصویر گویا — کہ ہرگز نہین آب و دانی کے قابل
ہین کیونکہ نہون داغِ حسرت کی صدقے — کہ ابتک ہے چھاتی لگانی کے قابل
بہت طفلے بے پردہ کوسے وجہ ہوگے — بظاہر نہین منہ چھپانی کے قابل
سجد مین ہو قبلہ کیا خاک دیکھین — کہ ہم خود نہین منہ دکھانی کے قابل
بناتا فلک کاش پیمانۂ مے — کہ ہوتے تری منہ لگانی کے قابل
قفس کی محبت کا یارب برا ہو — نہ رکھا ہمین آشیانے کے قابل
مہر قبر و گز کے چادر تو ہوتے — نہتی گر فلک شامیانی کے قابل
جو عذرِ حیا تہا تو کیا جب کے شب کو — نہتی خواب مین بھی تم آنی کے قابل
سحد مین ہلاتی ہین کیون شانہ احباب — نہین ابکی سوئی جگانی کے قابل

پئین واعظو ہمی نہ برسات مین بہی
تم آئی بڑی اک زمانے کے قابل

اگر خاک بہی ہین تو ہین خاکِ سرمہ
ابہی ہین نظر مین سمانی کی قابل

۱۵۷
مقدّر کی یہ بات ہی ورنہ تسلیم
ابہی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل
ت

مرکر بہی خار خارِ الم ہون برای گل
کانٹی کا ڈہیر ہی سر تربت بجای گل

رکہتی ہین سر بلند جہان عاریت سے عار
پہنی نہ خار نی کبہی لیکر قبای گل

رنگین ادا کی عشق مین آزاد سے محال
بلبل کو لائی کنجِ قفس مین ہوای گل

بیگانۂ چمن نہ سمجہنا تمہاری طرح
ہم بہی تہے ہمصفیر کبہی آشنای گل

غش آگیا ہی سایۂ صیاد سی ابہی
بلبل کو ای نسیمِ چمن ہی ہوای گل

گلچین چمن کا نام قریبِ قفس نہ لے
بلبل تڑپ اوٹہی نہ کہین کہکی ہای گل

۱۵۸
تسلیم اپنی دولتِ فن اپنے واسطے
ایسی ہی جسطرح سی زرِ گل برای گل
ت

سنگی چہیڑو آتی ہین پہر عیادت آجکل
ہوش مین لائی ہی انکو میری غفلت آجکل

کیا کہین ہم حالِ دل اتنی غفا پاتی نہین
وہ نگاہِ مہربانی وہ عنایت آجکل

دیکہکر احباب حیران ہین بشکلِ آینہ
آپ کی صورت بنی ہی میری صورت آجکل

غیر کی کہنی سی اب تو بات ہی سنتی نہین
ایسی برگشتہ ہو جیسی میری قسمت آجکل

خاکسار و نہی بشکل شیشۂ ساعت عبث
دلمین رکہتی ہو مری بجان تم کدورت آجکل

شکر کرتا ہون عوض شکوہ کی بخلِ چرخ سے
غم بہی کہانیکو سمجہتا ہون مین نعمت آجکل

ہم ہین اپنی حال مین تسلیم کیسی شاعری
جی نہین لگتا پریشان ہی طبیعت آجکل

ردیف میم

دیتی اگر نہ دل مین جگہ درد و غم کو ہم | کیا منہ دکھاتی حشر مین تیری ستم کو ہم
وہ آئی بھی تو غیر سی دل بدگمان ہوا | بیٹھی ہوئی مٹاتی ہین نقش قدم کو ہم
ایمان تو چھوڑین گی کبھی زاہد کی واسطی | کعبہ کہین گی قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم
سیہین تہون کو بھی نہین جورِ فلک سی چین | پاتی ہین فراغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
فرصت سوای ہجومِ تمنا کہ خط لکھین | بیٹھی ہین دیر سی لیی کاغذ قلم کو ہم
اتا ہی یاد جب مین کسیکا خرام ناز | روتی ہین دیکھ دیکھ کی نقش قدم کو ہم
ہر چند کچھ نہین مگر اسکی سپہر بیوفا | سب کچھ سمجھتی ہین تری جھوٹی قسم کو ہم
جنت ہی تیری وعدہ دیدار سی عزیز | ورنہ لگائین آگ نہ باغِ ارم کو ہم
اب کیا گلہ کہ مرنی کی فرصت نہین نصیب | کیون مغتنم نہ سمجھی فراغ عدم کو ہم
رکھتی ہین تر سدا عرقِ انفعال سے | دھوتی ہین بیٹھی لوحِ جبین کی رقم کو ہم
ڈرتی کہ رازِ عشق کہین داستان نہو | خط لکھ کی کاٹتی ہین زبانِ قلم کو ہم
ابتک وہان زخم سی کہہ کہتی مرحبا | دم دی رہی ہین یار کی تیغ دو دم کو ہم
بی زخمِ دل محال ہین معنی طرازیان | خالی شگاف سی ہین پاتی قلم کو ہم

تسلیم کر سکو نکبھی پھیری فلک
محشر تلک کہین سی ستم بیدم کو ہم

۱۶۰ | ۱۹

شعلے رہتی ہین کسم اشکو نکی طغیانی سی ہم | روز تہوڑی آگ پیدا کرتی ہین پانی سی ہم
بوی گل تہی جیب کی نکلی گلشن فانی سی ہم | کیا دکھاتی منہ کسیکو شرمِ عریانی سی ہم
آپ سی کاٹا گلا تو بھی نہ نکلا شوقِ مرگ | ہم سی نادم ہی گرانجانی گرانجانی سی ہم

وحشت میں ہی کشمکش ہر دم ابھی باقی رہی
مدتوں الجھا کیے اپنی پریشانی سے ہم

دیکھکر عالم ہمارا دیکھتے ہیں آپ کو
آئینہ گویا بنے ہیں اپنی حیرانی سے ہم

بعد مردن مل گیا سارا تکلف خاک میں
چھٹ گئے قید لباس و ننگ عریانی سے ہم

کچھ کیا جمعیت خاطر نہ قسمت سے ملے
اور بھی برہم ہوئے مل کر پریشانی سے ہم

پوچھتے ہیں جیسے اوپر زہر کھانے کی صلاح
دوست سمجھے ہیں عدو کو اپنی نادانی سے ہم

کیا کہیں کیوں چاہتے ہیں گھر اپنا دشت ہو
کچھ تو ہوتے ہیں پشیمان خانہ ویرانی سے ہم

مرکے بھی آوارگی حاصل رہی مثل غبار
ایک جا ٹھہرے نہ دو دن ہیچ پیشانی سے ہم

ہتھکڑی زنجیر و بیڑی سخت پا سے ہی وقت مرگ
رہ چلے دو چار دن دنیا میں زندانی سے ہم

دیکھکر یاد آتی ہیں اگلی جفائیں گور میں
بیوفا گذری تیری فاتحہ خوانی سے ہم

شب کے شمع سان رہے وقت سحر سوئے عدم
اوڑ گئے مانند شبنم گلشن فانی سے ہم

شعلہ رو کا لطف ہی بیداد سے خالی نہیں
جل رہے ہیں شمع تربت کی گل افشانی سے ہم

حشر میں اوس ستمگر کی پردہ پوشی کی لیے
مانگ لیں گے کچھ تمہاری پاکدامانی سے ہم

۱۶۱

لازم و ملزوم ہیں تسلیم باہم شعر و فکر
معتبر ہیں جیسے سخندانی کسے ہم

زمیں کے گم کردہ ہیں نا آشنائی آسمان ہیں ہم
جہان کا نام ہی کوئی نہیں لیتا جہاں ہیں ہم

عجب ہے ٹوٹتا کیوں ہر گھڑی قسمت میں لکھا ہو
نہ میخواروں کے توبہ ہیں نہ پیمان بتان ہیں ہم

پڑے ہیں تیری کوچے میں اوٹھا سکتا نہیں کوئی
سبک ہو کر بھی مثل نقش پا کیا کیا گران ہیں ہم

نہ چھیڑو مثل نی ہمدم امید نغمہ تر میں
کہ دل سے تلخ ہیں لبریز فریاد و فغان ہیں ہم

نشان بے نشانی ہیں ہجوم کاہش تن سے
بتائیں کیا تجھے اے مرگ کیسے ناتوان ہیں ہم

۱۶۲ ۵

ہمین جو دیکھتا سنتا ہی ای تسلیم روتا ہے
جہان مین آپ گویا اپنی غم کی داستان ہین ہم

ہر شب ہین ہیجان ستمِ آسمان سی ہم
رکھتی ہین سر پہ تیغ سد کہکشان سی ہم

بالغ جہان مین طائرِ رنگ پریدہ ہین
بیغم ہین تہمتِ قفس و آشیان سی ہم

جز مشتِ خاک نہ ہاتہ آئی بعدِ مرگ
مانندِ گردِ باد چلی اس جہان سی ہم

پروازِ اولین مین اسیری ہوئی نصیب
گویا قفس مین تہی جو اوڑی آشیان سی ہم

تسلیم کنجِ گور نہ کیونکر عزیز ہو
نعم البدل یہ رکھتی ہین عمرِ روان سی ہم

۱۶۳ ۲۱

ردیف نون

نہین معلوم کیا گذری گل و بلبل کو سکتی ہین
نہ سُن سکتی ہین کان تو نہ منہ سی بول سکتی ہین

یہانتک مے کی بہی اعضا تپِ غم سی دکہتی ہین
کہ پتہر میری تہمت کی سینہ سا چٹکتی ہین

بنی ہین چشمِ مفلس میکدی مین بخلِ ساقی سی
الٹ بیٹھی ہوئی حسرت زدہ ساغر کو تکتی ہین

ہوائی وصلِ جانان ہین نہ پوچھو ماجرا اپنا
برنگِ شعلہ ہائی شمعِ محفل سر پٹکتی ہین

زمانہ آمدِ فصلِ جنون کا خاک پائین گے
ابہی سی آبلی خارانِ غربت کو کہٹکتی ہین

بیابان آبلہ پائی کی احسان خاک بہولی گا
کہ ابتک خون کی قطری خاری سی ہر دم ٹپکتی ہین

جوابِ پند سجادون فارغ اتنا کہان صاحب کو
مزاجِ حضرتِ ناصح مین جو آتا ہی بکتی ہین

بشکلِ مہر ہین سرگرمِ راہِ منزلِ الفت
نہ پڑتی ہین کبہی چہالی اپنی پاؤن تہکتی ہین

نہین معلوم کسکی خاک سی ہین ظرفِ شیشہ ولیکن
کہ چلتی پہرتی انکہ مین بہی اس چہلکتی ہین

ہوائی عشق کامل ہی تو سوزِ حسن پیدا کر
ثمر خورشید کی گرمی سی شاخِ تر مین پکتی ہین

انہین ہولین نہین پلیاں کیان دستِ تمنا کے
کہ میری خاک پر آتی ہوئی ابتک ٹھٹکتی ہین

جلن دل کی بڑہا دیتی ہین کیونکر حضرتِ ناصح
زبان چپ سے کیا آگ پر روغن چہڑکتی ہین

بشکلِ بخت سو جائین الٰہی پاؤن ہی میرے
کہ جب چلتی ہین زنجیرِ جنون پاؤن پکڑتی ہین

ہوا خواہِ فنا ہین کیا فنِ دشمن کا شکوہ کیا
کہ اپنی آنکہہ مین ہم خود حباب آسا کھٹکتی ہین

نہ دیکھی عاشق و معشوق باغِ دہر مین یکرنگ
گلون کو چاک دامن دیکھکر بلبل چہکتی ہین

دمِ غش کیا فریبِ چشمِ صیاد ونکو سوجہا ہی
رخِ گل فق ہو کی پانی وہین بلبل پہ چہڑکتی ہین

چمن مین ہین گنہ رین مگر ابتک یہ وحشت ہی
کہ مثلِ مرغِ نو آزاد سایہ سی بہڑکتی ہین

چہری کیوقت رگ رگ مین خیالِ گل ہی پہنچاتا
کہ مثلِ عطر قطری خونِ بلبل کی مہکتی ہین

کہان امیدِ آزادی فقط زیرِ قفس اے گل
پہڑکنا عمر بہر لکہا ہی قسمت مین پہڑکتی ہین

نزاکت ہر قدم پر لغزشِ گلگشتِ گلشن ہی
صبا سی وہ برنگِ صبح بوئے گل لچکتی ہین

۱۶۴

دمِ پیری نہین تسلیم تہا اپنی غزلخوانی
بہی ہین بیچیا بلبل خزان مین بہی چہکتی ہین

۱۴

مر کی بہی اسبابِ دنیا سی مفر ہوتی نہین
بی کفن زیرِ لحد لاشِ لشہ ہوتی نہین

تو ہی بتلا کیا کرون اس بدگمانی کا علاج
مجہکو تو ابتک تسلی نامہ بر ہوتی نہین

ہم بہی ہین امیدوارِ لذتِ زخمِ جگر
مہربانی کچہہ ادہر تیرِ نظر ہوتی نہین

کیا کہین ہم اضطرابِ عشق ہی کیا چاہ ہی
دو گہڑی بہی ایک جا صحبت بسر ہوتی نہین

سامنی یوسف کی بہی یہجان نجاؤ نہ نقاب
مین نجانون گا کہ تاثیرِ نظر ہوتی نہین

رحم تجہکو بہی نہین آتا ہی میری حال پر
ایکدن بہی بیقراری تو ادہر ہوتی نہین

اس نزاکت کے مین صدقی مرنی بہی دیتی نہین
پڑتی ہی تلوار لیکن کارگر ہوتی نہین

خاک بھی ہوکر خیالِ ابرو سے ہم ہی رہی — کیا مہمِ عشق ہی مرکر بھی سر ہوتی نہین

کب دلِ مضطر تہِ مدفن نہین محشر فروش — کس گھڑی اپنی لحد زیر و زبر ہوتی نہین

وصل کیسا عشق مین پردہ نشین کے ایکدم — بات کرنی بھی میسر عمر بھر ہوتی نہین

صدقی اپنی دردِ دل کی شکل فرماتی ہین وہ — ایک بھی فریاد اسکی بی اثر ہوتی نہین

کس طرح دیکھی گی سیرِ مہرِ عالمتاب کو — جبکہ وہ آتی ہین تو شمعِ سحر ہوتی نہین

نالی کرتا ہون میں پسِ دیوار لیکن وائی بخت — غیر بھی سنتا ہو انکو کچھ خبر ہوتی نہین

۱۶۵ شعر کیسا بات بھی کرنی سے ہٹ جاتا ہی دل
جس جگہ تسلیم توقیرِ ہنر ہوتی نہین مقطع

منتِ احباب کی حاجت نہین مرکر ہمین — غسلِ میت دیتی ہی آپ چشمِ تر ہمین

بن گئی گہوارۂ راحت زمینِ قتلگاہ — آرہی ہین نیند کی جھونکی تہِ خنجر ہمین

بیخودی ہین ہوش باقی کی خلش اچھی نہین — اور کوئی جام بھر ساقیِ کوثر ہمین

نالۂ دل ہین تیغ ہین دردِ جگر پھر کس لیے — رکھتی ہی عمرِ دو روزہ آپ سے باہر ہمین

تیری صدقی سخت جانی دیکھنا غفلت نہو — آزماتا ہی کسی بیرحم کا خنجر ہمین

چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح — خوش بہت ہوگی لحد آغوش مین لیکر ہمین

آسمان نی خاک مین آخر ملایا بی کفن — جان بھی لیکر نہ دی وہ ہاتہ کی چادر ہمین

برہنہ پائی ادا کرتی ہی شرطِ ہمرہی — ساتہ پھرتا ہی لیی ہر آبلہ بستر ہمین

اوڑ گئی ہین مہرِ درخشان سی ملین صبح کو — مثلِ شبنم عادتِ پرواز ہی بی پر ہمین

۱۶۶ گر یہی کاہش رہی تسلیم مرکر دیکھنا
قبر سے سودائی گا طعنے تنِ لاغر ہمین مقطع

خندہ زن کچھ کچھ جو وقت شمع ہیں ناشاد ہوں
آپ کو یا اپنے مرنے کی مبارکباد ہوں

بلبل تصویر ہوں ہر رنگ میں ناشاد ہوں
ہوں قفس میں یا نصیب دشمنان آزاد ہوں

میرا ہنسنا گریہ پردہ ہی کچھ کم نہیں
زخم خندان ہوں بظاہر لیکن میں ناشاد ہوں

مجکو بھی حیرت ہے کیا تھا لٹتی لٹتی کیا بنا
یہ سمجھ تو ہے تا خود فراموشی جو تجکو یاد ہوں

اے دل مضطر اوٹھاؤں ناز کب تک غم بیٹھ کے
[illegible] کار رخصت فریاد ہوں

جاگتا ہوں میں قفس میں سوتی ہے قسمت مرے
مدتوں ہی پاسبان خانۂ صیاد ہوں

ہوش اوڑتی ہیں لی نام قفس سے باغبان
میں ابھی تیری چمن میں مرغ نو آزاد ہوں

کیوں پریشان کہتی ہے قسمت مجھے اس باغ میں
ہم نشین بلبل ہوں ہم بو کوئی نکہت برباد ہوں

شناہ مضمون مرا کم نقش شیرین سے نہیں
ہے ستون کاغذ ہی خامہ تیشہ ہیں فرہاد ہوں

۱۶۵ — حشر ہو تسکین جبتک جی بہلنی کے لیے
آرزو ہی خاک ہو کر چند دن برباد ہوں — ۲۲

چلتی پھرتی ہیں مگر رنج سفر کہتی نہیں
گھر سے باہر ہم قدم مثل نظر رکھتی نہیں

صورت تصویر ہر لوث ہوس سے پاک ہیں
جو صفا یہ جسمیں ہے ہم وہ جگر رکھتی نہیں

بی خلش کیا نیند ہی آسودگان خاک کی
روز و شب رکھتی نہیں شام و سحر رکھتی نہیں

صورت آئینہ حیرت خانۂ عالم میں ورنہ
دیکھ لیتی ہیں ہم تو انکو گو نظر رکھتی نہیں

لیچلی ہیں ساتھ مر کر اسقدر حسرت کی لوگ
بوجھ کی ماری جنازہ دوش پر رکھتی نہیں

غافل و ہشیار ہیں عالم میں مثل حرف خط
غیر کو دیتی ہیں خبر اپنی خبر رکھتی نہیں

نامرادی بیکسی کوئی نہیں پرسان حال
آبرو اتنی ہی میری اشک تر رکھتی نہیں

دونوں آفت ہیں حنا ہو یا قبای تنگ ہو
ہم لگی لپٹی کبھی ای فتنہ گر رکھتی نہیں

اپنی ہوتی کس لیے اعدا پہ مشقِ تیرِ ناز
حوصلہ رکہتی نہین ہم یا جگر رکہتی نہین

طائرِ تصویر ہون صیاد بازو کو نہ باندھ
عادتِ پرواز میری بال و پر رکہتی نہین

دید کی قابل ہی بزمِ دہر لیکن کیا کرین
اتنی فرصت شمع و مثلِ شرر رکہتی نہین

کیون کرون پروا کہ دوزخ دل جلانی کی لئی
اتنی سوزش کیا مری داغِ جگر رکہتی نہین

کیا کہون مین ان بتون کی سرد مہری کا اثر
پارہای سنگ سے بت تک شرر رکہتی نہین

بس ہے مر جانی کو یادِ نوکِ مژگان ہجر مین
ہم تری پروا ای او تیرِ نظر رکہتی نہین

اتحادِ عشق ہی ہوتا ہی دل دل کو خبر
ہم دلیلِ نامہ و پیغامبر رکہتی نہین

دردمندانِ ازل ہین منت سے ہم بھی پاک
اشک سے زخمِ تیرِ مژگان کا اثر رکہتی نہین

کس گھڑی وحشت جنون کی خاک اڑاتی نہین ہم
کب نہین ہای آسمان بالای سر رکہتی نہین

کیا مزا بخشا ہی مجکو نامرادی نی کہ مین
نالہ وہ کرتا ہون مین الحق جو اثر رکہتی نہین

بیخودِ مستی ہین وہ رنگی ہمکو ہو سکتی نہین
آپ سے باہر ہین پیمانۂ شکوہ تر رکہتی نہین

کیا سنا ہی گنہگارون پہ جنت ہے حرام
واعظا ہم شوقِ میراثِ پدر رکہتی نہین

گلشنِ عالم مین وہ کہائی ہی دولت سنبل
اے صبح گل چپ کہ دامن ہین کہ زر رکہتی نہین

۱۲۶۸	آپکو تسلیم کیون ہی فکرِ ترتیبِ ردیف طرح کرنی والی جب آتی خبر رکہتی نہین	عگ

شام ہی سے شورِ گریہ و اضطراب اچھا نہین
منزلِ وحشت شمعِ محفل پیچ و تاب اچھا نہین

شیشۂ سر پائیت خانۂ خمار اب اچھا نہین
یون ملانا خاک مین حسنِ شباب اچھا نہین

بیہی کس کنگی لبی آخر وہ برہم ہو گئی
مین نہ کہتا تھا کہ ای دل اب حساب اچھا نہین

کچہ برا بیٹھا ہون محشر وہی اپنی دون
دیکھ کر ہنسنا بھی جامِ شراب اچھا نہین

ایکدن سوا کری گی کامت لگانا آہ کا
اضطراب اتنا دل خانہ خراب اچھا نہیں

درد ہون ہر حال مین مٹنا ہی نہین اک حال پر
مجکو کیا ہی آسمان گر انقلاب اچھا نہیں

۱۶۹ — ۶

رات کو وو وہ پہر اور جای گی تسلیم نیند
دیکہنا وان عشق چشم نیم خواب اچھا نہیں

یون بجہانا شمع کو بیکسان اچھا نہیں
مستون کا دل جلانا آسمان اچھا نہیں

خویش بیگانی ہین شمع کو یہ ہنگام سفر
چہوڑ جانا ان کو اے عمر رواں اچھا نہیں

عاشقونکو گالیان دینا سمجھ کر بیزبان
دل مین کہنا یہ کہان ہی گمان اچھا نہیں

ہو چکی شام جوانی صبح غفلت تا کجا
اس قدر اے بیخبر خواب گران اچھا نہیں

پہول من بہر یون حضور بلبل مضطر نہ توڑ
دل دکہانا ہر گہڑی اے باغبان اچھا نہیں

۱۷۰ — ۱۴

روئی گا تسلیم اکدن مثل اہل ایمان کو بہی
دیکہہ یہ نظارہ روی بتان اچھا نہیں

حسن دل افروز کا دیوانہ ہون
شمعرو کو سے لئے ہوین وانہ ہون

میکشی بہی میری ہستی کی دلیل
اک ادای لغزش مستانہ ہون

مین کسی گل کا نہ کوئی گل مرا
اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہون

جبتک مین ہون ہی شہرت بہی ہے
آپ اپنے عمر کا افسانہ ہون

بوسے کیونکر لون وہان یار کے
موج می ہون یا لب پیمانہ ہون

مرگی بہی چہوٹی نہ ساقی کی قدم
آج تک خاک در میخانہ ہون

ہر جگہہ قسمت جلاتی ہی مجھے
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون

چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا
کشتۂ خاموشی جانانہ ہون

میرے اشک کی موج و دریا کا ہی ربط
ڈھونڈھتا پھرتا ہون کو ہمخانہ ہون

آشنا سے ہی مری تم کی طرح
سب مین ہمہ ہون اور سب سے ہین بیگانہ ہون

مجھسے کیا روشن ہو بزم شمع
جلوۂ سوز پہ پروانہ ہون

کیا جلائے گا ہمین حشر مین
خود مین سوز دل سے آتشخانہ ہون

خاک مین گردون ملائی کس طرح
خس مین مہتاب کا کاشانہ ہون

۱۶ کچھ نہ ہونے پر بھی ای تسلیم مین
اس قدر کونین مین افسانہ ہون ث

نشیب و فراز جہان کچھ نہین
زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین

یہ مانا کہ نقش جہان کچھ نہین
غنیمت ہے لیکن جہان کچھ نہین

ہمین رو سہ جوش اغیار کو
دورنگی یہ پیر مغان کچھ نہین

یہی کہتی ہی اہل محبت سے گور
جو سب کچھ وہان تھی یہان کچھ نہین

مقابل مین رنگ رخ یار کے
گل و لالہ و ارغوان کچھ نہین

کسے دم نہین درد و غم سے فراغ
یہی ہے تو عمر روان کچھ نہین

۱۷ رولاتے ہو ہمنشین کی تسلیم کو
یہ انداز ای مہربان کچھ نہین ۱۲

وہ صورت ہو ہم گل صد چاک قبا ہین
ہر وقت ہم آغوش ہین وقت جدا ہین

باور نہین آتا تپش سوز درون کا
دیکھو مری دل ہین یہ پہلو انہین کیا ہین

اچھا نہ سہی تشنگی فہر ادرین لاکھون
کیا زیر فلک آپ ہی خورشید لقا ہین

صیاد کے ہم خوف سے ہین بلبل تصویر
یعنی نہ گرفتار قفس ہین نہ رہا ہین

چھو سکتی نہین آبلہ پائی ہی قدم کو
کیا مثلِ شررگرمِ رہِ راہِ فنا ہین

کیون شکوہ کیا رحم جو بیرحم کو آیا
وہ خوش ہی تو ہو ہم دلِ مضطر ہی خفا ہین

کیا منزلِ مقصود کو پہونچین صفتِ اشک
پیدا ہوئی جسوقت سی ہم آبلہ پا ہین

تدبیر تو کرتا ہون مگر یہ نہین کھلتی
عقدہ کی طرح ال کے ہی بندِ قبا ہین

اک برگِ حنا کیا چمنستانِ جہان مین
ایسے تو ہزارون تری پامالِ جفا ہین

بلبل ہین تو ہین بلبلِ تصویرِ خموشی
ق
گل ہین تو گلِ شمعِ شبستانِ فنا ہین

محرومیِ تقدیر سی اس باغِ جہان مین
جس رنگ مین دیکھو ہمین بے برگ و نوا ہین

خالی نہین تسلیم کبھی درد سی دم بھر
کیا ہم بھی کسی ٹوٹی ہوئی دل کی صدا ہین

۱۷۳ ۔۔۔ ۔

لاکھ مرتی ہین مگر وصل کی صورت تو نہین
مجھسے وہ آملین ایسے مری قسمت تو نہین

اونکی کوچی سی جنازہ نہین اٹھتا کیا ہی
چارہ گر دیکھنا دل مین کوئی حسرت تو نہین

خیر پھر جایئے پھر کیا مرا ہو گا نقصان
آپ سب کچھ سہی لیکن مری قسمت تو نہین

جلوۂ مہر کی کیا بات ہی لیکن ای چرخ
جس سے دل خاک مین ملجائی وہ صورت تو نہین

کیون جلاتا ہی فلک غیر کی خاطر اتنا
مین نے مانی ہین چراغِ سر تربت تو نہین

اونکی آتی ہی چلی گور سی مردی اوٹھکر
دیکھنا ہمقدمِ یار قیامت تو نہین

رنگ کی شعر عدو خاک کہی گا تسلیم
علم سب کچھ سہی میری سی طبیعت تو نہین

۱۷۴ ۔۔۔ ۱۷۱

قول کی سچی ہین جو منہ سی کہا کیونکر دین
ایک بوسہ دیی چکی ہین وہ مکر کیونکر دین

اپنی سی بیگانہ ہون نا آشنا کی واسطی
طعنہ تیشی مجھکو میری اقربا کیونکر دین

پیر بھی ہون یا گرچہ دونون عجز اِدشت ہین — خضر ولیکن کو سمجھون رہنما کسکو کہون

ق

ایک ہین عبد المقابر ایک ہین عبد الصنم — انمین بھی ہین سالک راہ خدا کسکو کہون

عشق کی سب آفتین انکی بدولت ہین مگر — دیدہ و دل دونون پیارے ہین برا کسکو کہون

نازکی کا تمکو دعوی گل کو رنگینی پہ ناز — فکر ہی نازک ادا انگلون قبا کسکو کہون

یار کی لانی ہین جذب شوق دونون ہمرکاب — آفرین کسکو کہون مین مرحبا کسکو کہون

مہربان دلدار مشفق گر مین سمجھون آپکو — بیمروت بیوفا نا آشنا کسکو کہون

تو ہی بتلا اے نجیب ابن علی تسلیم مین
شافع روز جزا مشکل کشا کسکو کہون

۱۶۵

خاک مین ملکر گلہ اے آسمان کسکا کرون — نام لون کس بیوفا کا کسکو رسوا کرون

عشق کی غیرت سہی یہ کیونکر گوارا ہوسکے — آنکھ والین غیر تم دیکھا کرو مین کیا کرون

چاہیئے سب کچھ مگر اے دوستو آتی ہی شرم — ان نصیبون پر کسی شی کی تمنا کیا کرون

جان جاتی ہی جو دم بھر دور ہون غم نصیب — دامن دشت جنون کی وا ہی پیدا کرون

تو ہی تو ناکامیون سے اپنا دل بہلا لیا — مین شب فرقت مین اب کس کی تمنا کیا کرون

درد ہی دیدی لو بھی راحت جلد لا ساقی شراب — پنبۂ داغ جگر کو پنبۂ مینا کرون

پھول سی رخسار کا اک دن جو بوسہ لیجیے — منہ نگین کس رنگ سے مین کیا کرون

چھیڑتی ہو خواب مین آکر فسانہ ہجر کا — چاہتی ہو عالم رویا مین بھی رویا کرون

شب کو تہا دن بھر کا وعدہ پھر گئے وقت سحر — سو گئی چپکے پھر تقاضا اسکو کیا کرون

یہ کرشمے یار کے ہین مجہسی کیونکر ہوسکے — خاک مین آکر ملیون رہ خاک کی پیدا کرون

صاف بندش لفظ اچھی عیب سے شعر پاک — اور کیا تسلیم تعلی شاعری پیدا کرون

یاد آگیا مجھی دلِ خستہ جگر کہان
آج ای خدنگِ غمزۂ قاتل اِدھر کہان

اِفشاے حسن کشمکشِ انتظار ہے
پھر ہم کہان جواب کہان نامہ بر کہان

مانا کہ حسنِ یار سے لبریز ہی جہان
لیکن وہ حوصلہ وہ شکیبِ نظر کہان

موت آگئی پہونچ کے دیارِ پر بھی
شامِ شبِ مراد ہوئی تو سحر کہان

ٹھہرو لگا ہی لیتی ہین اوس گل کا کچھ پتا
جائی گی ہم سے اوڑ کی نسیمِ سحر کہان

مانندِ شیشہ دورِ محفل ہوئی تو کیا
سامان اگر ملا بھی تو امیدِ سر کہان

۱۶۸ — ۷

ہر وقت یار تھا رگِ جان ہی قریب
تسلیم تو خراب پھرا عمر بھر کہان

یادگارِ ہستیِ موہوم ہم رکھتی نہین
صورتِ عمرِ روان نقشِ قدم رکھتی نہین

ایک عالم پر بسر کرتی ہین ہم آسمان
صورتِ یا وہ وہ ہفتہ بیش و کم رکھتی نہین

وای قسمت اونکی جو آشوبگاہِ دہر مین
لذتِ تکلیفِ غم ذوقِ ستم رکھتی نہین

بختِ عاشق شامِ غم زلفونکو تیری کیا کہون
گو سیہ دونون ہین لیکن پیچ و خم رکھتی نہین

حضرتِ واعظ دکھائین زاہدونکو سبز باغ
ہم دماغِ بوی گلہای ارم رکھتی نہین

آبلی پڑتی نہین کب جستجوی یار مین
کس گھڑی پای طلب مین ہم قدم رکھتی نہین

۱۶۹ — ۱۲

کسقدر تسلیم ہین ہستی پہ ہین بھولی ہوئی
وقتِ آخر ہی مگر فکرِ عدم رکھتے نہین

دیکھنا شب اس تپش پروانہ لگن کی دور مین
کیسا کیسا شمعِ روی انجمن کے دور مین

ٹکتی ہین بیٹھی ہوئی ساغر کا منہ سب تشنہ کام
دور کیسا ساقیِ پیمان شکن کے دور مین

اہلِ فن کا آج چرچا ہوگا ابتو ہر طرف
چھانتی ہین خاک سب حبیبِ کہن کے دور مین

وای غفلت کبھی آیا وہ ظالم کس گھڑی
جب لپیٹا مجکو یارون نے کفن کے دور مین

تا لم آور اوٹھہ گئی مثلِ نگین ہم روسیاہ
رہ گئی اس خاتمِ چرخِ کہن کی دور مین

عہدِ عارض مین گلِ تر خاک پای گا فروغ
قدرِ سنبل کیا ہی زلفِ پُرشکن کے دور مین

زہد و تقوی آپکا ای شیخ اگر زندہ ہین ہم
دیکھہ لینگے ساقیِ توبہ شکن کی دور مین

ہون وہ دیوانہ کہ میرا ذکر ہوتا تھا مدام
عہدِ قیسِ ناتوان مین کوہکن کی دور مین

اوج کیسا ابتو ای ہمدم غنیمت جانیی
آبرو رہ جای گر چرخِ کہن کے دور مین

کر رہی ہی چھیڑ بلبل گلِ تر کو نہ توڑ
دم لی ای گلچین بہارِ یاسمن کے دور مین

عہدِ غربت کے مصیبت کا گلہ کرنا عبث
چین کیا حاصل تھا یارانِ وطن کے دور مین

۱۸۰

ذوق ہی مجبور ہین تسلیم ورنہ قہر ہی
کھولنا ہمکو زبان اہلِ سخن کے دور مین

۱۲

مین اہلِ صفا سبھی ہین تو کیا ہون
آئینے کی طرح خودنما ہون

کیا مجکو فلک کریگا پامال
سبزہ لبِ بامِ عرش کا ہون

اس بزمِ جہان مین صورتِ شمع
غیرون کی لیی مین جل بجھا ہون

نکہت ہون مگر چمن سی چھٹ کی
برباد مین صورتِ صبا ہون

ہون آہ دلِ حزین جہان مین
یعنی مین کمانِ نارسا ہون

مین کیا کہون لطفِ سیرِ عالم
ہون خواب مین خواب دیکھتا ہون

ہر حال مین ہر طرح مین ہیا کہ
گویا تری دل کا حوصلا ہون

برہم کبھی آپ سی کبھی شاد
شاید اپنا مین خود گلا ہون

حالِ دلِ گم شدہ ہون کہتا
افسانہ طرازِ آشنا ہون

کم حوصلہ شوق دل نہین ہے | چاہون تجھے جسقدر مین چاہون
کیون شرط وفا سے کا ہی نام | تم ترک کرو ترک مین نباہون

۱۸۱

افسانۂ دوستی ہون تسلیم
دشمن کا مگر سنا ہوا ہون

۹

سبب شرم التجا ہون مین | لب خاموش مدعا ہون مین
گھر چھٹا ابتدای ہستی سے | صورت نالہ رسا ہون مین
تیری ہی آرزو تہا کیا یہ سبب | دم نکلنے سے خوش ہوا ہون مین
جب فغان اور حسرتے کیا نکلے | مثل سینے درد آشنا ہون مین
صورت زخم ہون شگفتہ مزاج | اپنے ہستے پہ ہنس رہا ہون مین
اوٹھ رہا ہون گا اجل جب آئی گی | اب تو در پر ترے پڑا ہون مین
میرے ہستے عدم سے بدتر ہے | بوی گل کی طرح ہوا ہون مین
ہوگئے بدنام جو کہ مرگ سے بچے | باعث تہمت فنا ہون مین

۱۸۲

ہی حقیقت سنجان ای تسلیم
مظہر قدرت خدا ہون مین

۱۳

فکر ہی شوق کہ عشق نہان پیدا کرون | چاہتا ہون ایک دل مین دو جہان پیدا کرون
طبع عالی سے اگر اوج بیان پیدا کرون | مین زمین شعر مین بھی آسمان پیدا کرون
سوز دل اس نظم مین افسانہ ہوتا ہی نہین | لال ہو کر شمع کی صورت زبان پیدا کرون
ہون مین یہ سوختہ تاثیر آہ گرم سے | گلشن جنت مین بھی دور خزان پیدا کرون
پوچھتی ہین شمع مین وہ حال آتش و کم مرا | طول مطلب اختصار داستان پیدا کرون

تا دل ہمسایہ نہو خوفِ طلب سے بدگمان
زخم کا منہ تیر کی کچھ مین زبان پیدا کرون

مغتنم ہی چند ساعت صحبتِ منکر نکیر
عاریت شمعِ لحد سی گرمیان پیدا کرون

پاون کہتی ہین تری کوچی مین آکر ضعف سے
تو گرا دی اور مین خوابِ گران پیدا کرون

وہ حریصِ داستانِ عشق ہون گر سم سو
کلک کے مانند با ہم دو زبان پیدا کرون

پھر عرقِ عارض سے ہو وہ نسبت اگر ایماءِ حسن
چشمۂ خورشید مین آبِ روان پیدا کرون

ہون وہ بیکس خدمتِ ایجادِ عالم ہو اگر
سب سے پہلی مین فرشتی کی کان پیدا کرون

اب بھی تم آؤ تو مین آنکھون مین پھر اک نظر
ڈھونڈ کر تھوڑی سی جانِ ناتوان پیدا کرون

۱۸۴۳

مین ہون ای تسلیم شاگردِ نسیم دہلوی
چاہیی اوستاد کا طرزِ بیان پیدا کرون

۱۱۱

غیر ہمکو دخل پائی غیر کو سے یار مین
سبزۂ بیگانہ ہم رکھتی نہین گلزار مین

بلبلین آبادہ فریاد ہین گلزار مین
حشر برپا ہو رہا ہی کوچۂ منقار مین

کچھ مضر آج ہی احسانِ قاتل مین فریب
خندۂ دزدیدہ ہی پنہان لبِ سوفار مین

بی سبب بی واسطہ کیون پھینکتے ہو توڑ کر
کیا گلِ امیدِ عاشق ہی گلی کی ہار مین

شورِ رسوائی ہوا میرا تماشا گاہِ خلق
دفن کی پروانگی قاتل نی دی بازار مین

چمکی ہی آتش مزاجی از دحامِ غیر سی
جل رہا ہی آپ اپنی گرمیِ بازار مین

گو مجکو تھا جنون رسوائیِ کوی عشق کا
چھپ رہا افسانۂ مجنون بیانِ خار مین

مر گیا مین ایک فرقت مین شکلِ ماہِ نو
جنبشِ ابرو ہمان تہی مضربِ تلوار مین

تم نہ بگڑو تابشِ خورشیدِ محشر کیون نہو
مین نہ آؤن گا تمہاری سایۂ دیوار مین

دوست کیا دشمن نی بھی مجکو ندی دل مین جگہ
تہا وہ کینہ جو نہ آیا خاطرِ اغیار مین

۱۹۴ — ۹

کہہ دیا تسلیم کیا باد سحر نے وقتِ صبح
پھاڑتی ہین گل گریبان ہر طرف گلزار مین

داغ داغ اے گل تہی فرقت سے ہم گلشن مین ہین
پھول کیسے پارۂ اخگر لیے دامن مین ہین

بعدِ مردن اسقدر شرمِ گنہگاری بڑھے
منہ چھپائے ہم کفن سے آج تک مدفن مین ہین

نکہتِ گل ہین ہمین بے پردگی ہے کہہ معاف
آپ ہین ہم پاسبون جبتک کہ پیرہن مین ہین

شکر ہے ہم سے مصیبت سے کوئی خالی نہین
دست و پا ہین صرفِ ماتم جان و دل شیون مین ہین

اونکو ہے اپنی تمنا ایک وصلت غیر سے
آرزوئے وصل ہین لیکن دلِ دشمن مین ہین

شورشِ محشر سوالِ گور تکلیفِ فشار
سو طرح کی آفتین باقی ابھی مدفن مین ہین

ٹھہر جا اے بیقراری کیون ہلاتی ہے جگر
چند طفلِ اشک خوابیدہ مرے دامن مین ہین

عصمتِ دیوانگی دستِ جنون سے پوچھیے
چاک لاکھون صورتِ یوسف مرے دامن مین ہین

ایک قصہ سے ہین کیا بدظن عدو سے یار کو
آپ بھی استاد اے تسلیم اپنے فن مین ہین

۱۹۵ — ۹

ایکدن بھی نہ ملین شوق مین باہم آنکھین
برسون لڑا کیے اے شوخ تری ہم آنکھین

غیب سے ہوتی ہے بیمارِ ازل کی خدمت
دھوتی ہین کس کی بیخواب کی شبنم آنکھین

اشکِ خونین نے کیا سرخ برنگِ شعلہ
بن گئین بزمِ چراغِ شبِ ماتم آنکھین

سر کو زانو سے اوٹھا وصل مین یہ کیسا
آج تو چار ہون اے فتنۂ عالم آنکھین

دہر مین رہتی ہین خونریز ہمیشہ بے غم
جوہرِ تیغ کی دیکھین نہین پر نم آنکھین

دیکھ ہو جہ نہین جنبشِ مژگانِ قاتل
کرتی ہین کشتۂ بیداد کا ماتم آنکھین

غیر کیا دوست بھی ہوتا نہین مشکل مین شریک
پھر گئین وقتِ اجل دیکھ کے بیدم آنکھین

پستا اعلیٰ نہین ہوتا کبھی جنسیت سے | اونچی ہین عضو قدم سی قد آدم آنکھین

۱۸۶

پاکدامانی جانان سی ہین گریان تسلیم
اشک اگر حضرت عیسی ہین تو مریم آنکھین

۱۳

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لین | تم ہمین ہم تمکو ایجان دیکھ لین
ہجر قاتل ہین لہو کہائے گا جوش | کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
رہ نجائے آرزو سے چارہ گر | لذت تکلیف درمان دیکھ لین
جی مین آتا ہی کہ اکدن مر کی ہم | ہمت دوش عزیزان دیکھ لین
سخت جانی آج کہتی ہی سے | جوہر شمشیر عریان دیکھ لین
ہو نہ جنکو صبح محشر کا یقین | وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام | دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان | ہو سکی جب تک بیابان دیکھ لین
گر او نہین ہی خوف عرض آرزو | دور سی حال پریشان دیکھ لین
روبرو وی دختِ رز بہلا سکے آج | جی مین ہی زاہد کا ایمان دیکھ لین
دلفگاری کے سوا ہونا ہی کیا | کاوش برگشتہ مژگان دیکھ لین

۱۸۷

جہانکتا ہے ادہر اودہر تسلیم تو
کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لین

۹

سحر پرداز ہین آنکھین کچی مشتاق ہین | دیکھنی ہین جفت ہین خم بی ہیر لیکن طاق ہین
عشق میں سو ہین کوئی سودای جان خال کا | زہر افعی کی ہی ہم سائل تریاق ہین
ہٹ گیا جی سیرِ گلشن سی قفس کا رہی | رسم راحت ہو چکی تکلیف کے مشتاق ہین

آبِ حیوان گر نہیں ہے پھر ہی قاتل کیون ایغ
تشنہ آبِ دمِ خنجر تری عشاق ہین

دونون آخر انتہای عشق سے تنگ آگئے
بارہی زنجیر ہمکو ہم جنون کو شاق ہین

١٩٩

صورتِ تسلیم اس آشوب گاہِ دہر مین
ای فلک ہم بہی تری ایجاد کی مشتاق ہین

٢٦

مارا پڑا محبتِ چشمانِ یار مین
مجکو ہوا بھلا وہ ہرن کی شکار مین

نیند آتی تھی نہ کل جنہین آغوشِ یار مین
وہ آج سو رہی ہین اکیلی مزار مین

آنسو نہیں ہین دیدۂ مخمورِ یار مین
نرگس کے پہول ہین گلِ تر کی کنار مین

ناصح خطا معاف سُنین کیا بہار مین
ہم اختیار مین ہین نہ دل اختیار مین

باغِ جہان مین دیدۂ نرگس کی طرح سے
گذری ہے ہمیشہ ای گل ترا انتظار مین

چہائی نہیں ہین داغِ جگر پر کدورتین
پنہان ہی آفتاب حجابِ غبار مین

دیکھی حساب کیا وہ مرے محشر کہ عمر بہر
آسئے نہ آپ ہم کبہی اپنی شمار مین

سایہ عدم مین شہرِ خموشان جو مل گیا
ای مرگ رہ پڑی ہی اسی اجڑی دیار مین

نورِ جنون مین جوش نے رسوا کیا مجھے
اوبجہی ہوئی ہین ہاتہ گریبان کی تار مین

مانوس ہین مجکو شیخ دعا کی نہین مجال
تو دخل دی مشیتِ پروردگار مین

اگر وا نہیں دشت ہی کیا مطمئن رہون
ہمدم لگا ہی جی خلشِ نوکِ خار مین

احسانِ جانفشانی ہو کسی اور پہ کہ مین
راضی ہون ہی فلک ستمِ روزگار مین

پاتا نہیں گمان ہی گنجایشِ کلام
کیا کیا بہرا ہی نقشِ دہن اختصار مین

باغِ جہان مین ایک سی گذری نگاہِ سرو
سو کبھی نہ ہم خزان مین نہ پہولی بہار مین

کیا کیا خیالِ حسرتِ دیدار قیس تہا
چپ چپ کیا ہی ناقہ لیلی غبار مین

چمکا رہا ہی شوقِ دل اونکی کدورتین
معشوق آئینہ ہی جلا ہی غبار مین

دل پر ہی اونکی دوستی نہین جبر کی مجال
اتنا ہی اختیار نہین اختیار مین

شامِ وصال ہی کبھی صبحِ فراق یا
کٹتی ہی عمر گردشِ لیل و نہار مین

مر کر بھی انقلاب کی صدمی جو یاد تھی
پہلو بدل سکی نہ کبھی ہم مزار مین

عالم کی ہی خبر مگر اپنی نہین خبر
غفلت بھری ہوئی ہی دلِ ہوشیار مین

بھولی نہ جلوہای تبسم تمام عمر
کاٹی شبِ حیات فروغِ شرار مین

مر کر بھی پایمالِ جہان ہی تن مین خاکسار
دی عمر کو فلک نی زمین رہگذار مین

تسکینِ دل کی واسطی رو رو کی حسرتِ دل
بلبل سے کیا ز نگاہی قفس کو بہار مین

ہی یار جب نہانی گیا مین ہوا شہید
ہر موج مثلِ تیغ چلی جویبار مین

کی دل نی دوستی بڑی رنج و بلا مین جان
ہی پی کسی نی مستی کی ہی خمار مین

تسلیم مفلسی سے ہوم وزنِ بی منزلت
مانندِ حرفِ وصل نہین اعتبار مین

١٨٩ — **ردیف واو** — ١١

کیجیی ایسا جہان پیدا جہان کوئی نہو
ذرہٴ اختر زمین و آسمان کوئی نہو

روہی حسرت پیرا ہی کی جو کہ وصلِ یار رہی
سیکڑون ارمان ہین کہتا ہو بیان کوئی نہو

کی تمنا مرگ کی تو ہی ہوا ظالم خفا
ہای ایسا ہی جہان نہین گمان کوئی نہو

احتیاطِ رازِ خاموشی یہانتک چاہیی
بیزبانی کی سوا ہمداستان کوئی نہو

سبزہ و گل کی نہین لایق مرا فرشِ مزار
پردہ پوشِ تربتِ بیچارگان کوئی نہو

کس قدر یارب الٰہی ہجر جانی کی تعدی الامان
خاص جسکا دونون عالم مین مکان کوئی نہو

آرزو یہی ہی فراقِ جسم و جان درکار ہی
چاہتا ہون میری تیری درمیان کوئی نہو

رشکِ بلبل کی اُٹھائین نازکیسکو دماغ
خویش و بیگانہ سمجھ پر گلستان کوئی نہو

کیا تماشا ہی کہ ہم سبکی ہون باغِ دہر مین
اور اپنا بلبل و گل باغبان کوئی نہو

یہ بھی قسمت کا لکھا اپنے کہ ہر جلوہ ترا
پر کچھ نظر آئی نہ ہمکو اور نہان کوئی نہو

۱۹۰ — تو ہی بتلا کیا کرین تسلیم الیسی حرم مین
جسمین سب اوستاد ہون اور نکتہ دان کوئی نہو — ۹

کیون جلد سی بڑھ چلی ہی شبِ انتظار تو
اب کیا بنی گی سلسلۂ زلفِ یار تو

بعدِ فنا بھی باعثِ تکلیف ہونگا مین
روئی گی خاک پر مری شمعِ مزار تو

آتی ہی مجھ سی آج بھی آشنا کی بو
مل جا ذرا گلی سی نسیمِ بہار تو

اک دورِ صرصری مین گل ہی نہ چمن
بھولی ہوئی ہی کس لیی نسیمِ بہار تو

ہی سوچ کچھ تو شرطِ وفا کا لحاظ کر
جاتی ہی چھوڑ کر مجھی بیگانہ وار تو

پھر جاگنا ہی حشر مین کچھ دیر سو رہون
تھوڑی جگہ دی پہلوِ کنجِ مزار تو

دونون جہان حمایتِ سایہ مین آپ ہی
میری طرف ہو رحمتِ پروردگار تو

بس آپ کی سوا نہین کوئی کا آپ سی
کہئے نہ کہئے آپ بھی بار بار تو

۱۹۱ — تسلیم کیا جگہ دلِ حسرت زدہ مین ہی
اب ڈھونڈھتی کہین ہی ستمِ روزگار تو — ۹

کر ڈھونڈ یہ جہان مین یہان بھی آئی چلو
یہان کہان خطر ہی قدم بڑھائی چلو

بتاو عشق کو رہِ طلب مین خضر اپنا
یہ غول ہی جلی ہی جس راہ پہ لگائی چلو

یہان فریب دہ قضا کی اگر ہی
خدا کی واسطی اتنا نہ سنہ اوٹھائی چلو

شکستہ پا ہوں کہیں سایہ سی نہ رہ جاؤں
مجھی بھی ہاتھ ذرا دوستو لگائی چلو

ہمیشہ ملکِ عدم کی بنی رہو سفری
ادھر بھی آتی کو پیکِ قضا جب آئی چلو

ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے
وہان کی بات کڑی ہوئی کچھ یہیں بنائی چلو

ادھر ادھر کہیں بھر کر ترارہ جانہ پڑی
سمندِ عمرِ رواں کو ذرا دبائے چلو

حبا کی پتی کی ان میں کچھ اُڑہے ہوئے ہیں
ابھی تو مجھ سی مری جان منہ چھپائی چلو

۱۹۲

عدم میں تیرہ سو کی در جگہ گواہی تسلیم
جو ہو سکی کوئی سینے پہ تیر کھائی چلو

۱۳

ابھی سے امیدوار آرام کا دم بھر نہو
خانۂ آئینہ میں مہمان سکندر نہو

روکِ دستِ تیغ بیت کو قابلیت گر نہو
حشر تک صیقل سی بیتا دیدۂ جوہر نہو

بحرِ ہستی میں کہیں طرح وہ بی لحش ہون
عینِ طوفان میں سرِشتہ بھی دامن تر نہو

مین ہی وہ ننگِ اجل ہوں جس سے سینۂ تنگ ہے
مان لی قاتل اگر راضی کبھی خنجر نہو

میری عمرِ تک چار سو شورِ جنون کی دھوم ہے
میں نہ ہون جس دن جہان میں فتنۂ محشر نہو

جامیِ خندہ شوریدہ پیتا ہی کی آجاتی ہے یاد
ہائی جیسا ہی کوئی فریاد کا خوگر نہو

دیکھکر بیداریاں کیوں ہی مکدر آسمان
خانہ ویرانی سی بھی آباد میرا گھر نہو

عیش و عشرت حیات نمی ہی قسمتِ مشکل ٹل گئے
نامرادی کی مین صدقی یہ مری کیوں کر نہو

سامنی تیری تڑپتا ہی یہ کیا بسمل سیا
دیکھنا ای بیوفا میرا دلِ مضطر نہو

ناتوان ہوں کیوں اٹھاتا ہی مجھی شورِ نشو
خارِ راہِ اہلِ محشر یہ تنِ لاغر نہو

قابلیت شرط ہی کسبِ شرف کیواسطی
تابشِ خورشید سی یاقوت ہر پتھر نہو

حشر برپا کر رہا ہی کیوں خرامِ ناز سے
دیکھنا زیرِ قدم میرا دلِ مضطر نہو

۱۹۲ | خاک نکلی شعرِ تر تسلیم جب رو برو
مے نہو شیشہ نہو ساقی نہو ساغر نہو | ۸

اوج پر ہی بی نشان ہو کر بھی شانِ لکھنؤ
لامکان کو داغ دیتی ہین مکانِ لکھنؤ

وہ ہین رنگین بیان انکو دکھلا سبز باغ
کیا کرینگی لیکی جنت ساکنانِ لکھنؤ

بھیجی جی کیو مگر جدائی ہیری اسکی ہو سکے
لکھنؤ ہی آج ہیری یا مین اب جانِ لکھنؤ

سنتی سنتی خلد کی تعریف جی گھبرا گیا
ابتو اے واعظ سنا کچھہ داستانِ لکھنؤ

یہ لطافت ہو کلامِ غیر کو کیونکر نصیب
رشکِ موجِ آبِ کوثر ہی زبانِ لکھنؤ

دونون عالم ہین اک رنگ مین پاتا ہون
کیا زمین لکھنؤ کیا آسمانِ لکھنؤ

نکہتِ برباد کی صورت اوڑتی ہین بلبل کی ہو شور
گلفشان ہو کر چمن مین تر زبانِ لکھنؤ

۱۹۳ | گر یہی گردش ہی اے تسلیم اپنی بخت کی
اور رہین دو چار دن ہم میہمانِ لکھنؤ | ۷

ضبطِ فریاد پہ قابو ہو تو غوغا کیون ہو
چھپ رہے ہونٹھ تو کہین عشق کا چرچا کیون ہو

یہی پیار کی باتین تجھے گالی ہی جو وہ
لبِ خاموش پہ تصویر کا دھوکا کیون ہو

اسقدر جیتی کی ہول ہین تمنا جسکے
وہ کسی کے لبِ جانبخش پہ مرتا کیون ہو

جسکی تقدیر مین صحت نہو مرکر بھی
ایسی بیمار شکستہ نی زخم کا چارا کیون ہو

گر قیامت کی ستم چال چلا شوخی سی
اک نیا فتنہ گلی کوچی مین برپا کیون ہو

جب کہا مینے کسی کی مری بیتابی کو
بولی عاشق کوئی اسطرح کسیکا کیون ہو

بگڑی تسلیم بکینگ سی مغل مین وہ
نازبرداری اغیار کا چرچا کیون ہو

چاہتا ہوں جنس نا مقبول میں شامل نہو
پھیر دو مجکو مرا دل گر کسی قابل نہو

رہ نورد وادیٔ مقصد تہی ہم بہی تو ہوں
اسقدر نا آشنا اے دوریٔ منزل نہو

ہے قریب مطلب یاس عالم اسباب تک
چاہیے بحر فنا کا خشک لب ساحل نہو

گرد میں چھپا و زیر دام سکتی نہیں
ہم اسیران بلا سے اسقدر غافل نہو

کیا کروں میں باوجود مینا طرح اشتہ جام
تو ہی جبتک ہم میں ہے وہ ہی محفل نہو

تیز رفتاروں ہی ناحق ہے خیال ہمرہی
اے شہر راہ فنا میں تو مرا شامل نہو

ذبح سے پہلے ہی ہے انداز طپیدن تہا مجھے
دل جسے سمجھے ہیں یہ وا رہ بسمل نہو

دیکھ کر لیلی نے عزم تیز رفتاری کہا
ساربان کرتا ہے کیا مجنون بہی محمل نہو

سی رہا ہوں میں گریبان چاک کرنے کی لیے
کام بھی کرتا ہوں وہ جسکا کوئی حاصل نہو

۱۹۶ ہے دعا تسلیم کی عالم العلام سے
اپنا دیوان آشنای دیدۂ جاہل نہو شہ

ساتھ رونے کی جو تھی وحشت کا دل مجھکو
ہو گیا سلسلۂ اشک سلاسل مجھکو

وہ جفا دوست تو آتی نہیں تھی نیند مگر
کچھ سلا دیتا ہے افسانۂ بسمل مجھکو

کام کیا خانۂ زندان سے بہی تھا لیکن
پاؤں پر پڑ کی لی آئی ہے سلاسل مجھکو

کیا عجب حشر پہ موقوف ہو ملنا اسکا
تا امیدی نکرا اتنا ابھی بیدل مجھکو

فرصت یہ نہیں ہے شرر شمع کی طرح
پھونکی دیتی ہے تری گرمی محفل مجھکو

کسقدر میں ہدف خوش ہوں کہ ہر تیر ادا
بدلی تو وہی کی بٹھاتا ہے مقابل مجھکو

۱۹۷ عہد پیری میں کہاں یاد خدا اے تسلیم
کر دیا خواب عدم صبح نے غافل مجھکو ۱۴

غفلت کی ہے یہ جوانی سے یہ بیہوشی ہے
موت بھی آئی تو ہو خواب گراں مجھکو

دیکھ کر دیر میں ہر بت مجھے سمجھا زاہد
داغ سجدہ نے کیا اور بھی رسوا مجھکو

۱۹۹
خاک دنیا میں ہوں چین سے تم اے تسلیم
کھائے جاتا ہے خیالِ غمِ عقبیٰ مجھکو
ک

شبِ وصال میں جامِ شراب ہو کہ نہ ہو
وہ آفتاب تو ہے ماہتاب ہو کہ نہ ہو

پیش یار بھی کہاں ہے سکوت سے اپنے
او سوالِ لحد کا جواب ہو کہ نہ ہو

خدا کیواسطے زاہد نہ مجکو اب بہکا
بتوں کی عشق میں چاہے ثواب ہو کہ نہ ہو

کیا تھا شام کا وعدہ نہ آئے تم اب تک
بتاؤ دل کو مرے اضطراب ہو کہ نہ ہو

ملا دے یار سے اے آسمان کہیں جلدی
نصیب پھر ہمیں عہدِ شباب ہو کہ نہ ہو

شریکِ صحبتِ توبہ شکن ہے او ساقی
حضورِ شیخ کی خاصہ شراب ہو کہ نہ ہو

۲۰۰
یہی ہے کثرتِ اعمالِ بد تو اے تسلیم
مری گناہ کا وہاں بھی حساب ہو کہ نہ ہو
ن

سنگدل اپنا کیا کرتی ہیں جو غمخواروں کو
سان پہ چڑھتی ہی لگا دیتی ہیں تلواروں کو

کون دیگا فلک بعدِ فنا یاروں کو
کھائے جاتا ہے مرا غم مری غمخواروں کو

آپ مست ہوئے ہیں دشمن کی لیے صاحب جو
آبلے سینے میں دیتی ہیں جگہ خاروں کو

کیا ہوا وعدہ وہ نسخ ہے اگر اے واعظ
کیا وہ وہاں کبھی بھی ملے ہیں اپنے گنہگاروں کو

کیا مقدر ہے کہ پاتا ہوں ہمیشہ خندان
اپنی زخموں کو تری تیر کی سوفاروں کو

اپنی حسرت کے ارمانوں میں اپنے تشنگان
کون دیگا مری بعد مری بیماروں کو

ہوں وہ آوارۂ گردش کہ گھر میں آؤں
آسمان سر پہ اٹھا لیں مری دیواروں کو

بند ہو آنکھ اسی طرح بلا سے تسلیم
موت ہی آئی کہین ہجر کی بیمارون کو

۲۰۱ ۸

چمن کو دیکھ لی پھر اختیار ہو کہ نہو
قفس سے زندہ رہا ای ہزار ہو کہ نہو

عدو سے تم کہی میرا حال زار کہتی ہین
تمہاری بات کا کیا اعتبار ہو کہ نہو

بہت ہی تیز شعلۂ دل کو تشنۂ دامن
جنون بلا سے گریبان مین تار ہو کہ نہو

حدیث ہر دم جفا ہون یہی ہی غم مجکو
پس فنا ستم روزگار ہو کہ نہو

تم ہکو خلد مین لی چلی ہی حضرت زاہد
ہماری آپ کی صحبت برآر ہو کہ نہو

امید ایسے کہان دیکھی ہی چو لطف چمن
ہمین نصیب ہی فصل بہار ہو کہ نہو

ادا جو شرط وفا شمع گور کرتی ہے
تو اختیار ہی تم اشکبار ہو کہ نہو

سحر مین جلتی ہو تم رشک سے عبث تسلیم
وہ بیوفا ہی عدو کا بھی یار ہو کہ نہو

ردیف ہای ہوز

۲۰۲ ط

جا ہے بیجا قید تعلق کو جو دیکھا آنکی ساتھ
روح وحشت سے چھوٹ بھاگی جسم کا گھر اُنکی ساتھ

تھی یہ الفت کو چھپانا تھا سی کہ جب نکلا کبھی
دلکو بہلایا کیا مجنون بہ رنگ لیلی کی ساتھ

جب گرفتاری نہ تھی حاصل تو پہلو گرم تھا
اب سلاتا ہی مجھی تو بیوفا رسوا کی ساتھ

کیا کہون مین ہم سی معشوق کی کیا چیز ہے
حضرت آدم نی جنت چھوڑ دی حوا کی ساتھ

آج مستی کی عوض غفلت ہی خواب مرگ کو
دی دیا کیا ساقی دلتنگ نے صہبا کی ساتھ

دیکھی آتا ہی کل کوچی سی بھی یا نہین
آج تو آیا ہون لکو سو طرح سے بھا کی ساتھ

تشنہ کامی کا کہہ نہین سکتا کبھی یہ نکتہ قیض
مشکل ایسا حل ہا جب تک رہا ... کی ساتھ

تیری عالم سی دلِ روشن کی ہی عالم مین قدر
گر نہوتا حسن ہوتا بیحقیقت آینہ

تم رقیب رو سیہ پر آنکھ ڈالو حیف ہی
دیکھتی ہین تجھ بصورت خوب صورت آینہ

کیا دلِ روشن مین ای داغِ کدورت سی جگہہ
خاک مین ملجای گا تیری بدولت آینہ

۲۰۴
زانوے جانان کبھی حاصل کبھی دستِ نگار
دیکھو ای تسلیم کیا رکھتا ہی قسمت آینہ
۸

آتی ہون باتون آگئی ہی درمیان تکرار کچھ
کچھ کہون منہ سی نہین کہ تابِ گفتار کچھ

کیون بگڑتی ہو مین جو مل کر بیٹھتا ہون پاس بھی
سایۂ طوبےٰ نہین ہی سایۂ دیوار کچھ

کوئی تم دیکھا تو کیا دیکھا غرض اس دید کی
کبھی نہ تھی کاش دل کی حسرتِ دیدار کچھ

او سن لو وقتِ آخر یہ بجای آرزو
چپکی چپکی کہہ رہا ہی آپ کا بیمار کچھ

وہ نہ سنتا ہی کسی کی سمجھتا ہون مین
مین تو کچھ کہتا ہون کہتا ہی مرا غمخوار کچھ

ناز بیجا دون سی اتنی بیرخی اچھی نہین
اب تو کیا یہ یاد ہوگا ہم بھی تھی ای یار کچھ

اسقدر نا آشنا ظالم نہو غیرون کیطرح
جھوٹ سچ ہم سی بھی ہوتی تھی کبھی اقرار کچھ

۲۰۵
نیک و بد سی ہم نہین واقف مگر تسلیم ہات
کل تمہارا ذکر ہوتا تھا حضورِ یار کچھ
۱۱

سیم و زر کیسا نہین قابل فلس کی ہاتھ
ہم وہ یوسف ہین پڑینگی ایکدن مفلس کے ہاتھ

آبرو ہمت نے رکھلی ورنہ وقتِ احتیاج
پانون ہم کسکی پکڑتی جوڑتی کسکی ہاتھ

دشت کو بھاگیگا مجنون گر پکڑ چوٹی کا سر
کھینچنا مانی نہ اوسکی پایِ وحشت اسکی ہاتھ

ڈھونڈتی ہین رات دن آنکھین نظر آتا نہین
پڑ گیا یارب دلِ گمگشتہ اپنا کسکی ہاتھ

کیا چھپاؤن بیقراری مین جو افشا ہو چکا
شرم ہی اے دوستی اب ہی سرِ مجلس کے ہاتھ

تو ہی وہ محبوب گر تصویر سی مل کر چلی
شوق تیرا من کی دامنگیر ہون جسکے ہاتھ

بزم آرا تھی ولیکن صورت شمع چراغ
رات بھر حق جلا یا آگئی ہم جسکی ہاتھ

گل کی بو بھی کیون لیے دیکھا ہی ای بلبل اگر
چھوڑ بھر پھر یہ پونچھی سامنی نرگس کی ہاتھ

تھی وہ میکش چشم حسرت سی ہی میرا چمن
دیکھتی گذری ہی ہمیشہ ساقی مجلس کے ہاتھ

تھا وہ دل لقمہ چھوا پہلو کو میری چھیکا ہو گرو
صورت مشعل لگی جلنی لقو یا جسکے ہاتھ

ہی ہٹی التسلیم تیرا رنگ حسنی کا نہین
سیکھلی برگ حنا ہی چہچہم لیپنا جسکی ہاتھ

ردیف یای تحتانی

۲۰۶ ۱۴۸

مین نی کہا اے جان جو دیتی جام صہبا آپ سے
شیخ کعبہ ہی نکریا عذر تقوی آپ سے

آہ و نالہ شور زنجیر جنون سب تھے خفا
کون کہتا حال میری بیکسی کا آپ سے

جو کہین اعدا مری جانب سے کچھ تیغ بھی
مین تو کچھ کہتا نہین ای مہ سیما آپ سے

رہ نہ ہو کیون پھیرتی ہو بعد مدت دل مرا
مانگتا ہی کچھ یہ مجھ سے وہ تمنا آپ سے

شمع محفل تھی مری ہستی خموشی گفتگو
کیا سمجھتی گر لگی دل کی مین کہتا آپ سے

زلف کے سرگوشیان کسدن مین اے جان تمام
کب ہوئی خالی جو کہتا حال اپنا آپ سے

کم ہوتا اس لب جان بخش کا اک حرف بھی
سیکھتے گر حشر تک اعجاز عیسی آپ سے

مین تو چپ بیٹھا ہوا تھا دل گہا بیکلی
قصہ شام شب غم مین چھیڑا آپ سے

اون لبوں کی سرخی و رنگین مزاجی کیا تری
یا غمین ای گل ہوا ہنسکر تو رسوا آپ سے

رنج ڈالا چاہتا ہی وہ دلوں مین پھر عدو
آپ کا مجھسے گلہ کرتا ہی سیدا آپ سے

بے زبان پیدا ہوا ہون رنہ تیری غم مین
صورت تصویر یون خاموش رہتا آپ سے

حضرت دل شام غم کا اسقدر ڈر کاہی کیون
سچ کہو کیا کہہ گئے صبح تمنا آپ سے

ابھی ہستی شادی و غم کہتی نہیں ۔ مٹ گئی خود بینی موج آب دریا آپ سے

۲۶۳

ای خدا تسلیم کو خاک رہ سبطین کر
کیا کریگا لیکے فردوس معلی آپ سے

۱۲

تیری غفلت عقل سے بیہودہ ہنسائی مجھے ۔ بیخودی ایسا نہو پھر ہوش آ جائی مجھے

چاہتا ہون چلی خود بینی سے شامت آئی مجھے ۔ آپکو دیکھون خدا وہ دن نہ دکھلائی مجھے

حضرت واعظ ہون یا ناصح کوئی ہو سمجھون ۔ خوب سمجھون آج میں جو آکی سمجھائی مجھے

ہو نہیں لیوا کسی ناز کی ادا کی عشق میں ۔ بیڑیان موج نسیم صبح پہنائی مجھے

آہ کس کی کیا امید نا امیدی ہی نہیں ۔ کون ہی مجھکو تسلی کون بہلائی مجھے

ہون تیسم زلف سے باہم سبھی ہی عمر کی ساتھ ۔ آپ سے جاتا رہی جو آپ میں لائی مجھے

لی نشان ہستی کا نشان بیا کیا ہی ہر میں ۔ جسقدر ڈھونڈھی کوئی کھویا ہوا پائی مجھے

دل ہر کا ہی تعب سایہ میں کہیں ایسا نہو ۔ مرگ بھی بیتک مزاج یار ترسائی مجھے

وقت آخر ہی یا شتاب لیے اوکی لگو داغ ۔ لوگ جب کفنا چکی تب دیکھنی آئی مجھے

لیچلو تسلیم کوئی خضر مینا کی حضور ۔ عالم گمگشتگی کی راہ بتلائی مجھے

صورت نقش قدم ہون آب ہو یا باد ہو ۔ خاک میں ضد سی ملادی جو کوئی پائی مجھے

۲۶۵

ابتو جوش آرزوئے تسلیم کہتا ہی یہی
روضۂ شاہ نجف اللہ دکھلا ای مجھے

۱۳

خاک آغوش لحد میں جب راحت ہوگی ۔ آج مرجائیں گی کل فکر قیامت ہوگی

پاس رندون کی بچا دیکھو گرنہ واعظ ۔ ریش قاضی تری دستار فضیلت ہوگی

تم چلی جاؤگی اس شب میں مرے افسوس ۔ آج ہم ہونگی ہماری شب فرقت ہوگی

خوب گذری گی اگر مر کی لحد تک پہنچے / کہ نہ تکلیف وہان ہوگی نہ راحت ہوگی

رحم آتا نہین ظالم جو کسی بیکس پر / ملک الموت کی تیری ہی طبیعت ہوگی

سر اوٹھایا جو مری شور جنون نی دم حشر / دیکھنا کیسی قیامت مین قیامت ہوگی

شمع کیون تربت بیکس کی بجھائی صرصر / اوسی پرکالۂ آتش کی شرارت ہوگی

وصل مین کس لیی اے جان غم حسرت ہی / آملی گی جو تری طرح سلامت ہوگی

تم سلامت ہو نہ خنجر نہ گلے پر رکھو / ورنہ کل ہی مجھی جینی ہی ندامت ہوگی

۲۰۹

حشر مین یار سی کیا خاک ملی گا تسلیم / گر تری ساتھ وہان بھی یہی قسمت ہوگی

۱۳

لگ گئی غیر کئی یار وہان کیا آئے / بات نہ کچھ میری طرف سی اونہین سوجھا آئے

زندگی والون نی کیا آنکھ چرائی مر کی / خضر ہی آئی لحد پر نہ مسیحا آئے

کوئی ہمدم نہین ایسا جو شب فرقت مین / آرزو کو مری امید پہ پہونچا آئے

ہون وہ مجنون جو کرون قصد رہائی ہر جا / کوسون لینے کو مجھی جادۂ صحرا آئے

ہو گئی قطع رہ و رسم محبت باہم / اب ادھر کا کوئی جائی نہ ادھر کا آئے

مین تو خوگر بھی نہین ہون گلۂ دشمن کا / کیا سنا آپ نی کیون چین مین اتنا آئے

شکل تصویر ہون کہتا نہین کچھ ارمان / کیا کبھی لب پہ مری حرف تمنا آئے

بت بنایا ہی خموشی نی زبان پر میری / شکوہ آئی نہ کبھی شکر خدا کا آئے

گر کرون سیر چمن جلی تری شبنم کی طرح / گل ہنسین دیکھ کی مجکو مجھی رونا آئے

کب سی ہین کشتۂ شمشیر ریا مین بیہوش / محتسب جائے الٰہی کہین مینا آئے

ٹھوکرون [illegible] شور جنون / شور محشر مری پابوس کو دوڑا آئے

صبح تک شمع جلی بات نہ پوچھی تو نے — او ستمگر تری محفل میں کوئی کیا آئے

۲۱۰ — صحبتِ دوست ہو یا محفلِ دشمن تسلیم
وہ نہیں ہم جو کہیں فخر کہ ہمارا آئے — ۱۲

ای دلِ راحت طلب شکوہ نہ کرنا چاہیے — جو دکھائی گردشِ ایام دیکھا چاہیے
پہلے ہی مر جاؤ گے میں رشکِ تیغِ غیر سے — ذبح کرنے کو مری خنجر اچھوتا چاہیے
کرتے ہیں رخصت تجھے او فائز زنجیر ہم — عرصۂ محشر کو اک ہنگامہ آرا چاہیے
فاتحے کو بھی نہ آئی بعد مدفن قبر پہ — دوست سے یکبارگی ہم کو نہ ایسا چاہیے
رند ہوں مرقد میں وقتِ دفن قلقل کی عوض — جانبِ میخانہ میرے منہ کو پھیرا چاہیے
داغ دیتا ہے مجھے بلبل مزاجوں کا سکوت — باغ میں بادِ صبا غنچے کو چھیڑا چاہیے
دیکھی ہے راستوں طعنۂ حیاتِ مستعار — اسقدر بھی جلنے پر ای دل نہ مرنا چاہیے
مغتنم ہے چند ساعت صحبتِ لطفِ بہار — خندہائے گل پہ ای شبنم نہ رونا چاہیے
ڈھونڈتے ہیں ہم سے کوئی آشنا ہے نازک ادا — چاہتے ہیں غیر کو گر آپ اچھا چاہیے
شوقِ حسرت جوشِ بیتابی تمنا یاسِ عشق ہم — عالمِ اسباب میں عاشق کو کیا کیا چاہیے
لے چلا ہے جوشِ وحشت جانبِ صحرا ابھی — وسعت آبادِ جنوں میں کار فرما چاہیے

۲۱۱ — حرفِ باطل کی طرح چندے رہے تو کیا رہے
صفحۂ ہستی سے ای تسلیم اٹھنا چاہیے — ۹

شمعِ دل سوزاں غمِ بیمار سے جگہ بھی تن میں ہے — دانۂ اسپند ہے جو دانہ اس خسِ تن میں ہے
بے سبب کیوں ہجر میں مشتاقِ خنجر ہے گلا — آج کسکا ہاتھ ای قاتل ترے گردن میں ہے
رنگ لائی ہے مری رنگیں مزاجی بعدِ قتل — سرخ جوہر خون سے تیغِ وفا دشمن میں ہے

ہو گئی مشکل کشا مشکل کمال ظلم سے
ہین قفس آباد ہوں نالہ مگر گلشن مین ہے

عاجزی بھی حسن سے محروم دیکھی ہی بصر
میل سرمہ کب نصیب دیدۂ پر سوزن مین ہے

کسنے جھانکا ہی سوے عاشق نگاہ ناز سے
دیدۂ آہو کی شوخی دیدۂ روزن مین ہے

رقص تیرا دیکھ کر لاکھوں ملے گئے خاک مین
گردش چرخ ستمگر گردش دامن مین ہے

داغ تنہائے غم ہستی خیال بیکسے
وہ مصیبت کون سی ہے جو نہین مدفن مین ہے

۱۱۴

رحم کی بدلی ہوا سنکر خفا تسلیم یار
قسمت بد سے اثر اولٹا مری شیون مین ہے

۱۶

پارسائی اونکی جب یاد آئے گی
مجھسے میری آرزو شرمائے گی

دیکھ مجسا پھر نہ ہمدم پائے گی
چھوڑ کر اے بیکسی پچتائے گی

گریہ سے ہے پاس آداب سکوت
کس طرح فریاد لب تک آئے گی

یہ تو مانا دیکھ آئین کوے یار
پھر تمنا اور کچھ فرمائے گی

کچھ کہے ناصح کرین گی ہم وہے
خاطر افسردہ مین جو آئے گی

چھوڑ کر ہستی یہی ہے غم مجھے
روح تنہا راہ مین گھبرائے گی

ہوں وہ دشمن دوست میت کی مری
تیغ قاتل خون سے نہلائے گی

سہم ہی کوئی جانان دیکھ کر
ناتوانی پاؤن پھر پھیلائے گی

انتہائے ضبط سے ظاہر ہوا
بیقراری منہ مرا کھلوائے گی

کچھ تو کہہ جا رخصت صبح امید
کیا بلا اے شام مصیبت لائے گی

کاٹ کر مر جاین گی لاکھوں گلا
رنگ آفت کی یہ مہندی لائے گی

ٹھہر ہی جبتک نہین اے دل عروج
خاکساری خاک مین مل جائے گی

جانے دی صبر و قرار و ہوش کو
تو کہاں ای بیقراری جائیگی

گریہ ہے ہیا یگے قسمت مین ہے
چشم تر رونے کو بھی ترسائیگی

ہون سراپا شعلۂ ہجر یار مین
آگ آہ آتشین برسائیگی

۲۱۳
ہجر کی شب گریہ سے ہے شغل اب
نیند ای تسلیم کیونکر آئیگی
۲۱۴

بہ مجھہ نہ کچھہ میرے نظر ہو جائیگی
ایک دن تیری کمر ہو جائیگی

توبھی تو ای مرگ بالین پر نہین
شام غم کیونکر سحر ہو جائیگی

قبر مین رہنا پڑیگا حشر تک
منزل ویران بھی گھر ہو جائیگی

گر سلامت ہے دل پامال ناز
خیر سے کیونکر بسر ہو جائیگی

آج ہی زیر قدم کل ای فلک
یہ زمین بالای سر ہو جائیگی

کچھ نہوگا حشر مین جز بیخودی
جسطرف تیری نظر ہو جائیگی

وصل مین بھی گر یہی ہی انقلاب
شام سے پہلے سحر ہو جائیگی

گو نصیب غیر ہو مر جاؤن گا
مرگ بھی تیری نظر ہو جائیگی

فکر تنہائی عبث ہنگام نزع
مرگ خضر راہبر ہو جائیگی

طول شب کا وصل مین بیجا ہی عذر
آج بھی دیکھو سحر ہو جائیگی

کیا خبر تھی ہجر کی شب ای اجل
ہچکی ایسی بے اثر ہو جائیگی

کوسنے ذکر کو می جانان ہی سہی
کچھ تو تسکین نامہ بر ہو جائیگی

سنکے روئین گی وہ میری آہ کو
مرگ دشمن کے خبر ہو جائیگی

اوس بت بیرحم سی تسلیم صلح
گو نہین اب تک مگر ہو جائیگی

۲۱۴

کمالِ ضعف سی اکثر یہ حال ہوتا ہی | کہ مجھکو ناز اوٹھانا محال ہوتا ہی
ابھی وہ سن ہی کہ انگھیلیونسی چلتے ہین | خبر نہین کہ کوئی پائمال ہوتا ہی
کسی پہ آئی طبیعت تو قدر ہو معلوم | ابھی تو آپ کا میرا سا حال ہوتا ہی
کوئی گھڑی نہین فرقت مین لطفِ تنہائی | مرا ملال تمہارا خیال ہوتا ہی
بلای جان ہوئی مدتین ہین ہی سخندانی | کہ بات بات کا مجھسی سوال ہوتا ہی
جو مرتے تو ہوئی عشق یار مین پورے | یہان کمال سی پہلی زوال ہوتا ہی
بھری ہوئی ہین کچھ ایسی خیالی باتون سی | گھڑی گھڑی مری اونکی ملال ہوتا ہی

یہان تو بچ گئے محشر مین بھی تسلیم
خدا کے سامنے کیا اپنا حال ہوتا ہی

۲۱۵ — ۹

خبر دیتا ہی کیا واعظ ہمین سوزِ جہنم کی | ہزارون شعلی ہین ہنگامی بہت ایسی سینی کی
لکھین کیا اوسکو وقتِ نزع حالت جانِ پرغم کی | سیاہی چاہیی دودِ چراغِ صبحِ ماتم کی
لبونپر جان آئی ہی سفر ہی روح کا تن سی | اجل مہمانِ بالین ہی کوئی ساعت کوئی دم کی
او ظالم قدم جلدی خرامِ ناز سی باز آ | تقاضای تمنا ہی ہوای شوق ہی جمکی
ابھی ہی سیکڑون بستی ہین مانندِ حنا کہین | جوانی رنگ کیا لائی ہی اوس محبوبِ عالم کی
کنارِ گل کبھی حال کبھی خورشید کا پہلو | بسر ہوتی ہی کس راحت سی صبح وشام شبنم کی
ہزارون طرح کی جلوی ہین پیدا شکلِ انسان مین | ہوئی ہی خلق مین نور بنکر خاک آدم کی
زیارت کے بہانی گھر سی قاتل گور پر آیا | ہوئی صبحِ طرب مجکو شبِ ماتم محرم کی

نہ بھولی مرکی بھی تسلیم ہم لطفِ ہم آغوشی
فشارِ قبر سی یاد آئی لذت وصلِ باہم کی

۲۱۶ — ۹

نادم ہوا ہون کیچ کی مین کس لئی نہال سے / آتی ہی بوی گل عرق انفعال سے

خستہ زدون کی خاک پہ دامن اُٹھا کی چل / اظہار دوستی ہی تعیش پائمال سے

خوبین دلون کو چاہ کا الزام طلب سی ہی / لبہای غنچہ پاک ہین حرف سوال سے

پیری مین داغ عشق ہوا مشتعل فزون / چمکا یہ آفتاب زیادہ زوال سے

وہ جنس ستم رسیدہ ہون کوئی پوچھتا نہین / نقصان ہی نفع سب یہان فن کمال سے

مفتون ناز چشم فسون گر بنا ہی / دیوانہ سب کہی مجھی سحر حلال سے

وحشت وہ کہا ہی کہ ہی پیر کب بھی اثر / خالی نہین ہزار طراوت غزال سے

اللہ ری آبیاری طوفان چشم تیس / پہولی شگوفی دست مین شاخ غزال سے

٢١٤

تسلیم ہجر یار مین حسرت بھی لی ہی
کہہ دیجیی کچھ اور بھی یکسر خیال سے

٢١٥

خبر بھی لی نہ کبھی خاک جسم لاغر کی / گئی نہ ہم سے کدورت مزاج صرصر کی

فنا طلب ہین سبکدوش بار جسمان سے / سر حباب کو حاجت نہین ہی خنجر کی

ہمیشہ رہتی ہی نفرت گدا سی شاہون کو / عجب نہین خضر سی کیونکر نہ بنی سکندر کی

وطن کو چھوڑ کی ایسی ہوئی ہم آوارہ / نہ آئی یاد بیابان شہر کبھی گھر کی

پس فنا بھی وہی لی نیازیان ہین ہمی / نہ آرزو ہی کفن کی نہ فکر چادر کی

وہ محو کاوش مژگان تھا گور سرا بھی / ہر ایک سبزہ ہی پیدا کی نوک نشتر کی

گلی کا ہار ہی سلک خیال وصل صنم / مری گلو سی عداوت گئی نہ خنجر کی

بچھا مین سایہ شاخی کی ہی کبھی ظالم / کہ آب تیغ سی تر ہو زبان جوہر کی

ہزارون حشر کی نیچی ہی سجدہ ہر رکے / مری مزار مین شب یادہ مین تھی محشر کی

۲۱۸ — وطن میں جوہرِ قابل کی چاہ کیا تسلیم
صدف میں قدر نہیں آبروی گوہر کی — ۲۰

ترکِ مطلب سے نہیں مطلبِ حاصل خالی
یہ بھی ارمان ہی کہ ارمان سے ہی دل خالی

پنبۂ در گوش ہی ہر گل لبِ غنچہ خاموش
سیر عبث کرتی ہی فریادِ عنادل خالی

صدمۂ فرقتِ یارانِ جنون اوٹھ نسکا
رو دیا دیکھ کی آغوشِ سلاسل خالی

ہمت ایسی جوششِ گریہ کہ دمِ ریزش ہے
کب سے دامن ہی بشکلِ کفِ سائل خالی

گر یہی ہی ہوسِ لطفِ اسیری صیاد
مر کی ہوگا قفسِ تنگِ عنادل خالی

کیا عداوت ہے کہ خط میں بھی مری نام کی جا
چھوڑ دیتا ہی بتِ حور شمائل خالی

اوس سے امیدِ وفا ہی مجھی وہ بھی لبِ مرگ
ہاتھ مشکل سے نہیں ہی مری مشکل خالی

آرزو ہنکی نکلجاتی وہی دم او قاتل
ابھی پہلو ہی نکر پہلوِ بسمل خالی

۲۱۹ — کوئی دم آمد و رفتِ بشری سی تسلیم
نہ رہی عالمِ ایجاد کی منزل خالی — ۱۸

جسمِ بیدردون کی پر خاک گل کر رہ گئی
ہو گئی رخصت کہین اوٹھی ہوئی گھر رہ گئی

انتظارِ مرگ بعدِ مرگ بھی باقی رہا
زخم کہل کہل کر بشکلِ چشمِ تر رہ گئی

نازِ معشوقی سکہایا دوست نے دشمن کو بھی
گردنِ عشاق پر چل چل کی خنجر رہ گئی

رہ ہوا خواہِ اسیری ہون کہ سیری گاہ مین
ساری حلقی دام کی آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی

منکہ ہی عالم مین ہی اپنی سبک روحی کا ذکر
صورتِ افسانہ یارون کی زبان پر رہ گئی

شام کو آئی ہوئی رخصت چلا نسیم وقتِ صبح
مثلِ شبنم میہمانِ باغ شب بہر رہ گئی

اب تو حاجت ہی نہیں ہی حیلۂ خوابِ ناز کی
ہجر مین سوتی کی قابل دیدۂ تر رہ گئی

ہجر میں مانگی دعا جس دم طلوعِ صبح کی
آنکھیں دکھلا کر فلک پر مجکو اختر رہ گئی

خط میں ایمای گرانجانی مصیبت ہو گیا
اپنی اپنی تولکر بازو کبوتر رہ گئی

بخشِ گردون سی عجب ہے صدمۂ نقشِ درم
داغہای دل مری سینی میں کیونکر رہ گئی

کہل گیا مرقد میں جب آئے نظر منکر نکیر
شیر ہنگامہ ہوئی احباب باہر رہ گئی

تشنہ جان وہ ہون کہ طفلی میں ہی تقدیر سے
خشک ہو کر قطرہای شیرِ مادر رہ گئی

ہم ہی اربابِ رفعت کے بہت دشوار تھی
اوڑتی اوڑتی طائرِ سدرہ کی شہپر رہ گئی

جوش دلایا ہمتِ ساقی نے ہمکو آج ہی
ہاتھ پہیلا کر بشکلِ موج ساغر رہ گئی

وجد ناکامی فریبِ حسن آرائش ہوا
رات بہر ہم سونگھتی پہولون کی بو پر رہ گئی

کام آئی آپ ہی پردہ پوشی کی لیی
کچھ تو خاکستر ہوئی کچھ بشکلِ اخگر رہ گئی

قلقلِ مینا نہ ساقی طعنۂ تقوی نہ تھی
کیون خفا زاہد ہوا کیون نہ ہنس کر رہ گئی

ہو وہ خلاقِ سخن تسلیم صفِ کرسی
یادگارِ طبعِ موزون چند دفتر رہ گئے

۲۲۰ ۹

سوتا ہون عجب چین سی کیا خوابِ عدم ہے
آغوشِ لحد ہی مجھی آغوشِ صنم ہے

شاعر ہون مری سیر ہی مانندِ قلم ہے
صفحہ سیرِ عالم ہی سخن نقشِ قدم ہے

کچھ کم نہیں قاتل سی مجھی عمرِ گریزان
جو دم ہی اثر میں کششِ تیغِ دودم ہے

کیفیتِ جراحت سی ہی آہستہ احسان
ہر زخم شگفتہ کفِ اربابِ کرم ہے

جز داغِ جگر کچھ نہ ملا سیم تنون سی
اختر ہی طالع کا مگر شکلِ درم ہے

پالی نہ رہا حسرتِ بوسۂ افلاک
نالہ ہی مری طرح سی پامالِ ستم ہے

لہنا ہی کسی دیدۂ پر آب کا ہون
گردابِ الم دائرۂ حرفِ رقم ہے

سجدہ یا کی بہانے سے مٹاتا ہون شب و روز
کچھ لوح جبین پہ گلۂ یار رقم ہے

کس بات سے امید سحر ہو مجھے تسلیم
ابتک وہی ظلمت ہے وہی طول شب غم ہے

۲۲۱ ۱۶

آج تک ٹالی نہین مجھکو مری بیداد کے
او ستم ایجاد مین صدقے تری ایجاد کے

راز کیا ہم سے کہین گے گلشن ایجاد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہین فریاد کے

دام کیا تھین سبکے مجکو عالم ایجاد کے
حرف تک ہین قید سے آزاد مجھ آزاد کے

سب جفا کش ہین سبکدوش عالم ایجاد کے
راہ چلنے مین قدم تھکتے نہین ہمزاد کے

ہائے کیا غفلت تھی ہم بھی جسکے ہاتھ نہ آئے
آ گئی بے ساختہ قابو مین ہم صیاد کے

کس تماشا دوست کی ہے دید گی منظور ہے
کون آیا سیر کو قالب مین آدم زاد کے

ہجر کی ہان شب یہ ہجوم جلوۂ اختر کہان
آسمان تک چھٹی ہین شعلے مری فریاد کے

تو ہے میری تابش سحر ہوئی آ جو ہم اب
شب یہ عالم تھا کہ آنسو گر پڑے صیاد کے

یا کسی پردہ نشین کی آ گئی عصمت مجھی
آ گئی نکہت رنگ سے ہی نالی دل ناشاد کے

بند آنکھین کین کبھی ظالم نے پر توڑے کبھی
کیسے کیسے ناز اٹھائے ہین ہمنے صیاد کے

چارۂ درمان نے مجکو اور بھی رسوا کیا
خندہ ہائے زخم طعنے ہین مبارکباد کے

ہم شہیدان وفا کا دین ایمان اور ہے
سجدے کرتی ہین ہمیشہ پاؤن پر جلاد کے

چھٹتے ہین پروردۂ پہلو فراق یار مین
روز و شب گرم سفر ہین قافلے فریاد کے

پھر نہ کھلائی کبھی صورت نکل کر جسم سے
طور تھے موج روان ہین نکہت برباد کے

کون سنتا تھا پسے دیوار نالے رات بھر
منہ سے نکلے قہقہے ہوکر مبارکباد کے

قامت و چشم بتان کی وصف لکھتی ہین جو ہم
مصرعے موزون ہین انکے تسلیم قابل صاد کے

رنج سی صورتِ آرام عیان ہوتی ہے
عید دیکھوں ماہِ رمضان ہوتی ہے

اپنی حسرت سے یہانتک ہون مین بیزار خاطر
بات جو منہ سی نکلتی ہی گران ہوتی ہے

ناز کرتی ہی زیادہ طلبِ بیجا سے
زالِ دنیا مری خواہش سی جوان ہوتی ہے

شبِ ظلمت مین نئی طرح سی تسماتی ہین
مجھسی کہتی ہین کہ لو اوٹھو اذان ہوتی ہے

۲۲۳

میری شعرون مین کہان معنیِ لفظی التسلیم
یہ تو کیفیتِ دل ہی کہ بیان ہوتی ہے

۱۴۴

ہون وہ دیوانہ کہ دستِ کاوشِ تقدیر سے
خود بخود ہون چاک پیراہن بی تدبیر سے

آنکھ کیا جھپکے یہان خوابِ تصور بھی نہین
طرزِ بیخوابی ہی سیکھا دیدۂ تصویر سے

کسقدر رولین بھرا تھا جوشِ اندوہ دل سی
زخم منہ رکھتا گئی آنسون لبِ شمشیر سے

مین وہ بلبل ہون کہ تنگ آیا شدِ دل کی لیئی
دل لگایا اس چمن مین غنچۂ تصویر سے

اور آگ آفت بپا کی بوی گل نی چھیڑ کر
نالۂ بلبل ہی پیدا ہوا زنجیر سے

وصل مین کیا باعثِ ایذا ہوا شعلہ حسن کا
پوچھیی لطفِ زبانِ شمع کو گلگیر سے

کی مسیحائی تو خنجر لبِ جان بخش نی
قم باذنی کا اثر پیدا ہوا تکبیر سے

آگ بھڑکائی تپِ سوزِ درون نی اسقدر
پڑ گئی چھالی زبان مین شعلۂ تقریر سے

غنچۂ دل کو ہوئی پھر حسرتِ سربستگی
ای صبا آتی ہی کسکی گلشن [illegible] سے

کیا گریبان سی اوٹھاؤن فرصتِ چاکِ کہن
منفعل ہون امتحانِ آہِ بی تاثیر سے

ہوگیا آزاد قیدِ زیست سے وحشی ترا
آتی ہی آوازِ ماتم شانۂ زنجیر سے

سامنی قاتل کی کرتی ہی گرانجانی خفیف
منہ چھپا لیتی ہو جو دامنِ شمشیر سے

رو برو ہوتی جو [illegible] ناگرہ [illegible]
ہین [illegible] شمشیر سے

مدتین گذرین که زور ناتوانی کی سبب
رہتی ہی تسلیم صحبت خار دامنگیر سی

وحشی کو تیری دولت و توقیر چاہیی
منصب جنون کا دشت کی جاگیر چاہیی

شوخی نظر سے عشوہ بلا قہر ہی ادا
کیونکر نہ پھر تجھی بت بے پیر چاہیی

پیش نظر فریب گلستان دہر ہون
پھولون مین ہی ہستی گل تصویر چاہیی

دیوانہ جمال بت پردہ پوش ہون
صیاد بی صدا مجھی زنجیر چاہیی

پیری مین وقت حسن سے شکر ہو گیا ہے
لڑکون کو وقف ہے تصویر چاہیی

وحشی مزاج صحبت عاشق مین ہو گیا
پای خیال یار مین زنجیر چاہیی

غمخانہ زمانہ مین تسلیم روز و شب
عشرت نصیب ہی غم شبگیر چاہیی

پہلو مین اپنی دل ہی جو مضطر رسیدہ ہی
فریاد بد مزاج ہی نالہ کشیدہ ہی

بادہ نہین فراق مین خون چکیدہ ہی
شیشہ کہان کسی کا گلوی بریدہ ہی

دست جنون ہی پنجۂ خورشید کم نہین
میری طرح سحر بھی گریبان دریدہ ہی

دل کو بھی چاہ ہی مرغ الفت یقین ہے
دیوار پہ سفید ہی رنگ پریدہ ہی

زیور ہی یار نے پہنا ہے فرط شوق سے
گردن کا طوق حلقۂ کاکل خمیدہ ہی

آنسو ہو یا لہو مجھی دونون عزیز ہین
دو پارۂ جگر سی ہی تو یہ نور دیدہ ہی

بلبل مقام شکر کہ عشرت نہین جہان
جو گل ہی اس چمن مین گریبان دریدہ ہی

اللہ ری ضبط راز محبت کہ آج تک
جو حرف مدعا ہی مرا ناشنیدہ ہی

[illegible] دامن صحرا کی احتیاط
گو دامن آج تک وہی نا خار خلیدہ ہی

کیا جانی لکھا ہی ستمگر نی کیا جواب | قاصد مری امید پہ جو آبدیدہ ہی
پیری مین بھی ہی ہی تمنای وصل دوست | آغوش شوق حلقۂ قدِ خمیدہ وسے
تکلیف التماس سہی ہی یک مدعا | شانِ نیاز عاشقی مرا رنگِ پریدہ ہی

۲۲۶

جب سی سنا کہ چھٹتی ہین تسلیم پیچ حل
ساری ہی اپنی یار پہ پیوند رسیدہ ہی

۹

جھکا سر نقشِ پای یار پر ہے | نہالِ خاکساری بارور ہے
پہونچتا تک تیرِ دعا اوج پر ہے | کہ ہمشکل فلک دودِ جگر ہے
بھلا ہین اور نشکِ صحبت سے | خیالِ ناصحِ مشفق کدھر ہے
تجاری خانہ برباد سے کہین اور | کہ آبادی سے ویران گھر ہے
ہنسو بولو گر آئی ہو شب وصل | شکایت تو مری جان عمر بھر ہے
دکھانے آئی ہین صورت دم نزع | دعای صبح مقبول اثر ہے
جگر کاوی سے شغلِ شعر گوئی | زبان اپنی زبانِ نیشتر ہے
عوض رونے کی وہ ہنستی ہین ستمگر | مری فریاد کا الٹا اثر ہے

۲۲۷

نباہے گا کہان تک توبہ تسلیم
فرشتہ کچھ نہین آخر بشر ہے

۷

ساتھ غیرون کی لیے شمع سرہانی آئی | کیا جلن تھی کہ لحد پہ بھی جلانی آئی
پہلی انکار تھا پھر بند ہوئی بابِ وصل | وہ حیا جب ہی یاد بہانی آئی
واہ ری حوصلہ زیست ہمی چپ کی | ملک الموت کی ہم ناز اوٹھانی آئی
چھیڑنا تھا نہین ہمارے مرگ کہان | آنکھ جب بند ہوئی شکل دکھانی آئی

بوسی وصل مین لبِ جان بخش کی لیے — سرچشمۂ حیات سی ہم تشنہ جان چلے

دیکھا تھا چمن کہ ہوئی ہم اسیرِ دام — لے کر سو قفس ہوسِ بوستان چلے

بھولی نہ بعدِ مرگ بھی ہم سرکشو نکی ظلم — لیکر تہِ زمین گلۂ آسمان سے چلے

دیکھا کبھی کسی نے نہ دیکھا کبھی ہمین — ہم اس جہان سی صورتِ عمرِ روان چلے

تنگیِ دل کو دیکھ سکتے ہی آرزو — بیٹھے کہان کوئی کہان اوٹھی کہان چلے

اب ہم ہین یا کنارِ لحد یا ہجومِ یاس — احباب در کی بیٹھ رہی نوحہ خوان چلے

موت آ گئی مجھی مدعا ہو گئی جب اوٹھی — گویا کمان کی طرح کھینچے تیر سان سے چلے

دنیا خراب گور پر آشوب وائی بخت — آئی تو کس جہان مین چلی تو کہان چلے

کہتی ہین لاش کو مری کفنا کی پاس سے
تسلیم منہ چھپائی ہوئی تم کہان چلے

۲۳۰ ۱۲

خاکساری سی ہماری یہ زمین پیدا ہوئے — دودِ دل سی صورتِ چرخِ برین پیدا ہوئے

ہجر کی شب آئینے مین سو طرح کی نازنین — میری قسمت سے اجل بھی نازنین پیدا ہوئے

پڑ گئی کس نقشِ کی جانب پہلو نظر — پھر وہی بیتابیِ دل ہمنشین پیدا ہوئے

خاک مین مجکو ملاتا ہی جو شکلِ نقشِ پا — کیا عداوت تجکو ای چرخِ برین پیدا ہوئے

آرزوؤن کی اوٹھائی ناز جو جو کیا ہین — ناامیدی ہمین جبتک تو نہین پیدا ہوئے

ہو نصیبِ دشمنان تسکین تڑپنی دو مجھے — بیقراری تم سی بڑھکر دلنشین پیدا ہوئے

بسکہ تھا آغاز مین انجامِ ہستی کا خیال — نیستی کی بیعی مین نقشِ جبین پیدا ہوئے

ناامیدی بیکسی حسرت کدورت بیدلی — اک نہین سو تیر ظالم کیا نہین پیدا ہوئے

لو اوٹھاؤن خاک سنگِ آستان سی مین — تیری ٹھوکر سے کبھی میری جبین پیدا ہوئے

ابتو جو عالم ہوا ای زندگی اچھا ہوا
پھر قیامت ہے جو مر کر تو کہین پیدا ہوئے

مین تو جو کچھ ہون سو ہون ای بیکسی رونا ہی یہ
تو تو مجھسے بھی سوا اندوہگین پیدا ہوئے

۲۳۱

بیخبر تسلیم کیون کرتا ہے تکلیف رفو
چاک ہی ہونے کو میری آستین پیدا ہوئے

حباب آسا کہون ہم ہا کیا اپنی قسمت کے
کہین کہتا نہین ملین حکایت تنگ ای غم حسرت کے

گرفتار جنون عالم مین عشق حسن موزون ہین
یہان طوق گلو ہری ہی وہان زنجیر منت کے

ہنسے زخم جگر کس جو رعلت کے تصور مین
کہ ہمدم دی رہا ہی او نسیم باغ جنت کے

زمین و آسمان مع دونون وبالا ہین نالون سی
مری عنصر مین پیدا خاک ہی غبار قیامت کے

بجھی کب آگ ای ہمدم بہی بلبا دل کی تشنگی سی
حباب آسا ہی بہرا ہون حسرت اپنی قسمت کے

مصیبت سے ہوا پیدا ملا ہی خاک مین غم سی
مری ہستی نہ تھی ہستی تھی گویا اشک حسرت کے

۲۳۲

پشیمان ہی ای تسلیم سر گردان ہون وحشت مین
بگولا بنکی پہرتی ہی ہمیشہ خاک تربت کے

وہ سر سے آج ای قاتل تہ تیغ دو دو ہم آ سکے
کو دسکی ہو نہ کہتا تھا کہی ہو تھی قسم آ کے

یہانتک مثل آواز جرس مشتاق منزل ہون
کہ چلتا ہون بہانی کاروان سے بھی قدم آگے

کوئی دم ٹھہر یگی محشر مین ملنا ہو تو آ ملنا
قضا کا ساتھ ہی عمر روان چلتی ہین ہم آگے

سکھائی تجھکو معشوقی مری بزم مزاجی نے
نتھا یہ حسن باکی تمہارا لفون مین ہم آگے

تشنیا بیہ زمین بھی قاتل ہی کہ یان آکر
نہ جی چلنی کو کہتا ہی اوٹھتی ہین قدم آگے

ہنسا دیتا ہی مثل زخم ابتو ناز کاوش بھی
نہ رکھتا تھا یہ لطف ہمراہ ذوق ستم آگے

مقدر آج کچھ ہوتا ہی اپنی تیرہ بختی سے
کبھی ایسا نہ گھٹتا تھا اندھیرا شب فرقت مین آگے

گر نہ تھی طاقتِ دیدار تجھے شکلِ کلیم
تمنی آواز ہی پردی ہی سی سنائی ہوتی

جستجو میں تری ہم پھرتی بگولی کی طرح
خاک بھی ہوکی سدا خاک اوڑائی ہوتی

کوئی صحرا نہ ملا جوششِ وحشت میں ہمان
خار ہوتی کہ مری آبلہ پاسے ہوتی

شورِ زنجیر جگانی ہی غرض تھی جو تجھی
بختِ خفتہ کی مری نیند اوڑائی ہوتی

نوحہ خوانی کو عنادل پسِ مردن آتی
عرقِ گل سی مری قبر بسائی ہوتی

تھا وہ محرومِ تمنا جو تمنا کرتا
مرگِ دشمن بھی مری کام نہ آئی ہوتی

جاتی گلشن کو اگر تم تو پئے استقبال
بوئے گل پردۂ گل سی نکل آئی ہوتی

فاتحہ پڑھتے جو وہ ہاتھ لحد پر رکھکر
شمعِ تربت مجھی انگشتِ حنائی ہوتی

تھا وہ بیکس کہ مری غم میں سحر تک ہمرا
خاک اوڑاتی ہوئی سر پہ اجل آئی ہوتی

دل کی صفونکی طرح تھی مری اونکی الفت
ملتی باطن میں تو ظاہر میں جدائی ہوتی

میں جو سرگشتہ بیابانِ جنون میں مرتا
خاکِ غم سر پہ بگولون نی اوڑائی ہوتی

کیا نہ کہتی دلِ صد چاک کی حسرت بلبل
گوشِ گل کو جو میسر شنوائی ہوتی

ایسی پی کیف تجھے ہم پہ کی ساقی جاتی
تنہی می فستی تلچھٹ ہی پلائی ہوتی

کسکو تھی تابِ قفس جان پھڑک کر رہتی
دو گھڑی میں غمِ اسیری نہ رہائی ہوتی

دیکھتا چپ ہی تو صیاد ستمگر نی مجھی
کچھ نہ کچھ تہمتِ فریاد لگائی ہوتی

ہجر میں سب سی تئی وعدہ خلافی ظالم
وہ نہ آئی تھی اگر موت ہی آئی ہوتی

۲۳۵

تمنی کیا حال کیا دل کو جلا کر تسلیم
آگ اس سوزِ محبت میں لگائی ہوتی

بالا

کیا مجکو آفتابِ قیامت اثر کرے
دلسوختہ وہ ہون کہ جہنم حذر کرے

جو کبھی دیکھی تری محفل مین وہ رونق لگی
بیٹھ کر دل کی طرح طوفان اوٹھاؤن تو سہی

وہ کرون نالی کہ سنکر آنکھ سے اوڑ جائے نیند
ہوش مین تجکو بت بیہوش لاؤن تو سہی

تو نہین اوٹھتا نہ اوٹھ سینے سے وہ دشمن ہون
تیری خنجر کو گلی اپنے لگاؤن تو سہی

بی غرض ایسا ہون تو سو چکر رویا کرے
گوشۂ دل سے بھلا کر یاد آؤن تو سہی

تو نہین آتا نہ آ مین ہی شب فرقت مین آج
داغ ناکامی کو سینے سے لگاؤن تو سہی

رات بھر چھپ چھپ کے سوتی ہون گھڑی وصل مین
بخت شمشیر کی طرح تجکو جگاؤن تو سہی

گر تو ہوتا ہے مری نقش قدم سے بدگمان
بوی گل بنکر نسیم کوچی مین آؤن تو سہی

۲۳۴

کم طریقت سے نہین تسلیم کا ہی مرے
تم تو کیا ہو خضر کو رستا بتاؤن تو سہی

۱۱

ہر شعلہ مثل دود ہوای سفر مین ہے
وہ شمع کنار پنبۂ داغ جگر مین ہے

مین ہون جہان مین اور جہان مجھ ہی مین ہے
مہ یار شمار حلقۂ بیرون در مین ہے

اللہ ری وسعت قفس تنگ بعد مرگ
تن سے نکل کی روح ہماری بال و پر مین ہے

روتی ہی قوت بصری اور یہی ہے
چمک کی طرح اشک مری چشم تر مین ہے

مین آئینہ ہون ظاہر و باطن مرا ہے ایک
پہلو مین بھی ہے وہ کر باقی جو نظر مین ہے

دونون وصال یار مین آنکھین چرا گئے
حسرت نہ دل مین ہے نہ تمنا جگر مین ہے

عشرت یہی ہی ثبات کی سامان کہان
خندہ وہ بلبل گریۂ ماتم سفر مین ہے

جب تک ہی زندگی ہے شہرت کہان نصیب
وہ زلف شام ہون جو کنار سحر مین ہے

جاؤن گا چھوڑ کر قفس تنگ پھر کہان
صیاد کس لیے خلش بال و پر مین ہے

خالی نہ ہون ہی زخم سے سینا ہی یا دہی
پیدا شگاف زخم جگر ہر جگہ مین ہے

۲۳۹ | تسلیم کچھ عجب ہے قاصد کی گفتگو
سو سو طرح کی مخبری ہر خبر مین ہے | ۱۰

احسانِ عشق ہین سب کہ اوس کا لیا ہے
یہ داغ دل ہی ہی جو آپ نے دیا ہے

خارانِ دشتِ غربت کیون چھیڑتی ہو ہر دم
کس مصیبتون سی اک آبلہ پیا ہے

گم کردہ کاروان ہون آوارگی پہ میرے
کڑہتا ہی دل جرس کا فریاد کر رہا ہے

مدت کے بعد دل مین ناصح کے رحم آیا
دیتا ہی مجکو تسکین اونکو سنا رہا ہے

اب وہ نہین تمنا دم کسکو دی ہی ہم
جاؤ بتو حرم سے اب یان ہجن اور خدا ہے

فصلِ بہار آئی واعظ کتاب کہہ دی
توبہ کی ٹال ابتو کچھ اور حوصلا ہے

ہی قیامت آئی پروا یہان کسی ہی
خوابِ لحد سی ای دل اب کون جاگتا ہے

رنج و نشاط باہم پیشِ نظر ہین ہر دم
ہر غنچہ گر ہی گریان ہر زخم ہنس رہا ہے

ہوتی ہی ملن سی انی اور رونے سے خودنمائی
گویا کلیم ہونا اقبال غیر کا ہے

۲۳۹ | تسلیم اب وفا کو جانے دو بیوفا کو
تکرار بے سبب کا کچھ اور مدعا ہے | ۱۴

کچھ تو ہو تسکین دل سرو و سمن کے سامنے
دفن کر صیاد بلبل کو چمن کے سامنے

ہی ابھی کی کیسی مرگِ غریبان کی خبر
جائیگی سر پیٹتے اہلِ وطن کی سامنے

کچھ اسکا ہین تو وہ بھی کچھ چھپاکی آج
منہ بنائی بیٹھی ہین گور و کفن کے سامنے

دیکھیا شوقِ شہادت نے بھی کہہ سب ناہم
سر جھکائی بیٹھی ہین شمشیر زن کی سامنے

دل کی لگی ہمارا اہلِ ہوس مر گئے
ہاتھ پھیلا رہ گیا چرخ کہن کے سامنے

کیا کہ کاہش مین اپنی ضعف لیکن شرط ہی
منفعل کہنا ہجلو گورکن کی سامنے

آرزو کیا ہے تو داغِ نامرادی بھی نہیں
جل گیا جو کچھ پڑا دل کی جلن کے سامنے

وای بیدردی نہ پوچھا ایک نے بھی سوزِ دل
شمع کیا کیا رو دی اہلِ انجمن کے سامنے

سست پیمان ہیں نہیں الشیخ لیکن کیا کرون
کچھ نہیں چلتی بتِ توبہ شکن کے سامنے

جی میں ہے آوش شعلہ رو کو ضد ہے پروانے کی آج
دیکھیں بھلا کی شمعِ انجمن کے سامنے

حسن کے حیرت سے بھولی شوقِ مے کی واو کو
بن گئی بت ساقیِ توبہ شکن کے سامنے

خاک جی بہلی تو خاکِ لحد اچھی ہی
ایک صبحِ رنج سے نہیں صبحِ خستہ تن کے سامنے

گو بلا ہے ظلمتِ شامِ شبِ فرقت مگر
کیا حقیقت ہے مری بیت الحزن کے سامنے

بات کر سکتے نہیں ہم شعر کہنا تو کہاں
کھولیں منہ تسلیم کیا اہلِ سخن کے سامنے

جز ترکِ تمنا کے تمنا نہیں رکھتے
جو حوصلہ ہم رکھتے ہیں کچھ یا نہیں رکھتے

جو چاہو کرو ظلم کبھی اُف نہ کریں گے
تصویر ہیں سینے میں کلیجا نہیں رکھتے

نفرت ہی دو رنگی سے ہمیں خاکِ مریجان
ہم باغ میں اپنی گلِ رعنا نہیں رکھتے

ہر دم ہمہ تن گرمِ رہِ راہِ طلب ہیں
آرام کبھی صورتِ دریا نہیں رکھتے

سجدے سے غرض ہے ہمیں کیا قیدِ مکان کے
بتخانہ سہی پاس حج کعبہ نہیں رکھتے

مرتے ہیں مگر ڈر ہی کسی کا ہمیں ایسا
جینے کی بھی اس دل میں تمنا نہیں رکھتے

ہم طائرِ تصویر ہیں کیا ذبح کرے گا
پر بھی صیاد کا کھٹکا نہیں رکھتے

کہتے ہو جلا دی کوئی بسمل کو ہمارے
کیا تم لبِ اعجازِ مسیحا نہیں رکھتے

دریا کی طرح جوش میں آئی جدھر آئے
دل میں کبھی ہم برق کا ارادہ نہیں رکھتے

وحشت میں بھی ہے خاکنشینوں کا ادب ہے
پامال سرِ جادۂ صحرا نہیں رکھتے

تئی وحشت یہ آتا ہی ہوئی لیکن جہان چلتی / کہ ویرانہ جہان ہوتا نہ آبادی کہر ہوتے

جہانمین ہے نشانی اپنی ہم پرواز عنقا تہی / چہپاتا آسمان چتنا ہمارا نتہی نا سودہ ہوتے

طلب رکہتی تہی کامل مثل شبنم اوڑ کر آ ملتی / اگر بالفرض ہم ای مہر سیما چرخ پر ہوتے

نہ رہتا کفر و دین کا ایک ہے پابند عالم مین / خدائی وصل قسمت ہوتی بتان تم جدہر ہوتے

پس پردہ ہی ہے پردہ وری ہی جان مضطر کی / قیامت جلوہ گر ہوتی جو تم پیش نظر ہوتے

فقط آواز سنکر وہ رو دیتے ہین غمگین / خدا معلوم کیا ہوتا جو نالی با اثر ہوتے

امیر اس وقت کی تسلیم سب نا اہل و جاہل ہین / ہنر کی قدر جب تہی کہ خود بہی با ہنر ہوتی

۲۴۲ — ۱۰

گور تک شرمندہ یاران وطن سے جائین گے / منہ چہپائی ہین چاک کفن سے بہی جائین گے

وہ ہوئی بیس ہین گواہ قتل وہی حشر مین / خون کی وہ بہی کہا نتک پیرہن جائین گے

منہ لگا ہی چہٹ جاتا شوق تیرا ای قاتل نہ کہینچ / اب کہان پیکان تیرے زخم کہن سے جائین گے

بعد مردن ہی تو کم ہوگا اسیری کا مزا / تا قفس وہ چار پر اوڑ کر چمن سے جائین گے

لاکہہ دشمن پاسبان ہی ہم مگر اک دن / یار کی دستک کسی حیلے سے ہی فن سے جائین گے

سوختہ قسمت ہین مثل شمع کشتہ صبح / نور کی تڑکی تمہاری انجمن سے جائین گے

منہ دکہلائین گے کیسی ہم بشکل خزان / بوی گل کی طرح چپکی سی چمن سے جائین گے

ای دل دیوانہ امید رہائی کس لیے / پیچ و خم کاہی کو زلف پر شکن سے جائین گے

کاوش صیاد و جور باغبان خار خزان / کیسے کیسے داغ لیکر اس چمن سے جائین گے

دیکہنا تسلیم اپنی اعتقاد پاک کو / خلد مین جسدن طفیل پنجتن سے جائین گے

۲۴۳ — ۱۸

نازبرداری ہمین کہ رہی شب دلِ ناشاد کی — تہی کبھی منت خموشی کی کبھی فریاد کی

آپنی کی دلہین بہی برہنہ کرتی ہین جگہہ — پیاری پیاری صورتین آفت ہین آدم زاد کی

غنچہ ہو کر خون ہی بلبل نی پیدا کی بہار — بوی گل دیتی ہین کلیان دامنِ صیاد کی

کسقدر ہی جوہرِ عاشق کشی دل کو پسند — تیغ ہنوا تا ہی قاتل تیشہ فرہاد کی

شوخیِ بیتابی تو رسوا کر چکا تہا شکوہ ہے — آبرو رکھہ لی خموشی نی مری فریاد کی

روح جب گھبرا کی نکلی دل گیا تن خاک مین — خانہ ویرانی نی کیا مٹی مری برباد کی

لوٹتے ہین گلچین ہی فکرِ دام مین صیاد ہے — کون روئی بیکسی پہ بلبلِ ناشاد کی

تیرہ روزی کیا کہون وقتِ ولادت دیکھکر — اوڑ گئی رنگتِ رخِ صبحِ مبارکباد کی

حشر کا وعدہ ہی زیرِ خاک چشم وا ہی ہین — دیکھتا ہون راہ اپنی ہستیِ برباد کی

دھوم تہی جبتک چار دیوارِ عناصر ہی بپا — خاک اوڑتی ہو گی اکدن قصرِ بی بنیاد کی

سخت طینت کا شریکِ حال ہونا قہر ہی — بن گئی تیشی سی آخر جان پر فرہاد کی

رشکِ بیجا دیکھنا آیا جو حرفِ آہ ہی — ضبط سی کیا کیا لبِ خاموش نی فریاد کی

داغِ دل کی ساتہ بی برگی بہی لازم ہی مجھی — لالی کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی

اس قدر جینی سی تنگ آیا تہا مین جب مر گیا — شورِ ماتم نی ادا رسمِ مبارکباد کی

آج کیا ہی کس لیی ذکرِ وفا ہی بار بار — سچ کہو کس سی ملی کسکی طبیعت شاد کی

گردشِ خنجر سی پہلی مر گیا مین خستہ جان — رہ گئی منہ دیکھکر حسرت دلِ جلاد کی

خاک ہو کر بہی ہی باقی ہی غرورِ استخوان — جل رہی ہی شمع اپنی خانۂ برباد کی

حسنِ بندش ہین تلاشِ معنیِ نوخیز مین
چاہیی تسلیم تجکو پیروی استاد کی

۲۴۴

۸

لبی جو بوسے لبِ جام کی تمنا نے | لگائی قہقہی ہنس ہنس کے خوب مینا نے
نہ آشنا کو ہوا غم نہ غیر کو ہوس | دکھائی دل کی بہبودی ہزار دریا نے
ہین وہ غریب ہتا جب مر گیا تو ماتم ہین | اوڑائی حشر تلک سر پہ خاک صحرا نے
ابہی تو اور ترمتا ہین چارہ گر لیکن | مجھی نہ جینی دیا روز کی مداوا نے
کہان وہ تاب نظر تہی جو دیکھتا صدشکر | رکہا نہ حد ہی قدم دیدہ تماشا نے
قریب ہی نہ رکہا امید پردہ داری کی | سیا نہ چاک سحر سوزن مسیحا نے
سوای نام نشان دہن فسانہ ہے | یہ خواب وہ ہی کہ دیکھا نہ چشم عنقا نے

تپِ فراق سہی تسلیم کیا یہ نوبت کی
کہ منہ کو ڈہانک دیا دیکہکر مسیحا نے

۲۴۵ — ۶

عار تہی جنکو ہمیشہ مری بیخوابی سے | ڈر ہی جاتی ہین او تر کر ابہی مہتابی سے
ورلذتی ہین ہی زمینِ لحد ہی آٹہ پہر | مرکی بہی چین میسر نہین بیتابی سے
جاگنا ہی شبِ تکلیف ہین اک دولت ہے | آنکہین یاقوت ہوئے ہین مری بیخوابی سے
ندیا جب کہ مہ و مہر کو دم بہر آرام | کیا توقع ہمین اس گنبدِ دولابی سے
بجہ گئی دل کی لگی داغ ہین ٹہنڈک آئی | تر ہین نظرین گل رخسار کی شادابی سے

رہ گئی آج بہی امیدِ شہادت تسلیم
پہر گئی آکی اجل تیغ کی بی آبی سے

۲۴۶ — ۱۷

رہا ہین تو کیا پرواز کی دل سی ہوس نکلے | کہ ہل سکتی نہین جو بال و پر زیرِ قفس نکلے
امیدِ فیصلہ محشر مین کیا ہو وہ جو بیٹھی ہین | وہان تہی جان کی دشمن یہان فریادرس نکلے
ہزار ارمان گردن و خنجر ہین دونون دیکہی کیا ہو | کسی ناکام کہی آسمان سکی ہوس نکلے

اسیر پنجۂ الفت ہوئی گلشن اگر جاوین قسمت
وہ بلبل ہین عدم سے ہم لیے اپنا قفس نکلے

ہمین کیسا غضب سمجھو نہ ہون اپنی ہین حجت مین
نہ غم نکلی نہ جی نکلی جی اری دل سی ہوس نکلے

لحد کی تختہ بندی سے ہی یان کیا تنگی کہو ئی گے
یہ وہ جامہ نہین تیرہ برہنگی جس سی نکلے

بھلا یا صحبت ہمجنس نے رنج اسیری کو
ہزارون آشنای باغ یہان قفس سے نکلے

تمنا تلخ کامون سے عبث شیرین بیانی سے
نئی قلمیان سمای ہم نہین مگن رس نکلے

مٹین گے خاک اپنی داغ محرومی قیامت کو
وہان کی خار تو وسی یہان اینکہ ہوس نکلے

نہ سمجھو آبلی پھوٹی ہوئی قسمت پہ جین کیونکر
کہ میری پاون مجنسی بھی ہوائی دسترس نکلے

نکالی گا کوئی کیونکر دل بسمل سی پیکان کو
جو سو مین ایک بھی نکلی تو یہ لاکھون ہوس نکلے

سیہ خانہ ہی ہوتی بلبل اک تماشا تھی
جو دیکھا اشک گلگون سی نگی کچہ خار و خس نکلے

نکلدر خار خار غم سے ہم پھرتی خلش اپنی
ہمیشہ سینہ ہی اٹکی الجھی ہوئی تار نفس نکلے

حریف قافلہ وہ ہون جو گم ہو کر یہین یارا نہ ہو
ذرا چھاتی کو پیٹی ڈھونڈھنی بانگ جرس نکلے

بہ غم مین لوٹتی پھرتی عمر دو روزہ گذر جاےگی
نہ ہم نکلین نہ بیچانی ہی ایسا عسس نکلے

پڑا ہی آج سایہ کسکی دامن کا کہ مدفن سے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے

۲۲۳

گل ال ملکی ای تسلیم رہی خواب آپس مین
قفس سے چھوٹ کر جس دم اسیران قفس نکلے

۱۳

عشق مین ہستی سے فقط جور و جفا دیکھ چلے
ہم تو اس چرخ کہن سے بھی سوا دیکھ چلے

کھینچ لایا نہ کبھی اسکو مری بالین تک
بس تجھی او اثر آہ رسا دیکھ چلے

دل سی کہتی ہین یہی حوصلہ بیتابی نے
آپ ایسا مجھی کیا سمجھی تھی کیا دیکھ چلے

کہیں اک وحشت ہی رہ گرد وحشت اپنا
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چلے

اب تو رخصت ہی دو راہِ ملکِ عدم کی قاتل / خوب ہم گرمیِ بازارِ قضا دیکھ چکے

نا امیدی سی سنائی ہی شبِ فرقت مین / کیون فریبِ اثرِ دستِ دعا دیکھ چکے

تشنہ کامی کی لیے کسکی نہین کی منت / تجکو بھی آبِ دمِ تیغِ جفا دیکھ چکے

اب کسی اور کو پامالِ تمنا کیجے / دیکھنی تھی جو ہمین نازِ ادا دیکھ چکے

دل اسیرانِ قفس کا نہ کسی ون بہلا / نکہت افشانیِ دامانِ صبا دیکھ چکے

شوق در پردہ بھی مطلب مین کہتا ہی سوال / انتہای ستمِ رسمِ حیا دیکھ چکے

نازک اندامیِ جانان کی خبر کیا لیکن / بارہا نقشِ رگِ تارِ قبا دیکھ چکے

ہجرِ گیسو مین کوئے وجہِ تسلی نہوا / مشکِ چین مشکِ ختن مشکِ خطا دیکھ چکے

ے	شمع افروزیِ مضمون کے بدولت تسلیم بارہا جلوۂ بزمِ شعرا دیکھ چکے	۲۴۸

ہین نالہای چند غزل کا بہانہ ہے / عاشق ہون مین مزاج مرا شاعرانہ ہے

مرکر بھی اپنی تیرہ نصیبی ہی اوج پر / بالای قبر دودِ جگر شامیانہ ہے

خالی نہ بعدِ مرگ بھی مجھسی جہان ہوا / گو مین نہین ہون پر مرا افسانہ ہے

نالہ کھنچا ہی دل سی خفا شوق ہی اُس / تو کیا بدل گیا ہی کہ بدلا زمانہ ہے

سر بھی کٹا کی خدمتِ دشمن ضرور ہے / قاتل کی ساتھ ساتھ مرا خون روانہ ہے

مجھ سخت جان کی قتل سی جلدی ہی الفراغ / قاتل پہ آج فرضِ نمازِ دوگانہ ہے

۹	اُستاد سیکڑون ہین فنِ شعر مین مگر تسلیم اپنی طرز کا تو بھی یگانہ ہے	۲۴۹

مری دلِ مضطر ہی یاران جہان کیونکر سنبھلے / یہ جو ہین نالے ان سی اپنی کا ارمان کیسے سنبھلے

ہمنشین کہہ کیا مین ضبطِ سوزِ ہجر سے
ہوا جازت نالۂ آتش فشان کیواسطے

سرخرو کرنا الٰہی آج مقتل مین سے مجھے
یاد قاتل نے کیا ہی امتحان کیواسطے

ہم صفیری سے ہوا ثابت مجھے صیاد کی
ہمزبان ہوتا ہی دشمن ہمزبان کیواسطے

غیر کا افسانہ سننی کو نہ تھی نازک مزاج
دردِ سر ہوتا ہی میری داستان کیواسطے

گھر نہین ہمدان سے والی سبہ مزاجون کو وطن
باعثِ وحشت ہے تیغِ عمرِ روان کیواسطے

دفن کر دینا مع زنجیر مجھکو قبر مین
چاہیے سامان وحشت کچہہ یہان کیواسطے

دور مین تیری ہین محروم ہم سا تو حیف ای
کچہہ تو ساقی رحم کر پیرِ مغان کیواسطے

٢٥٠	فصلِ گل آئی خزان تسلیم گلشن سے گئی چمن ہی ہی تنکی بلبل آشیان کیواسطے	ش

کیسی ہی عادت مگر ارے ہنستے بولتے
منہ کی اکدن کہا مین نے اغیار ہنستے بولتے

تہے تمنا باغِ عالم مین گل و بلبل کیطرح
بیٹھکر ہم تم کہین اے یار ہنستے بولتے

ہاے کہتی ہین غضب لائے گی میری مدعی
دیکہہ لین گی اگر بیں دیوار ہنستے بولتے

میری قسمت سے زبانِ تیر ہی گویا نہین
ورنہ کیا کیا زخمِ دمندار ہنستے بولتے

دل لگی مین حسرتِ دل کچہہ نکل جاتی تو ہی
بوسہ بی لیتی ہین ہم دو چار ہنستے بولتے

کچہہ سبب ہوگا وگرنہ بی سبب ایسا نہ تہا
چہیڑ کر یون آپ سے اغیار ہنستے بولتے

٢٥١	آج عذرا تہا تسلیم گل تک یار سے آپ کو دیکہا سرِ بازار ہنستے بولتے	ہے

دل ہم آغوشِ خیالِ حسرتِ لتنگ ہی
ساتہ آتش شیشی کی پہلو مین بہی سنگ ہی

چاک ہونی ہی اسی کو جو نہین ہی امن
تنگ وحشت سے گریبان ہی جنون تنگ بہی

کیون مبارکباد دیتی ہو ہلالِ عید سے — دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے

مانعِ دیدار پایا واسطے کو عشق مین — بند کی جب آنکھہ سب سے تو نظر آیا مجھے

سنے تری روزِ قیامت کسقدر تاریک تہا — آفتابِ حشر اک جگنو نظر آیا مجھے

آگ پانی مین لگائی کسنے ہو کے باہی سرخ — شکلِ تبخالہ حباب جو نظر آیا مجھے

۲۵۳ — غیر کو ساغر دیا تسلیم اوسنے جسگھڑی — جام اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے — ۱۹

یادِ سفرِ ملکِ عدم دل ہی سے لگی ہے — ہر دم مجھے لو گور کی منزل ہی لگی ہے

اللہ ری نگہبانی صیاد کہ ہر آنکھہ — چاکِ قفسِ تنگ عنادل ہی لگی ہے

گر نقشِ قدم ہون تو ہی مٹنے کی تمنا — ہون خاک تو اوڑنے کی مرے دل ہی لگی ہے

ہر عقدہ کشا عقدۂ قسمت سے ہی ناچار — یہ بات مری ہاتہ انامل ہی لگی ہے

کو سعی ہے زمین خون شہیدان سے ہی شفق گون — یہ آگ نہی خنجرِ قاتل سے لگی ہے

مٹ جائے کہین زندگی و مرگ کا جھگڑا — ای تیغِ جفا اب تو یہی دل سے لگی ہے

شاید نظر آجائے جمالِ رخِ لیلی — ہر آنکھہ مری پردۂ محمل سے لگی ہے

گل ہون تو جگر چاک ہی غنچہ ہون تو پریشان — ہر رنگ مین اک آفتِ غم دل ہی لگی ہے

ہر گل صفتِ شعلہ ہی غنچہ ہے اخگر — اک آگ تپِ آہِ عنادل سے لگی ہے

مین ہون صفتِ آئینہ حیران تری آگے — جو بات تو کہتا ہی ہی دل سے لگی ہے

یون گرد مری قیس ہے جو ہمرۂ لیلی — کیا شرطِ غبارے پسِ محمل سے لگی ہے

کیونکر نہ ہنسین زخم دو دہن ہنکی دمِ قتل — شمشیر تری سینۂ بسمل سے لگی ہے

مر کر شبِ فرقت مین دمِ صبح جیا ہون — ڈوبی ہوئی کشتی مری ساحل سے لگی ہے

ایسا سرِ مجنون بہی نہ تہا ضعف سے پابوس
یہ میری جبین ہی کہ بہلا سل سی لگی ہے

دیتا ہی لپک داغِ جگر بعدِ فنا سے
اک آگ لحد مین تہِ شُل سی لگی ہے

دم لی خلشِ گور نہ کہین جا ہی کہین آنکہہ
مشکل تو یہی ہی کہ جو مشکل سی لگی ہے

کیا کہتی ہو کیا بہول گیا مین دمِ رخصت
اک یاد تمہاری سو مری دل سی لگی ہے

سویا ہون شبِ وصل مین با میر کی لحد مین
جب آنکہہ لگی ہی مری مشکل سی لگی ہے

۲۵۴

اللہ ری وحشت کہ پسِ مرگ بہی تسلیم
جنت مین طبیعت مری مشکل سی لگی ہے

۱۹

چاندنی پر پاہر وکے ماہرو پہ چاند نے
دیکہتا ہون وصل کی شب مین بگڑ کے چاند نے

داغ دیتی ہین چمن مین دی تہی تون مجہی
پہول انگارے سی ہوا شعلے سی بڑہ کر چاند نے

جلوہ گر ہی ماہ گردون لحد مین داغِ دل
دہوپ سی قسمت سے میری گہر مین باہر چاند نے

نیک و بد کی قید اسبابِ ضیا رکہتی نہین
خار و گل دونون ہی ہلتی ہی برابر چاند نے

اب تو تنہائی ہی ہم ہین خانۂ تاریک ہی
دیکہین گے جس دن کہ آئی گا مقدر چاند نے

کون سرگردان نہین اے ماہ تیری عشق مین
دہوپ ڈالی ہر طرح ہوتا ہی پہرتی شب بہر چاند نے

لوگ کیون کہتی ہین تیرہ خاکدانِ دہر کو
دیکہتا ہون ہین تجہی گہر گہر و سے گہر گہر چاند نے

غیب سے میری سیہ خانہ کی آرائش ہوئی
پہر گئی مثلِ سفیدی ہماری گہر پہ چاند نے

کس نے الٹی آج اپنی روی روشن سی نقاب
ماہ مثلِ آئینہ حیران ہی ششدر چاند نے

دیکہ کر آئینے مین رنگِ پریدہ غش ہوئے ہین
لطف دیتی ہی کنارِ حوضِ کوثر چاند نے

شب کو آئی صبح کو تیری طرح رخصت ہوئے
تہی مقرر کوئی محبوبِ سمن بر چاند نے

مین ہی وہ محرومِ راحت آج سوون قبر مین
خوابِ مخمل کو بنا دی نوکِ نشتر چاند نے

حضورِ یار پر جانان مرادین کیون نہ مانگین ہم | کہ اپنی دین و ملت مین ہی محرابِ دعا یہ بھی
بہت کچھ ہنس کی الٹ دیتا ہی جب کچھ ای حسین ان لکو | دمِ بیگانگی دیتا ہی بوی آشنا یہ بھی
نہ لو ہاتھو مین دلکو حلقۂ گیسو مین ہی ہی وہ | اوڑا ماری گا اکدن آپکا دزدِ حنا یہ بھی

۲۵۹

خلافِ طرز کی خوگر نہتی تسلیم ہم لیکن
بلحاظِ خاطرِ احباب سی کہنا پڑا یہ بھی

۱۹

تھوکا لہو مژہ کی جو پیاری ادا سے لگے | گویا سنانِ تیر کلیجے پر آ سے لگے
اوسکی شمیم زلف سی کرتی ہی ہمسری | گلشن کی ای نسیم تجھی بھی ہوا سے لگے
کہتی ہی تیری کوچۂ جانان کو چھوڑ دو | ایسی نہین ہی دل کو مری ناصحا سے لگے
نیند اوڑ گئی تھی ہجر مین ایسی کہ بعد مرگ | زیرِ لحد بھی آنکھ نہ میری ذرا سے لگے
دو دن بھی لطف ہستی ہی کیون تا کمر پڑے | آگی تو یون نہ تھی کبھی پیچھی بلا سے لگے
بیمار دیکھتا ہون ہمیشہ مین چشم کو | کسکی نظر انہین بہت نا آشنا سے لگے
ہمسایگی ہی سوختۂ قسمت کے گھر سے | بھڑکی جو دل کی آگ کلیجے کو جا سے لگے
ابتک پہر انہین طرفِ کوی یار سے | تیر سے نی نامہ بر کو مری پہ کیا سے لگے
نیرنگیان حیات کی اے دل ہین چند روز | رہتی ہی تیری گھات مین ہر دم قضا سے لگے
رکھتا قدم نہ عالمِ ہستی مین بھول کر | گر جانتا کہ آتی ہی پیچھی فنا سے لگے
مانندِ شمعِ نور فشان سادگی مین ہی | لو بھی لگی ساق پاؤن مین جب دن حنا سے لگے
اللہ ری ظلمتِ شبِ فرقت کہ خوف سی | بھاگی جو بیکسی ہی مری بیکسی سی آ سے لگے
شانہ نثار رہا ہی عبث حلقہای زلف | ان کافرون کی دل تو ہی مہرِ خدا سے لگے
مرغِ سحر نے قتل کیا مجھکو وصل مین | ہنگر چھری کی نوک جگر پہ صدا سے لگے

توبہ ہزار کی ہی مگر فصلِ گل ہے یہ | بہتر ہی توڑی عہد جو رہی سا قیا لگے

تسلیم اسنے کر دی روزن بھی کی بند
اب کیون لگی ہی ٹکٹکی سو و لیتمر اسے لگے

۲۶۰ ۱۱

گھبراتی ہی زندان مین طبیعت کئی دن سے | بھڑکاتی ہی کیا کیا مری وحشت کئی دن سے
ہر بات مین کہین تو جرا تا ہی مین سمجھا | کچھ اور ہی ظالم کی نیت کئی دن سے
مرنی کی تمنا مین ہو بہر گشتہ شب و روز | پھرتا ہی لئی شوقِ شہادت کئی دن سے
کستا نہ خریدار ہی پھر چشم لڑی آنکھ | پاتی نہین لگی وہ مروت کئی دن سے
کیا خاک سنون ناصحِ مشفق تری باتین | لگتی ہی نہین میری طبیعت کئی دن سے
کچھ ایک طرح بیٹھ گئی ضعف سے یہ بھی | اوٹھتی نہین خاکِ سرِ تربت کئی دن سے
کیا آپ سے چپ ہون مجھی آدابِ خموشی | دیتا نہین فریاد کی رخصت کئی دن سے
ہر بات مین تکرار ہی ہر حال مین غصہ | برپا ہی مری گھر مین قیامت کئی دن سے
روتی کی بھی قابل نہ کہا سوزِ جگر نی | آنکھون مین نہین اشکِ ندامت کئی دن سے
منہ پھیر کی چلتی ہین جب آتے ہین مقابل | برگشتہ ہی مجھسی مری قسمت کئی دن سے

انکار عبث دیکھ چکی آپ کو تسلیم
چھپ چھپ کے جہان جاتی ہین حضرت کئی دن سے

۲۶۱ ۹

کرتی ہین کئی دیدۂ گریان کئی دن سے | تر بھی نہین ہوتا سرِ مژگان کئی دن سے
وحشت مین کہون کشمکشِ ضعف کا کیا حال | ہر پاتا ہی پیوندِ گریبان کئی دن سے
حاصل ہی مجھی دولتِ گریہ جو برابر | لبریز گہر ہین مری دامان کئی دن سے
تھا شورِ تبسم جو لبِ زخم مین افسوس | وہ بھی نہین ہوتا نمک افشان کئی دن سے

لائی نہ کہیں تیغ میں پھر کاکل برہم
آتی ہین نظر خواب پریشان کئی دن سے

تو بہی تو کبہی منہ سے نکالا نہیں پھر کیون
برہم ہی مزاجِ سگِ جانان کئی دن سے

دیکھا ہو تو بتلا دی خدارا دلِ پرخون
وہ ڈہونڈہتی ہی ہین سینے مین پیکان کئی دن سے

کچھ تیری طرف سی جو کہی ہین گلی اپنی
کیا کیا ہین پشیمان ہی ارمان کئی دن سے

۲۶۲

صیاد ہی کیا مانعِ فریاد ہی تسلیم
خاموش ہین مرغانِ گلستان کئی دن سے

بڑہ گئی می پینی سی دل کی تمنا اور بہی
صدقی اپنا ساقیا اک جامِ صہبا اور بہی

ایک تو ہین آپ ہی ناصح پریشان خستہ جان
دل کو کہا دیتی ہی تیری پندِ بیجا اور بہی

داستانِ شوقِ دل ایسی نہین تہی مختصر
جی لگا کر تم اگر سنتی یہین کہتا اور بہی

دیکھکر وہ آئینہ کہتی ہین کس ناز سے
کیون جی ہوگا کوئی مجہسا مہر سیما اور بہی

دردِ بیتابی گہڑی بہر تم نہین لیتا کبہی
جان و سپر کہائی جاتا ہی سہما اور بہی

کچھ تو پہلی سی دلِ بیتاب تہا وحشی مزاج
لی تیری فرقت کی رات گہبراتا ہی تنہا اور بہی

دیکھتی ہی دیکھتی تسلیم دو چھینٹے لگے
بڑہ گیا ہی پردگی مین مجہسی پردا اور بہی

۱۸

کیا شوخ صحرا ہی سبک بیخ ابہی گمان مجہے
بارِ فلک ہی دوش رکیب روان مجہے

باغِ جہان مین بلبلِ تصویر کی طرح
صیاد کا خطر نہ غمِ باغبان مجہے

کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہی ہجر مین
روتا ہی دیکھ دیکھ کی افسانہ خوان مجہے

دیوانہ وہ ہون سیر کو جاؤن جو باغ مین
پہنائی تیغ خندۂ گل بیڑیان مجہے

مانندِ زخم درد مین خندہ نصیب ہون
رکہتا ہی گنج زیرِ فلک شادمان مجہے

مانگا ہی کسنی بوسہ لبونکا زبان سی وک
دیتا ہی بات بات پہ کیون گالیان مجھے

بزمِ جہان مین صورتِ شمعِ خموش ہون
مانندِ شعلہ کہنی کو دی ہی زبان مجھے

ہمدم رہی چھوڑتا نہین دمبھر فراق مین
لپٹائی ہی کلیجی سی داغِ نہان مجھے

برباد بعدِ مرگ بہی مشتِ جنون مین آہ عن
تقدیر نے بنایا ہی ریگِ بیان مجھے

کیا پوچھتی ہو شوقِ اسیری کی مدتین
یادِ قفس مین بہول گیا آشیان مجھے

ساقی نہ پارسا ہون نہ زاہد نہ محتسب
ترسا رہا ہی کس لیی پیرِ مغان مجھے

سر پہ سرشکِ دیدۂ گریان ہی موجزن
پامال کر رہا ہی ملا کاروان مجھے

ہردم نظر کی طرح نظر سی نہان تو ہون
اب اور کیا کری گا فلک بی نشان مجھے

لائین نہ لائین تربت پہ کبہی تو ہار پہول
قسمت سے شمعِ گور ملی گلفشان مجھے

ہر آرزو کو ساتہ لیی جاتی ہے مدام
بی اعتبار سمجھی ہی عمرِ روان مجھے

مستی مین خشت سی جو حج کرتا ہون گریبان
ہنستا ہی دیکہ دیکہ کی پیرِ مغان مجھے

کہائی ہین کسکی ہاتہ سی ظالم گلوریان
کرتا ہی آج قتل ترا رنگِ پان مجھے

۲۶۴	تسلیم باغِ دہر مین فیضِ نسیم سے کہتی ہی اخلق بلبلِ ہندوستان مجھے	۱۲

ہستی سہی بعدِ مرگ رہائی کہان مجھے
بننا پڑا ہی داغِ دلِ دوستان مجھے

مین نقش مٹا ہوا ہون مٹانی کیواسطی
کیون ڈہونڈہتا ہی چار طرف آسمان مجھے

آزاد ہون نشاط و الم سی برنگِ سرو
یکسان ہی اس چمن مین بہار و خزان مجھے

آغازِ عشق ہی مین ہوس کہہ رقیب کی
او بدگمان ابہی سی نکر بدگمان مجھے

سوزِ درون سی گور بہی آتش ہی بعدِ مرگ
شمعین وہ کہا رہی ہین مرا استخوان مجھے

افسانہ گوئی اور رستے بیخواب کر دیا
ظالم سنا رہا ہی مری داستان سے مجھے

کیونکر نہ کھائی تیر ہنسو مین بنگِ رحم
رہ رہ کے گدگداتی ہی نوکِ سنان سے مجھے

وہ گمشدہ ہون صبح ہی عدم اضطراب مین
دوڑی گئی ہی ڈہونڈہتی عمرِ روان مجھے

دریا مین کیا رکھون میں دیوانگی قدم
زنجیر بنکی لپٹی گی موجِ روان سے مجھے

افتادگی ہی ضعف سی کیا خاک ہو سکون
سایہ ہی پای مور کا بارِ گران سے مجھے

اتنا نہ دل اٹھا کہ خدا ہی کا ہو رہون
تو جانتا نہیں بتِ نا مہربان سے مجھے

صیاد نی غضب کی لگائی ہی تاک ہاک
ڈر سہی قفس ہوا ہی مرا آشیان سے مجھے

پائی نہ جستجو صفتِ نقشِ پای مور
اتنا ہی خاک مین نہ ملا آسمان سے مجھے

کاہش سی ہی نشان ہون عنقا کی طرح مین
پیدا ہو قدردان ہی تو ڈہونڈہی کہان مجھے

باغِ جہان مین طائرِ رنگِ حنا کی طرح
آیا نظر نہ خواب مین بہی آشیان سے مجھے

مہمان ہون نیم دم کا لگا لی جگر سی شمع
پائی گی پہر شرر کی طرح تو کہان مجھے

تسلیم کیا عقوبتِ عقبی سی مین ڈرون
حاصل ہی چین کونسا آخر یہان سے مجھے

۲۲۵ ۹

عہد پہر کرتی ہین ترکِ ستم کی واسطے
کچھ بہانا چاہیے جہوٹی قسم کی واسطے

اسقدر ای صانعِ صحرا دی ہی پہیلا ہاتہ پاون (?)
رہنی دی تہوڑی جگہ سینی مین غم کی واسطے

آرزو ہی مرگ کی ہی شوق کہہ باقی رہے
چاہیی اک ہمسفر ملکِ عدم کی واسطے

وہ آئینہ ہی مین تصویرِ حیرت آشنا
عیش کی خاطر نہ پیدا ہون غم کی واسطے

ہمسفر حسرت ہوئی ہو دم ہی کی مجکو پہر مین (?)
چرخ نی ٹہہرا لیا مشقِ ستم کی واسطے

بیخودی کی اہلِ طلب مین بن گئی ہی اشتیاق (?)
چاہیی اک خضر مجکو ہر قدم کی واسطے

وصل کی شب آفت ادھم ہو لپٹ کر سو رہین — عذرِ گرمی کا عبث ایجا ہو جاڑی مین ہے
گرم کہتی ہی مزاجِ سردِ پیری کو شراب — لطفِ شغلِ بادہ و جام و سبو جاڑی مین ہے
سرد اعضا ہو چکی لب پر بھی ہی آہِ گرم — آگ قسمت مین لگی ہی چلتی لو جاڑی مین ہے
سینی ہی اپنی لگائی رہتی ہین گل رُخ بہت — قطرۂ شبنم کی کیا کیا آبرو جاڑی مین ہے

تھرتھراتا ہی جگر تسلیم پڑہی شعر کیا
سخت مشکل دم کا آنا تا گلو جاڑی مین ہے

۲۶۹ — ۶

کیا کہی کی عندلیب چمن سی نکل گئے — کیا سن لیا گلون نی کہ نکہت بدل گئے
ایسا کہان رفیق جو دیتا قلق مین ساتھ — اک جان تھی سو وقت پہ وہ بھی نکل گئے
ای جان شبِ فراق کا صدمہ نہ پوچھیی — وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سی ٹل گئے
مجھکو دیا وصال نی بھی صدمۂ فراق — سو سو طرح کی دل سی تمنا نکل گئے
گھبرائی تھی فراق مین لیکن ہزار شکر — باتین وہ دل نی کین کہ طبیعت بہل گئے

تسلیم آج تک ہے وہی شغلِ شاعری
بڈھی ہو گئے مگر نہ تمہاری ٹل گئے

۲۷۰ — ۵

غیر سی ملیی مجھی ناکام رہنے دیجئے — آپ اپنی نامہ و پیغام رہنے دیجئے
وصل مین سنگ گلی تقدیر کی کہتے ہین وہ — آج ذکرِ گردشِ ایام رہنے دیجئے
[illegible] قفس شاید پھڑکتی ہی ندی — کوئی دم بیتاب صیدِ دام رہنے دیجئے
[illegible] تی ہی مجھ رندِ بادہ نوش کی — سامنی آنکھون کی خالی جام رہنے دیجئے

ہم نہین کہنی کی ای تسلیم پیغامِ وصال
ہے تمنا یہ خیالِ خام رہنے دیجئے

۲۷۱ — ۱۱

وہ کہنے سننے سے گر ملے سب پہ گئی کدورت نہ خاک جی کی
وہی ہے دو دو پہر لڑائے وہی ہی رنجش گھڑی گھڑی کی

وہ کم حقیقت ہین اس جہان مین کہ وقتِ عہد غلط اجل ہے
ہمیشہ کہانی ہے جو ٹھی قسمین لحد سی اپنی ہی زندگی کی

ستم اوٹھائی وفا نباہی شکایت اسکی نہین ہی اے دل
مگر بھلائی کی تو نے اوسنے امید رکھی بہت بڑی کی

نہ شامیانہ نہ شمعِ تربت نہ موجِ سبزہ نہ چادرِ گل
بلا نصیبون سے مل کی کیا کیا خراب مٹی ہی بیکسی کی

گئی نہ سوی حرم کسی دن نہ کام دیرِ مغان سی رکھا
سلامتی ہیں اس عشق کی ہو یہی سے دونون کو بندگی کی

ہزار صدمی دستِ فلک نے کبھی نہ ہنسنے سے باز آئے
ہمیشہ مثلِ لبِ حباب راحت خوشی نہونی کی بھی خوشی کی

فنا نصیبون سے ایک دم بھی کہان مشکل ہے ربطِ ہستی
شرار آتش سے کوئی پوچھو خلش ہوای فسردگی کی

حسین مین جبتک ادا نہین ہی عبث ہین ظاہر کی رنگ و روغن
کہ حسنِ تصویر لاکھ رکھی طبیعت آتے نہین کسے کی

پسی جو برگِ حنا تو کیا کیا ہوئی بہو کا وہ فندقِ پا
عجب سعادت نے رنگ بدلا کسی کی بگڑی بنی کسی کی

اوڑا کی آخر برنگِ نکہت سپردِ بلبل کیا قفس مین

گلون کی دل مین جگہہ نپائی صبا نی آشفتہ خاطری سے
کسی توقع سے ہے فصلِ گل تک رہین کی تسلیم پارسا ہم ١٦

٢٤٢ ابہی ہی عذرِ گناہ توبہ تلاش مین ہے شکستگی کی
نہ مانون گا مین صبا چمن مین گلی ہی اوسکو لگا گئی ہے

بسی ہی پوشاک بوی گل مین حیا سے بیتاب نازکی ہے
جو تمکو آنا ہو جلد آؤ کہ دم مین رخصت حیات کی ہے

گلی سے حسرت لگا رہی ہی امید صورت کو تک رہی ہے
پیئین نہ فصلِ بہار مین سے خدا کی ڈر سی شرابِ گلگون

یہی ہی واعظ جو شرطِ توبہ تو ایسی توبہ کو بندگی ہے
ہوئین نہ گستاخ آرزوئین نہ سخت جانی نی دل کہپایا

کوئی یہ پوچھو کہ تیغِ قاتل اجل نصیبون سی کیون کہنچی ہے
مین ترکِ مطلب کی اپنی صدقے کہ شکل تصویر اس جہان مین

نہ دوستی ہے کسی سے مجکو کسیکو مجہہ سی نہ دشمنی ہے
مجہہ پر آئے ہو تم جو ای جان عتاب اوٹہو حجاب کیسا

کہ آج مین ہون کہ ساتہہ میرے شریکِ تنہا سے بیکسی ہے
مین خاک دیکھون بہارِ گلشن غمِ جدائی مین پہنس رہا ہون

یہ آگ بہڑکی ہوئی ہے جیسے مری طبیعت بجہی ہوئی ہے
حباب آسا مری گرہ مین ہوا سے بہیا کے نہین کچہہ

مجہی تعجب ہی کہات مین ہون ازل سی ہی ہر دم شکستگی ہے

برنگِ تصویرِ نیک و بد سے جہان سے میں ہوں کشیدہ خاطر
ہوا یہ ثابت کہ روح میری نہ دوزخی ہے نہ جنتی ہے

گرا کے نظروں سے سنے سبب یوں نہ ہول احسان غم زدوں کا
یہ دل وہی ہے کہ جس میں ظالم تری تمنا بسا دی ہے

لبِ عنادل میں گرم شیون قبائے گل ہے ہزار ٹکڑے
خبر نہیں کیا خبر چمن میں نسیم آکر اڑا گئی ہے

نصیب واشد ہوئی نہ ہوگی عبث ہی تدبیر چارہ گر کی
مری مقدر میں مثلِ گوہر ازل ہی وابستگی لکھی ہے

بیانِ کیف و سرورِ مستی خبر یہ دیتا ہی مجھکو زاہد
بہت نہیں تو ضرور تونی شراب دو چار گھونٹ پی ہے

وصال میں سے مری تمنا ہوئی نہ دلشاد وا ہی قسمت
یقیں نہو جسکو پوچھ دیکھے گواہ اس گل کی ناز کی ہے

ہزار ہیری مٹا چکے ہے تپ محبت ہی دل میں باقی
ہنوز خاکسترِ کہن میں وہ آگ جو تھے دبی ہوئی ہے

شراب ساقی پئیں کہاں تک کہ آج تسلیم کے طرح سے
گئے ہیں خالی ہزاروں ساغر ابھی طبیعت بھری ہوئی ہے

شہادت میں حیاتِ خضر کی تاثیر ہوتی ہے
دمِ عیسیٰ سے ہوا ای دامنِ شمشیر ہوتی ہے

صدا دیتی نہیں زنجیر زورِ ناتوانی سے
خموشی کی گرفتاری میں بھی تاثیر ہوتی ہے

لبِ جاں بخشِ جاناں سی برابر ہو نہیں سکتا
مسیحا کی مری دو دو پہر تقریر ہوتی ہے

تلوّن سے نہین شرطِ وفا اک حال پر اب تک ۔ کبھی تقریر ہوتی ہی کبھی تحریر ہوتی ہے

کیا شیرین نے کیونکر ماتمِ فرہاد حیرت ہے ۔ خداوندا جہان مین ایسی بھی تقصیر ہوتی ہے

وہ حیران تھی چھوٹا ساتھ حیرانی کا مرکر بھی ۔ ہماری خاک صرفِ گردِ تصویر ہوتی ہے

نظر آتی ہین جب خواب سے مین چونک اٹھتا ہون ۔ وہان بھی داغِ دل ناکامی تقدیر ہوتی ہے

عدم تو پیچھے چھٹ جاتا تجھے کام اوّل مین ۔ سحر تجکو کہان اور نالہ شبگیر ہوتی ہے

وہی مرکر بھی پامالی چلنی کی عادت ہے سرِ مدفن ۔ کوئی آئی ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہے

نسیمِ باغِ جنت کے تمنا ہو تو کافر ہون ۔ ہوائے کوچۂ جانان کس لیے دلگیر ہوتی ہے

دلِ سوختہ جب کہتا ہون قطع کرتا ہی ۔ بجھی کیا آگ شمعِ بزم سے گلگیر ہوتی ہے

بچاکر چشمِ دربان خاک نکلون کنجِ زندان سے ۔ کہ غمازِ رہائی پاؤن کی زنجیر ہوتی ہے

خبر کیا پوچھتی ہو اب مریضِ ہجر کی اپنی ۔ کفن آیا ہوا ہی غسل کی تدبیر ہوتی ہے

مقرر کچھ صبا سے کہہ دیا ذوقِ اسیری نے ۔ کہ موجِ بوئے سبزہ پاؤن کی زنجیر ہوتی ہے

دلونکو اپنا کر لیتی ہین کافر دیدہ ہا تو نہین ۔ عجب جادو بتانِ ہند کی تقریر ہوتی ہے

بگڑ جانی سے بنتی ہی بنانی سے بگڑتی ہی ۔ تری ہی خانہ ویرانی عجب تعمیر ہوتی ہے

مٹایا تو جو اونکو بہت اچھا کیا لیکن ۔ کوئی اٹکھیلی ہمسے بھی بہت بے پیر ہوتی ہے

کسی عالم مین ہمچون نہ ہم مزاجی مجکو لازم ہے ۔ مری ہمّتی پریشان خواب کی تعبیر ہوتی ہے

تعجب کیا خیالِ روئے جانان ہی اگر دل مین ۔ کہ اکثر آئینی کی ساتھ اک تصویر ہوتی ہے

ستمگر کو نہ دیکھا پھولتی پھلتی جوانی مین ۔ ہمیشہ بے ثمر شاخِ کمانِ تیر ہوتی ہے

اگر عذرِ حیا ہی دل مین قاتل کیون نہین آتا ۔ کہ غم ہوتا ہی تیرا پیکانِ تیر ہوتی ہے

زبانی سے الٰہی عروسِ فکر کا جوبن ۔ جوان ہوتی ہی اے تسلیم جب تحریر ہوتی ہے

مخمسات

مخمسہ غزلِ جناب فیض انتساب حضرت حکیم محمد مومن خان متخلص مومن مغفور

رشکِ گلخن تپشِ دل سے گلستان ہونگے
جل کے شمشادِ چمن سرو چراغان ہونگے
جیتے جی شعلہ زنِ عالمِ امکان ہونگے
دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے
فلس ماہی کے گلِ شمعِ شبستان ہونگے

شام سے وقت ہے کیون تیرہ نصیبون کے لیے
بیخبر اپنی خبر لی کہ سحر ہوتے ہوئے
پڑ رہین گے یہ کہین خاک مین جیتے مرتے
تو کہان جائیگی کچھہ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خوابِ عدم مین شبِ ہجران ہونگے

کیا ہوا ابر چلی کیون جلسے بادہ اپنا
دیکھہ لے تو زبنائین گی چمن مین سیدا
کیون بلائین تو لیا کرتی ہے یار تنہا
ہم نکالینگے سن اے موجِ ہوا بل تیرا
اوسکی زلفون کی اگر بال پریشان ہونگے

جان سپردیدہ و دانستہ بلا کیونکر لون
کچھہ تو ہی ہین جو اونہین مانعِ خوبی نہ ہو
ٹکٹکی لگ جای سدا انکی اداکو تیرون
تابِ نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

جیتے جی گو کسی آنکھین نہ چرائینگے کبھے
حشر تک خضر کی جیتے نہین آئینگے کبھے
بھول کر چشمۂ حیوان پہ نہ جائینگے کبھے
منتِ حضرتِ عیسیٰ نہ اوٹھائینگے کبھے
زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے

پند بیجا سے کسی کی نہ ہو کب تک برہم
کوئی کبتک سہے بیکار نصیحت کی ستم

کس لیے ہای لگائی ہی یک ایک دم — ناصحا مین تو اتنا سمجھہ اپنی کہ ہم

لاکہہ نادان ہوئی کیا تجسی ہی نادان ہونگے

شمعِ بالین ہی نہ تربت پہ اگر کی بتّی — داغ کو دیتی ہین مٹی سی مری کر بہی

بی نصیبون کے لیی پہول کی چادر کیسی — غیر چہوٹا ہی لحد پہ تری دل تفتہ کی

گل ہونگی شررِ آتش سوزان ہونگے

یہ بہی سمجھی گے پی سیر و تماشا کہ نہین — جیتی جی دیکہون گا پابند بلا یا کہ نہین

آخر انکا بہی کوئی ہوگا مداوا کہ نہین — صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین

چارہ فرما ہی کبہی قیدیِ زندان ہونگے

رات دن کہتی ہین کیا ہم نفسی کی ہوس — سیکہے پر دل بیتاب کے آتا ہی ترس

کفِ افسوس ملا کرتی ہین بانرگس — ایک ہم ہین کہ ہوئی ایسی پشیمان کہ بس

ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کی ارمان ہونگے

ایک صورت کیطرح پہر کبہی چلمن مین نہین — گرم نظارہ کہین برق تبسم ہی کہین

سمجھون کیا تنگِ جفن چادر پہ وہین جبین — چاک کیہ سہتی ہی ہین نگاہی کی وہ انشین

ایک ہین کیا کہ سبہی چاک گریبان ہونگے

ہتہکڑی ہوگی نہ دور روزن بیڑی ہوگی — توڑ کی ساتہی حداد کی بیٹہکی ہوگی

جوش مین یاد بیابان جنون لی ہوگی — پہر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی

پہر وہی پاؤن ہی خار بیابان ہونگے

مرکی بہی رنج کا ایک تماشا ہوگا — دیکہنا آکی اگر وہ ین کبہی خصمت عدا

رنگ لائی گی بہارِ گل حسرت کیا کیا — داغ دل کلین گے تربت سی مری ان لالا

یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہاں ہونگے

کر چکی توبہ کہ توبہ کی ہوئی رخصت دل
مثل تسلیم نہیں ہم جو رہی پہنا مگن
ہوگا فقرہ کوئی ای زاہد تیرہ باطن
عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن

آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

خمسہ بر غزل مولانا استادنا میر احمد صغیر علیخان تسلیم شاگرد حکیم محمد مومن خان صاحب مومن

نوجواں ہیں وہ نہیں جو کہ سیکڑوں ارماں ہونگے
یہ سمجھی ہم کو مانا کہ ہراساں ہونگے
بیحجابی کی وہ دم صبح تو ساماں ہونگے
وصل کی رات ہی آخر کبھی عریاں ہونگے

میں پشیماں ہوں تو کیا وہ نہ پشیماں ہونگے

دونوں ہٹ ہی نئی دیکھی کبھی سیٹے پھر
کون ناکام ہے کسکی تمنا نکلے
دو گھڑی دن سی عجب طرح کا صدمہ ہی مجھے
شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مری حسرت کے

درد کہتا ہی شریک شب ہجراں ہونگے

اور رہماں نفس چند ہیں وحشت کے کرم
چھیڑ دامن کو ہنسا چاک قبا کو پیہم
رنگ خوں کف پا ہی سر جادہ ہر دم
شوخیاں کرتی جنوں آج کہاں ہیں کل ہم

خاک اوڑائی گی میں دشت بیاباں ہونگے

خواب غفلت سی تو باتیں بنا او ظالم
کس لیے آئیگا کیا کام ترا او ظالم
نت نئی وعدہ بیداد وفا او ظالم
آپ جاؤنگا تو آکہ نہ آ او ظالم

آج وہ دن ہی کہ مجھپر مری احساں ہونگے

پیار کرتا ہی کسی کسی گلی لپٹا ہی
اب نہ وہ میں ہوں نہ شوق جگر فرسا ہی

کیا ملون خاک مین جی اور ملا جاتا ہی | دل جو روٹھا تو منائی سی کہین منتا ہی

یہ ستم باعث حسرت تجھی ای جان ہونگے

چشم عاشق کو نہ سمجھین کبھی تنہا خالی | یہ نہین مثل حباب لب دریا خالی

کہدو پھر جائین لبی جوش تمنا خالی | یان نہین جلوۂ جانان سی ذرا جا خالی

اشک آ کر مری آنکھو نمین پشیمان ہونگے

ہمنفس لی آتی ہی گھٹا اشک فشانی ہوتی | کنج تنہائی مین چھپ چھپ کے مدارونی

دھوم ہو جائیگی پیوند زمین ہونی کے | تجھکو کردین گی خبر زیر لحد سونی کے

سر شکیتے تری رہ پر مری ارمان ہونگے

غم نہین دی ہی ہمین چھایۂ ستمگر صد داغ | چھوڑ کر کنج قفس جائین نہین اتنا دماغ

اب مبارک رہی مرغان خوش لہج کو باغ | خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ

ہم وہ بلبل ہین بہی خاک گلستان ہونگے

اب تو سنتی نہین الی شوخ ادا عاشق کے | کہتے ہو شکل دکھائی نہ خدا عاشق کے

خون ہو گی محبت مین سدا عاشق کے | یاد آئیگی ابھی رسم وفا عاشق کے

حال کھلجایگا جب خاک مین پنہان ہونگے

صبر صبر کہ رخصت سی کوئی دم مین شباب | پھر کہان حسن کے بازار مین نرخ و حساب

اور کچھ روز سہی قہر و غضب ناز و عتاب | ناجوانی ہی گرانی نہ ہوای دل بیتاب

پھر تو ہی لب جان بخش کی ارمان ہونگے

قتل سی کیون طلب انگیز ہی اتنا قاتل | ڈر ہی مجکو کہین شادی ہی مین غم حاصل

کہدی یہ ہمدرد ذرا جا کی پیام بسمل | گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس ای غافل

خون وہین گی ہی زخم جو خندان ہونگے

شوق پابوسی اسنا اگر ہی تسلیم
کہہ گئی ہین یہ ہم رخصت جان وقت سقیم
اصل سو گل وہین ہونگی کسی عالم مین مقیم
طوف ہر نخل کرینگی صفت گرد نسیم

ہم ہین کب ہی قربان گلستان ہونگے

ایضاً

ہنستا گھری گھری کا دلسی بھلا ہی دینگی
تنگ آ گئی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگی
وہ بات ہم کرینگی تمکو رلا ہی دینگی
رشک عدو مین دیکھو جان تک گنوا ہی دینگی

لو جھوٹ جانتی ہو اک دن دکھا ہی دینگی

پامال کیا کرینگی وہ شوخ و شنگ ہو کر
ہم بیٹھی دیکھینگی کو حیرت سی دنگ ہو کر
لائینگی رنگ ایسا اک دن تنگ ہو کر
اوڑ جائینگی جہان سی عاشق کا رنگ ہو کر

انقش قدم نہین ہین جسکو مٹا ہی دینگی

فریاد جیسی ہین ہوینگی کسکو دربان
دیکھینگی رنگ محفل سب کی نظر سی پنہان
آئینگی سر کہان کی حسرت نصیب و حیران
آواز کی طرح سی بیٹھینگی آج ای جان

دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگی

اک ہم ہین جس سی ہر دم نفرت کی گفتگو ہی
کہتی ہین سخت اسکو کیا ذہم کو بکو ہی
رنجش گھری گھری ہی دشنام و بد دوہی
غیرونکی جستجو ہی ہر وقت آرزو ہی

یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلا ہی دینگی

کیونکر نہ صبر کرین ہم داغ نہان سی اپنی
مانند شمع روشن سب ہی عیان ہی اپنی
پڑتی ہین لب پہ چھالی سوز نہان سی اپنی
شعلی نکل رہی ہین ہر استخوان سی اپنی

یہ اک وہ نہین ہی جسکو بجھا ہی دینگے

تصویر کیطرح ہم اوس شوخ کی روبرو ہین — حیرت سی لب پہ اپنے رکہتی سدا رفو ہین
کیون کر گدا کی ناحق احباب خندہ جو ہین — خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین

وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

تسبیح کیطرح ہون اب بے نصیب منزل — رکھتی ہین ولیکن ہم ایسے خیال باطل
بیکار کاوشون سی ہوتا ہی خاک حاصل — اونکی گلی سی جانا اب ہی ہمیشہ مشکل

ہون اشک افتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے

مخمس غزل ماہر فن نادرہ سخن ملک الشعرا جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی رح

اپنی ہمت پہ مغرور رہون ہمت والے — بیحقیقت مجھی سمجھین نہ حقیقت والے
کچھ مقدر تو نہین حشمت و شوکت والے — کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے

اونکا بندہ ہون جو بندی ہین محبت والے

تہمت دید سی فرصت کسی صورت نملی — رفتہ رفتہ یہ مری شوق کی نسبت پوچھی
خط جو لکھواتا ہون ان سی خطونکو ہین کبھی — ہای ہی حسرت دیدار مری ہای کو بھی

لکھتی ہین ہاتھ سی چٹھی سی کتابت والے

جستجو سی نہین پا گھڑی بھر فرصت — کوئی دم فکر طلب سی نہین حاصل راحت
غیر ممکن کہ ترقی سی بڑہی کم نیت — حرص کی پھیلتی ہین پاون بقدر وسعت

تنگ ہی رہتی ہین دنیا مین فراغت والے

جیتی جی سب تھی شریک غم و محنت آزار — ہمدم و ہمسخن و مونس و یار و غمخوار
پس مردن یہ ہوا بیکس و تنہا ناچار — نہین جز شمع بھی اب مری بالین مزار

نہین جز کثرتِ پروانہ زیارت والے

شکلِ تصویر ہین کہتی نہین کوئی خواہش — حرص کہتی ہین کسی شی کی ہمین کیسی خواہش
اپنی مرضی وہی ہی جو تری مرضی خواہش — نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش

دیکھہ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

لیلی و قیس تھے گشتۂ مقدر دونون — نجد مین خاک اوڑاتی پھری اکثر دونون
نہوئی صداقت کسی طرح گھڑی بھر دونون — رہی جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون

کبھی مل ہی گئی دو دل جو کدورت والے

چشمِ بیمار تری دشمنِ آرام و شفا — لبِ جان بخش سہی اعجازِ مسیحا پیدا
کھائی جاتی ہین یہ جانِ حزین بہرِ خدا — تو جو چاہی تو ہی دردِ محبت کی دوا

میری ہمدرد ہو ہون بیدرد نصیحت والے

اسقدر شعلہ فشان ہی اثرِ سوز و گداز — ہر سرِ موسی ہویدا ہی شرر کا انداز
بھیجون کیا خط تجھی ای گرم ادا آفتِ ناز — چھوڑ دیتی ہین قلم جون قلمِ آتشباز

میری شرحِ تپشِ دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشان ہی نہ مسیحا کا پتا — سرِ بالین نہین اب ایک بھی جیتا مرتا
خوش کبھی انکو خدا جی تو بہلتا ہی مرا — کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا

دلِ بیمار کی ہین وہ بھی عیادت والے

نی تری بسترِ غم میرے بہر رحم و وفا — کیا کہین کرتی ہین کسطرح بسر صبح و مسا
کبھی افسانۂ حسرت کبھی غم کا قصا — دل سی کچھہ کہتی ہین ہم جیسے ہی کچھ دل کہتا

دونون اک حال ہین ہین رنج و مصیبت والے

مقتلِ تسلیم ند و ہاتہ دہن مین اپنے ذوق
کس لیے سنکے ہو تم رنج و محن مین اپنے ذوق
کہتی و جو کہی گہر بیٹھی وطن مین اپنے ذوق
نازہی گل کو نزاکت پہ چمن مین اپنے ذوق

اسنے دیکہے ہی نہین نازو نزاکت والے

تخمیس غزل فخر شعرائی روزگار مشہور امصار و دیار جناب نواب اسد اللہ خان غالب رح

بیحاصل ہی نیرنگ جہان کا مری آگی
اک شعبدہ ہی دہر کا نقشا مری آگی
دہوکا ہی طلسم تہ و بالا مری آگی
بازیچۂ اطفال ہی دنیا مری آگی

ہوتا ہی شب و روز تماشا مری آگے

رہتا ہی مجہی سخت سے شکوا تری پیچہی
وحشت سی نہین آپہین آتا تری پیچہی
دیتا ہی اموت کا جینا تری پیچہی
مت پوچہہ کہ کیا حال ہی میرا تری پیچہی

تو دیکہہ کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگے

ہون خاک نہین خاک کو رتبا مری ہوتی
کوئی ہو کبہی رنج نہین کرتا مری ہوتی
سب کچہہ ہی مگر کچہہ نہین جیتا مری ہوتے
ہوتا ہی نہان گرد مین صحرا مری ہوتے

گہستا ہی جبین خاک پہ دریا مری آگے

ہون شام سی ہین فکر صبوحی مین گرفتار
منگوائی شیشے ہی خوش رنگ کی دو چار
کسکو سحر معنی ہی کہان لذت اشعار
پہر دیکہئی انداز گل افشانی گفتار

رکہہ دی کوئی پیمانۂ صہبا مری آگے

جب نام عدو اسلئی کہتا ہون کہ اچہا
کچہہ اور سمجہتا ہی بگڑتا مری دل کا
منظور ہی جو چاہین کہین ذکر احبا
نفرت کا گمان گذرتا ہی مین رشک سی گذرا

کیونکر کہون لو نام نہ اونکا مری آگے

اک تو ہی کہ اپنا نہیں ہے ثابت جو کلام — ورنہ مری قائل ہیں بیانی کی دلارام
اعجاز کی باتیں ہیں کرامات کی پیغام — عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام

مجنوں کو برا کہتی ہے لیلیٰ مری آگے

مرتا تو ہوں لب کیوں ہم آخر یہ ستم ہے — کس واسطے یارو یہ غضب ہائی کرم ہے
تسکین تو کوئی دم عوض یاس و الم ہے — گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے

رہنے دو ابھی ساغر و مینا مری آگے

ہر بات ہی سحبانِ سخندانی ہی نزدیک — ہے ہیچ ہیں خاقانی و خاقان کی نزدیک
ہر مشکلِ دشوار ہی آسان مری نزدیک — اک کھیل ہے اورنگِ سلیمان مری نزدیک

اک بات ہی اعجاز مسیحا مری آگے

اس آہ و دوائی نہ کہاں تک بھی شفا کا — کب تک میں کروں صبر کہاں تک ہوں جھکا
مشہور ہی تسلیم کے مانند ہمیشا — ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہی میرا

غالب کو برا کیوں کہو اچھا مری آگے

مخمس غزل سر آمد شعرائے زمان مستند سخنوران جہان جناب شیخ امام بخش ناسخ

زندگی میں موت کا موجود سامان چاہیے — تختۂ تابوت ہی تختِ سلیمان چاہیے
خود فراموشی نہ اتنی بہر مہمان چاہیے — کچھ عدم کا بھی خیال اہلِ تجمل یاں چاہیے

گو عزیز مصر ہی پر یادِ کنعان چاہیے

دیدۂ سر ہیں جنون میری فنا ہونی کی لئی — ہجر میں یا آبروئے گریہ کھونی کی لئی
کیا کروں داغِ دلِ غمناک دھونی کی لئی — کوچۂ دلدار کی حسرت میں رونی کی لئی

پانوں کو اب آبلی کی چشم گریان چاہیے

ابتو یہ رونا پڑا ہی کیا کرون ای ذو الجلال — آگیا پیری مین اوسکی عشق لب کا خیال
ہونٹہ کاٹون کسطرح حسرت سے دندان چاہیے

دیکہی کیونکر ہو زیر آسمان اپنی بسر — ہر گہڑی سے جا اترتی پر یہی حشمت اوج پر
ہمت دیوانگی پر کیون نہو من ہین چشم تر — پنجۂ خورشید کو کافی ہی اک جیب سحر
روز یان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

برہمن ہو یا ہین یا ہو زاہد بیت الحرام — طالب عقبی مخنث ہین نہ لی تسلیم نام
کیون نہ سمجہی صحبت ارباب دولت کو حرام — طالب دنیا مؤنث ہین بہلا کیا انسی کلام
مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے

مخمس غزل امید گہر بہائی یکہ تاز میدان شعلہ زبانی جناب خواجہ حیدر علی آتش

صدا آتی ہین عندلیبان کیسی کیسی — بیان کرتی ہین غنچہ دہنان بیان کیسی کیسی
جہکاتی ہین کلام و زبان کیسی کیسی — دہن پر ہین اونکی گمان کیسی کیسی
کلام آتی ہین درمیان کیسی کیسی

بہار آکی جوبن دکہاتی ہی کیا کیا — خزان شرم سے منہ چہپاتی ہی کیا کیا
صبا ہوش بلبل اڑاتی ہی کیا کیا — زمین چمن گل کہلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسی کیسی

قتیلون کی جب سے سنے مرتبے ہین — ہزارون گلستان مین بسمل بنی ہین
لگا کر لہو پیرہن تر کئے ہین — تمہاری شہیدون مین داخل ہوئی ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسی کیسی

ارادی خراباتیون کی بڑہی ہین — برابر ہی لالہ کون پی رہی ہین

بعون صانع ملکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شگفتِ کلکِ رنگین خندہ زن ہی
مبارک باد آغازِ سخن ہی

اوترقی ہاین مضامین آسمان سے
عیان ہی شوکتِ رفعت بیان سے

بھری ہی بی نیازی مدعا مین
سرِ تمکین ہی عرضِ التجا مین

بڑہی ہی ناتمامی گفتگو سے
مرا مطلب سوا ہی آرزو سے

خیال آیینہ حیرت فزا ہی
زبان مصروفِ حمدِ کبریا ہی

بنایا جسنے منقش بوستان کو
کفِ جلادِ برگِ ارغوان کو

لکہا ہر صفحۂ اوراقِ گل پر
شہادت نامۂ بلبل سراسر

عطا کی داغِ لالہ کو سیاہی
سراپا صورتِ مُہرِ گواہی

ہنسی لب پر جگر مین زخم کاری
دیا غنچے کو پاسِ پردہ داری

پی سینوشے درد نہفتہ
دیا پیمانۂ زخمِ شگفتہ

شہیدون کو طلسمِ نو دکہایا
ہنسا کر زخمِ تن کو خون رلایا

رگِ بسمل کیا تارِ نظر کو
سکہایا رقص بیتابی جگر کو

دلِ عاشق کو بخشا خاک ہونا
گریبان کو سکھایا چاک ہونا

گہر ریزی کہین کی چشمِ تر سے
بھری دامن کہین لختِ جگر سے

حیا غنچون کو دی رازِ نہان کی
عنادل کو ہوس بخشی فغان کی

کہین ہے جلوہ گر حسنِ حسین مین
کہین ہے خاطرِ اندوہگین مین

نہان و آشکارا جلوہ گر ہے
کہین نکہت کہین گلبرگِ تر ہے

غرض ہر رنگ مین نیرنگ امکان
رہا حیرت فروشِ چشمِ انسان

شہِ لولاک نی رو رو کی اکثر
کیا ارشاد لا احصی بیان پر

بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہمارے
لکھین حمد و ثنای ذاتِ باری

مناسب ہی خموشی آشنا ہون
شریکِ اختصارِ مدعا ہون

زیادہ وہم سے حمدِ صمد ہی
خرد مجروحِ تیغِ دستِ رد ہی

دعا مانگین کرین قصدا و گر ہم
کہین احباب آمین مل کی باہم

تمنا کا ہی خالی دستِ رنگین
پہنا دین خاتمِ ختمِ دعا مین

نالۂ چند دعای عاشقانہ

الٰہی دی زبانِ نکتہ دانی
دکھاؤن جلوۂ حسنِ معانی

اجازت خواہ لطفِ گفتگو ہے
خموشی بہرِ رخصت روبرو ہے

نظر لوثِ سخن سے پارسا ہی
ابھی نادیدہ حسنِ مدعا ہی

حریفِ نالۂ بیداد ہون مین
شریکِ صحبتِ فریاد ہون مین

دلِ مشتاق پابندِ الم ہے
نفس تارِ کمندِ صیدِ غم ہے

سحاب آسا عطا کر چشمِ گریان
مصیبت زادۂ آغوشِ طوفان

برنگِ ابرِ تر رویا کروں میں سدا داغِ جگر دھویا کروں میں

تپش دی نالۂ جانِ حزیں میں اثر دی دودِ آہِ آتشیں میں

رہی بیداریوں کا حفظِ آداب نہوں آنکھیں کبھی منت کشِ خواب

نہ کم ہو التفاتِ بیقرارے رہی تازہ خراشِ دلفگارے

خرابی دوست رکھہ ہر دم مزاجی برنگِ برق دی شعلہ مزاجی

نہ کم ہو کوئی دم سامانِ سودا رہی سر منزلِ احسانِ سودا

عطا کر سلسلہ زلفِ پری سے تعلق دی پریشان خاطری سے

جنون پروردی آشوبِ جوانے ہوا خواہِ بلای ناگہانے

برای چاک دی دامن اگر دے نہ بہرِ التجای سیم و زر دے

رہی دستِ جنون ہر لحظہ چالاک کبھی سینہ کبھی دامن رہی چاک

ترقی پر رہے شوقِ اسیری رہی وحشت کو پاسِ دستگیری

فلک کو لذتِ ذوقِ جفا سے نہ دوں فرصت تقاضای بلا سے

رہوں میں مائلِ کافر ادائی کہاں تک پارسائی پارسائی

جبیں سا خدمتِ پیرِ مغاں میں رہوں جب تک رہوں دیرِ جہاں میں

ٹھہرای شوقِ عرضِ عاشقانہ کہاں تک وصفِ لبِ خم کا فسانہ

سناؤں چار شعر ایسے خدارا کہ جس سے مغفرت کا ہو سہارا

جنابِ کبریا میں رو کی دن رات پڑھا کر صدقِ دل سی یہ مناجات

خدایا مثلِ کلکِ سینہ افگار سیہ رو ہوں سیہ دل ہوں سیہ کار

بسر ہوتے ہی بیجا زندگانے بلای جان ہی آشوبِ جوانے

کوئی فعلِ بد یون ایسا نہین ہے ۔ عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے
گذرتے ہین عجب غفلت مین اوقات ۔ دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
لحاظِ بندگی جاتا رہا ہے ۔ سرِ نخوت نی دل مین گھر کیا ہے
گمان و وہم و جانِ درد آمیز ۔ یہ سب ہین شانِ شیطانی سی لبریز
اگر چاہے یہ نفسِ کفر شیدا ۔ مری سانسے بہی ہو ابلیس پیدا
پشیمان خستہ آوارہ جگر خون ۔ تری درگاہ مین حاضر ہوا ہون
نگاہِ رحم سی فرما اشارا ۔ دلِ مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
لب مایوس ہون خندان طرب سے ۔ نہ گریان دیدۂ پر خون ہون اب سے
تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن ۔ جگر کو جان کو آباد پاؤن
خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد ۔ مری محفل سی بیٹھی دور زاہد
سوا تیری مرا کوئی نہین ہے ۔ غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے
کری رحمت تری گر پردہ داری ۔ مری بگڑی ہوئی بنجای ساری
بہت کچھ آرزو رکھتا ہون دلمین ۔ ہزارون گفتگو رکھتا ہون لبمین
جو سنلی ایک بہی تو رحم کہا کے ۔ نکل جائین سب ارمان مدعا کے
غمِ ہستی و مرگ و قبر و محشر ۔ یہ سب ہون سینۂ مضطر سی باہر
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے ۔ گلِ فردوس دل کا داغ ہو جائے
ضعیفی مین شبابِ آرزو ہو ۔ بہارِ ہشت جنت رنگ و بو ہو
امنگون پہ دل افسردہ آئے ۔ جوانی کی امنگ پیری کہائے
بڑہی ارمان سخی کی جیسی ہمت ۔ گہٹی غم جسطرح ممسک کی نیت

سراپا عید بنجاؤں خوشی سے
کہوں ہر دم مبارکباد جی سے

صبا دا تو اگر نامہربان ہو
ہر اک ذرہ بلای جسم جان ہو

نوید عید ہوں اہلِ ستم کو
سدا ترسوں پناہِ نیمدم کو

زبان و دست و پا سب ہیں گواہی
اوٹھاؤں تا ابد نازِ تباہی

جسم ہو عذابِ آتشیں ہو
گرفتار بلا جانِ حزیں ہو

سنے کوئی نہ فریاد جگر کو
نظر آئی نہ جز شعلہ نظر کو

عزیز و خویش و احباب یگانہ
کریں تیرِ ملامت کا نشانہ

نہ سمجھیں اضطرابِ بیکسی کو
دکھائیں وہ ہیں یہ اور جی کو

یہیں صدقی اوس بلا ہی ناگہاں ہیں
مرا ہو کون حامی و جہان میں

کہوں اوس وقت کس سے اپنی جی کی
کسی پروا ہو میری بیکسی کی

سوا اسکی کہ تو ہی مہربان ہو
تری کہنی سی کہتی ہیں زبان ہو

پکاروں ای خداوند یگانہ
کرم گستر خدا بخشش بہانہ

تری رحمت پہ ہی ناز آرزو کو
وفا کر وعدۂ لا تقنطو کو

سنا ارباب محشر سی بصد ناز
مبارکباد آزادی کی آواز

بس اب ہی ختم تسلیم ترک التجا کر
خموشی کو بیانِ مدعا کر

بہت کچھ کر چکا فریاد ماتم
کہاں تک حسرتِ افسانۂ غم

بھرا ہی جوشِ عشق نعت لب میں
زبان ہو بلبلِ فانِ ادب میں

طرب انگیز ذکر مصطفیٰ سے
دہن پیمانۂ آب بقا ہے

شفاعت طلبی بجناب نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنبھل اے خامۂ مستانہ رفتار
یہ عالم اور ہے رہنا خبردار

عوض لفظوں کے سجدے کر جبین سے
تمنا کو ادب سکھلا یہین سے

نیا مژدہ ہے انداز سخن کا
مزہ کچھ اور ہے میری دہن کا

شرف افزا خیال مدعا ہے
ہر اک مضمون رسالت آشنا ہے

ابھی آیا تھا کسکا نام لب پر
کہ دل جاتا رہا قابو سے باہر

محبت نے کیا دیوانہ مجھکو
بنایا عاشق افسانہ مجھکو

سو و بے نطق ہے گنج دہن مین
سکوت راز ہے پنہان سخن مین

نہایت اوج پر فکر رسا ہے
صریر کلک شور مرحبا ہے

عیان ہوتا ہے مضمون عجب سے
غرض ہے ذکر سلطان عرب سے

محمد نام پر جنکی ہین قربان
دل و جان و جگر کی نور ایمان

ہوئی وہ جلبسی رونق بخش مستی
بلندی چومتی ہے پاے پستی

جمال پاک سے کیا قرب کیا دور
دو عالم بنگیا پیمانۂ نور

کبھی گر سیر نزہت گاہ ہوتی
نسیم خلد فرش راہ ہوتی

گذرتی جس طرف نکہت کیصورت
مہکتی وہ گلی جنت کیصورت

وہ گیسوے معنبر تا بشانہ
سراپا شام صبح عید شانہ

عیان نور خدا حسن جبین سے
مشابہ لوح قرآن مبین سے

وہ ابروے مثل شمشیر خونخوار
پی قتل پناہ کعبہ دیندار

ہم آغوش حیا آنکھین وہ بالکل
برنگ نکہت و گل نشا و مُل

بنا ابرو و خط بینی ہویدا
ہمیشہ راست بینی جیسے شیدا

خط و رخسار کا عالم نیا تھا — کہی تو رحل پہ قرآن رکھا تھا

دہن تھا گنجِ اسرارِ چھپانے — زبان مفتاحِ قفلِ راز دانے

چمک دندان میں افزون مہر و مہ سے — یہ ثابت ہی جنابِ عائشہ سے

کہوں کیسا سینۂ اقدس میں کیا تھا — سدا علمِ لدنی سی بھرا تھا

سرِ مو بھی جبین سی نقشِ پا تک — خدا کی شان کا تھا ہر عضو بیباک

سراپا تھے وہ منظورِ الٰہے — نظر پروردۂ نورِ الٰہے

دیا پیوند اعجازِ قدم سے — سوادِ کفر کو شامِ عدم سے

سنا ہی جسبی شورِ کوسِ ہستے — خرابی زا ہی لطفِ بت پرستے

یہ کیا ہمدم تری خاطر میں آیا — کہ پیدا کیوں نہ تھا حضرت کا سایا

وہ خود تھے سایۂ اللہ اکبر — نمایاں سائی سی سایہ ہو کیونکر

ہوا مدِ نظر جبدم خدا کو — کہ دیکھوں اپنی حسنِ جانفزا کو

بنائی ذاتِ احمد آئینہ وار — ہوا خود عکس کی بدلے نمودار

یہاں کچھ اور ہی رمزِ سخن ہے — کہوں کیا میں لبِ قفلِ دہن ہے

محمد مظہرِ نورِ خدا ہیں — محمد رازدارِ کبریا ہیں

محمد ہیں سبب کون و مکان کے — محمد فخر ہیں دونون جہان کے

گذرتے تھے جدھر وہ رشکِ شمشاد — ہر اک نقشِ قدم تھا جنت آباد

ہوئی جسمے وہ نورانیہ پاک — تجلی بخش وہی عالمِ پاک

شرف رحمت کو ہی تاج الاثنین — زمین کو ناز ہے عرشِ برین پہ

نہیں ہر انکی محبت جسکی دل میں — پھنسا ہی صورتِ خر آب و گل میں

میں کیا ہوں جو کروں الفت کا دعویٰ
ولی ابتک عقیدہ ہی یہ میرا

کہ اک نقش کف پای نبی ہوں
غبار راہ حب علی ہوں

بحمد اللہ طفیل حسن تقدیر
خدا قسمت ہی حرف عشق شبیر

میں کوثر تک بھی جاؤں گا کہتا
کہ ہوں کشتۂ غم آل عبا کا

صحابہ سے نہیں انکار مجھکو
زبان کیا دل سے ہی اقرار مجھکو

سکہ ہونا خامہ اقلیم سخن میں مدحت حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ عالم پناہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی پادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کہاں ہی ساقی مہوش ادھر آ
سبو شیشہ طرح سے ساتھ لا

نشاط افزا ہجوم آرزو ہے
طرب انگیز لطف گفتگو ہے

زبان لب کو الفاظ و معانی
سناتے ہیں تو یہ خوش بیانی

جگہ میں جوش مضموں بحر جوں ہی
دہن گرداب دریای سخن ہی

رہی کیونکر ہوس جوش دل میں
خدا سے لا رہا ہی جوش دل میں

جوانی مستیاں کہہ رہی ہی
امنگوں پر طبیعت آ رہی ہی

اثر سے جلوہ گر حسن ازل میں
عروس کامرانی ہی بغل میں

لب ساغر میں لب یا غنچہ دہان ہی
زبان موج می اپنی زبان ہی

بہار مدح پیدا ہی ز شبنم
گل تعریف کھلتی ہی ہر دم

ادب فرمای قصد دل ہی ہر دم
خیال مدحت سلطان عالم

شہ واجد علی ظل الٰہی
طراز مسند صاحب کلاہی

گلِ رنگین بہارِ آفرینش | نسیمِ سبزہ زارِ آفرینش
زبارِ نگاہِ چشمِ اہلِ ادراک | فرشتی کی طرح ہر عیب سی پاک
زمینِ لکھنؤ فیضِ قدم سے | زیادہ عیش پرور ہی ارم سے
جبین سا ہی جو سنگِ آستان پر | دماغِ مدعا ہی آسمان پر
درِ دولتسرا وقفِ ملک ہے | زمین ہمپایۂ صحنِ فلک ہے
شجاعت قبلۂ نخوت پرستان | سخاوت دستگیرِ تنگدستان
عدو گر بطن مادر مین جگہ لے | بنی تابوت گہوارہ ہی سی پہلے
تصور مین اگر ہو تیغِ افگن | اجل کو خضر سمجھی روحِ دشمن
عتاب آلودہ گر چینِ جبین ہو | پریدہ رنگِ روی شاہِ چین ہو
یہانتک ریزشِ دستِ کرم ہی | گدا ہمرتبۂ فغفور و جم ہی
ہم بخشش جو دیکھی صرفِ احسان | بڑہا ہی دستِ شل تصویرِ بیجان
جفا ایسی ہوا خواہِ عدم ہی | ستم کا نام ہی لینا ستم ہی
حضورِ خسروِ عجم جوشِ غضب سی | زبانِ شعلہ ہی لرزان ادب سی
اگر شیشہ ہی گرتا ہے تو پتھر | صدای الامان دیتا ہی ڈر کر
کوئی گر نام لی چنگیز خان کا | اتر جاتا ہے تیغِ زبان کا
عدالت آشنا ہی طبعِ عالی | جہان ہی فتنۂ ظالم سی خالی
ہوئی رخصت دلون سی نامرادی | لبون پہ ہی مبارکبادِ شادی
طرب ہنگامہ آرای جگر ہے | تماشا وقفِ سامانِ نظر ہے
لیی پہرتا ہی ہر مست اس عمل مین | صراحی ہاتہ مین شیشہ بغل مین

نہین ہی کوئی دنیا مین جگر چاک ... مگر یان کلکِ تسلیم المناک
ہوا خواہِ جفائی دلفگار سے ... غبارِ کوچۂ بی اعتبار سے
گرفتارِ بلا ہر چار سو سے ... شکستہ دل فریبِ آرزو سے
برنگ شمع رکہتا ہی زبان لال ... سکوتِ مدعا ہی عرضِ احوال
ادب ای کلکِ محوِ خود فروشے ... نہین لازم یہ شوخی گرمجوشے
ادا کر سجدۂ خدمت گزاری ... بہت اچھی نہین گستاخکاری
سرِ آغازِ ختمِ مدعا ہے ... زبان منت کشِ حرفِ دعا ہے
خداوندا ہی جبتک زیبِ ہستی ... زمین و آسمان کی اوج و پستی
تنِ دشمن رہی مدفون تہِ خاک ... رہے سلطانِ عالم سر بافلاک

بوصف مقبول الدولہ میر احمد مہدی علیخان بہادر قبول یافتن سخن را باوج اعتبار رسانیدن

جہکا سا مجہے سر جام و سبو کو ... تسلی دون کہان تک آرزو کو
اجازت ہو چکی پیرِ مغان سے ... چکان ہے ابرِ رحمت آسمان سے
سخن میرا نہو کر بارِ خاطر ... سناؤن کچہہ تجہی اظہارِ خاطر
کہ اک دن حسرتِ پابوسِ استاد ... ہوئی نشتر فروشِ جانِ ناشاد
سو دولت تمنا رہنما تہے ... سعادت جلوہ بخشِ مدعا تہے
مسافت نی گوارا کی جو دوری ... ہوا حاصل مجہی لطفِ حضوری
بجالایا مین آدابِ غلامے ... ہوا ہمبزمِ استاد گرامے
تمامی جمع تہی احباب و اغیار ... سخن کا ہر طرف تہا گرم بازار

کوئی حافظ تھا شعرِ مصحفی کا / کوئی دیوانۂ دیوانِ سودا

کوئی پڑھتا تھا نظمِ شوق باشوق / کسی کو تھا کلامِ ذوق سے ذوق

کوئی لایا ہوا تھا با دلِ جان / جنابِ حضرتِ مومن کا ایمان

کسی کے لب پہ ناسخ کا سخن تھا / کسی جا شعرِ آتش شعلہ زن تھا

کہ اتنے میں مہربانِ اشرف علی نے / ادا فہمِ رموزِ شاعری نے

نکالی کچھ بغل سے کہنہ اوراق / شبابِ صورتِ دلہائے عشاق

تمام اوس میں خلافِ نکتہ دانی / لکھی تھی شاہِ غزنیں کی کہانی

سوا موزوں سے کے دونا ہو فسانہ / نہ کہتا تھا بیانِ شاعرانہ

نیا مضموں تھا دیسی زبان میں / نہاں یوسف تھا گردِ کارواں میں

مگر دیکھا فسانۂ شوق / ہوا میں سر بسر دیوانۂ شوق

دیا تاثیر نے نشتر جگر میں / وہ ساماں پھر گیا میری نظر میں

جلا دل آتشِ حالِ وفا سے / اوٹھی لو شعلۂ داغِ جفا سے

احبا جو یہ ہمدم ہم خوا سے / انہیں جان یہاں غم کی کہا نے

اودھر تھا خندۂ اربابِ محفل / ادھر تھا گریۂ بیتابیٔ دل

اودھر تھا لب پہ ذکرِ عاشقانہ / ادھر رویا تھا سوزِ دل زبانہ

فراموشی رہے کچھ دیر دمساز / کہ ناگہ دی مجھی ہاتف نے آواز

کہ اے دلدادۂ نازک ادا سے / شہیدِ شوخیٔ مضمونِ عطا سے

تری وہ سحر سخن شہرت نشاں ہے / زمینِ شعر تجھ سے آسماں ہے

بہ رنگِ نقشِ پا افتادہ کیوں ہے / دلِ آزردہ جنوں آمادہ کیوں ہے

تجھے اب کاہشوں سے کام کیا ہے
خیالِ گردشِ ایام کیا ہے

ملا ہے قدردان رشکِ سحبان
جنابِ میرزا محمد علیخان

سریر آرائے اقلیمِ معانی
خداوندِ جہانِ نکتہ دانی

سخن بخشِ جہان استاد جسکا
قبولِ عقلِ کل ارشاد جسکا

بلاغت زادۂ طبعِ رسا ہے
فصاحت گردِ راہِ مدعا ہے

جو نسبت ہے زمین کو آسمان سے
بجا نکلے زبانِ دو جہان سے

لکھی گر وصفِ حسنِ ماہ پارہ
بنے ہر دائرہ چشمِ ستارہ

اگر فرصت تجھے چرخِ کہن دے
اسی کے نام سے دادِ سخن دے

یہ افسانہ جو تیرے روبرو ہے
خلافِ اہلِ معنی گفتگو ہے

ہے حسنِ زبان وہی پر خدارا
نئی صورت سے رنگِ طبع دکھلا

بلندی دے ذرا اوجِ بیان کو
جلا دے جوہرِ تیغِ زبان کو

گزارش کی یہ میں نے سنکے ارشاد
کہاں سرمایۂ لطفِ خداداد

تصور میں مرے آتا ہے ایسا
شکوہِ دہلوی نے اسکو لکھا

پھر اسکے بعد باطرزِ دل آرا
ہوا انجمن میں خامہ فرسا

حیا سے وہ عروسانِ معانی
سدا مجھسے ہیں گرمِ لن ترانی

کبھی دیکھا نہیں ہے سایہ اونکا
خدا جانے ہے کیا پیرایہ اونکا

یہی کچھ عذر کا میرے سبب ہے
نہیں ارشاد سے انکار کب ہے

سوا اسکی ہو جو ایسا نظر سے
بجا لاؤں دل و جان و جگر سے

کہا یہ فکر کیا ہے بے خبر ہے
ہر اک کا طرز اپنے طرز پر ہے

چھلکا شیشہ کہ چھلکی شوق کا جام
کسی کی پیروی ہی تجکو کیا کام

مگر ہان اہلِ مطلب مین کسی جا
کہی شئے روا رکہنا نہ اصلا

بہر صورت ہوا جسوقت ناچار
لکہی بحرِ ہزج مین چند اشعار

فغانِ مر جو کچہہ یاد آئے
مصیبت آشنا تہا کہہ سنائے

بس اب لازم ہی اربابِ سخن کو
کہ جب دیکہین مری نقشِ کہن کو

نظر جس جا پڑی سہوِ قلم سے
بناوین خامۂ جادو رقم سے

تمنا ہی کہ جائی آفرین باد
کرین مجکو دعای خیر سی یاد

یہان سی ہی فسونِ عشق آغاز
زبان و خامہ ہین آپس مین ہمراز

شانہ کشیٔ مشاطۂ زبان بآرایش گیسوی داستان

کدہر او ساقی فرخندہ پے ہے
کہ پیمانہ مرا محتاج مے ہے

وہ دارو دی کہ ہوا افسردہ ماتم
تنزل پائی اوجِ نشۂ غم

رہے کبتک میِ گلگون سی انکار
شکستِ توبہ ہو جائی نہ بیزار

مری ہی زندگی جام و سبو سے
مین گذرا آبرو سے آبرو سے

کہان پہر لطفِ کیفِ نوجوانی
غنیمت ہی کوئی دم زندگانی

کسی شکلِ خضر طولِ بقا ہی
کمندِ عمر ہر دم نارسا ہی

ہر اک سو ہی فریبِ خوابِ صیاد
کمینگاہِ جہان ہی دام آباد

کبہی یکسان نہین حالِ زمانہ
برنگِ زلف برہم ہی فسانہ

کہانتک ضبطِ مضمون کی گرانی
طبیعت گدگداتی ہی کہانی

سنا ہی یون کہ محمودِ جہاندار بشکلِ بخت تہا اک رات بیدار
طبیعت پاک تہی فکرِ جہان سی لڑی تہی آنکہہ سقفِ آسمان سی
پسندِ طبعِ تنویرِ قمر تہے ہر اک چشمِ کواکب پر نظر تہے
اوسی عالم مین وہ سرمایہ ناز ہوا یون دل سی اپنی مشورت ساز
کہ سب مصروف ہین خوابِ عجب مین بہرا ہی مدعا دامانِ شب مین
زمانی مین نہین کوئی خبردار مگر یان جا بجا دلہای بیدار
پہرون تنہا میانِ شہر و بازار دلِ ہر بیخبر سی ہون خبردار
کہان ہی ماتمِ شامِ غریبی کہان ہی شکرِ صبحِ خوش نصیبی
کہان گلبانگِ عشرت ہمنفس ہی ہجومِ نالہ کسکا دادرس ہی
کہان ہی قہقہۂ لب خندۂ گل کہان بیتابئ دل رقصِ بسمل
کہان ہی اشکِ بیتابی بدامان کہان ہی غم سی سر وقفِ گریبان
کہان ہی زحمتِ پیہم سی ہر دم رگِ جان پر خراشِ نشترِ غم
کہان لطفِ فغان فرصت طلب ہی کہان راحت کہان جوشِ غضب ہی
سرود و ساز سی ہی کون ہمچنگ کسی ہی طالعِ ناساز سی جنگ
سمجہکر دل مین کچہہ ایسی ہی باتین بہت سی کنج ہین پوشیدہ گہاتین
کسی پر تا نہو یہ راز افشا لباسِ مشکفامی بر مین پہنا
بدل لی شکل مطلب کی طلب مین کہ جیسی ون چہپی دامانِ شب مین
نظر آیا شہِ محمودِ ذی ہوش مہِ کامل مگر بدلی مین روپوش
جوانب کی تماشی دیکہتا تہا قدم سرگرمِ راہِ مدعا تہا

بسر کرتی ہوئی گل جس جا گذرتا   معطر کوچہ و بازار کرتا
شبِ تاریک مین پھرتا تھا تنہا   خیالِ صبح وہ کھٹکا تھا اجل کا
غرض ناگاہ شاہِ رشکِ فغفور   جب آ پہونچا قریبِ قصرِ دستور
لگا اطراف کی کرنی نظارے   کہ دیکھون کیا ہین قدرت کے اشارے
قضارا اک جوانِ شوخ و طناز   نظر آیا پریشانی سی دمساز
شرابِ عشق سی دل مست سرشار   نظر آشوب گاہِ شوق پیدا
سرِ شوریدہ ممنونِ جنون ہی   برنگِ لالہ دل لبریزِ خون ہی
تنِ تنہا و رفتہ ہے جوشِ آرزو مین   سراپا گم ہے راہِ جستجو مین
چھپائی ہی بغل مین صورتِ دل   کمندِ پُر گرہ استادِ کامل
زیادہ طول مین وہمِ بشر سی   رسائی مین سوا تارِ نظر سی
سراپا درہم و پیچ و خم ہی   مگر وہ چراغِ شامِ غم ہی
ہر اک حلقی ہی اوسکی ہی ہویدا   کشادہ لب ہے آغوشِ تمنا
جدا ہی آسمان سی خود فراموش   جذابِ این و آن سی پنبہ در گوش
خموشی اوسکی عرضِ مدعا ہے   ہجومِ شوق مین کچھ بک رہا ہی
عیان ہی لب سی گلبانگِ ترانہ   کھڑا پڑھتا ہی شعرِ عاشقانہ
کہ شاید سنکے یارِ محوِ آرام   کری تکلیفِ جنبش تا لبِ بام
زیادہ مضطرب اسکو جو پایا   بغل مین رشتۂ جان یاد آیا
صلائی آرزو سے کام ناکام   کیا اوسکو قدمبوسِ سرِ بام
لیے جاتا تھا شوق اوسکو سوی یار   کہ رسوائی پکارے ہان خبردار

خلافِ اقتضای آسمان ہے کدہر جاتا ہی او غافل کہان ہے
کہا اوسنے مین کیا شہ نی گرفتار کہا اوس سی کہ ای بیباک و عیار
بتا تو کون ہی آیا کدہر سے غرض رکھتا ہی کیا اس بام و در سے
پہرا کرتا ہی کیون راتون کو تنہا کمندِ پُرگرہ سی وہ سطح کیا
مقرر تو کوئی ہی دزدِ شبگیر تجھی لازم ہی کرنا پابزنجیر
نظر آتا ہے مجھکو خلق آزار سزای ناسزا اکا ہی سزاوار
طمانچے مار کر روی جوان پر چُہٹی گلبرگ سوسن ارغوان پر
کبودی یون ہوئی عارض سی پیدا دہوان ہو جسطرح شعلی سی لپٹا
یہ عالم دیکہکر وہ تو گرفتار رہا حیران بہ رنگِ نقشِ دیوار
خموشی نی لبون پہ زہر کہایا ہجومِ بیخودی نی آ ستایا
الم ایسا اثر پاشِ جگر تہا کہ ہر دم حالِ دل نوعِ دگر تہا
عوض اشکون کی خونِ دل بہایا کمالِ ضبط کیا کیا رنگ لایا
کہا تو کون ہی ای فتنہ ایجاد مجہی دیتا ہی کیون تکلیفِ بیداد
خطا کیا ہی ہوئی کیا مجہسی تقصیر مین ہون کسو اسطی شایانِ تعزیر
غریب و بیکس و ناچار ہون مین بلاکش ہون جگر افگار ہون مین
نظر آتا ہی کچہہ بیرحم و بیدرد ستمگاری مین ہی تو یکہ و فرد
ستم ایجاد ہے بیداد گر ہے کسی کے بیکسی پر کب نظر ہے
نہ لب ہین غنچہ آسا طرزِ فغان سے نہ واقف ہی جگر دردِ نہان سے
نہ دل سے لئے نازِ بیتابی اوٹہایا نہ رخسارون پہ اشکِ گرم آیا

کہا شحنہ نی کہ ہون مین شحنۂ شہر
زمانے مین مرا مشہور ہے قہر

عدالت کا مری سنکر فسانہ
عدم آباد ہے جورِ زمانہ

نہین طاقت کہ حسبِ نازِ خوبان
دلِ عاشق سے ہون کشتہ مژگان

نکلتا ہی زبان سی ہو کی شیرین
کلامِ تلخِ معشوقانِ خود بین

چرائی رنگِ دستِ دلربا جو
کرون پامال مین وزدِ حنا کو

اگر ہو چور ناسورِ جگر مین
لگا دون آگ آبِ نیشتر مین

بلای جان ہوئی ہی تیری تقدیر
نہو گی کارگر اب کوئی تدبیر

مقرر چہدم او خانہ برباد
گلے تجھسے ملے گی تیغِ جلاد

یہ سنکر وہ اسیرِ دردِ حرمان
بجا لایا فلک کا شکرِ احسان

کہ تہا مین تنگ سیرِ گلستان سے
مگر کی چرخ تونی مہربانے

مری ہی جس سی کل تک ای پرِ افسون
زمینِ قتل کہ ہو گی شفق گون

بیان سپہرِ بی مہر ناموافق و بیجا آوردن شاطر یاری و دستِ صیاد

پلا ساقی شرابِ آتشین جوش
کہ دل کو ہی ہوای ماتمِ ہوش

رہے ہمدم لبِ پیمانہ اپنا
بلا سے ہو گیا بیگانہ اپنا

بہت کچہہ تہی تعلق جہان کی جنجال
لیا الفت نی سب سے فارغ البال

کلامِ حضرتِ ناصح سے بیجا
یہین ہا ہون رندِ خراباتی مجہی کیا

طبیعت پاک ہی ہر پیش و کم سے
نہین مطلب فریبِ عیش و غم سے

غرض جب دل مین [illegible]
کہ ہون قتل شہر سوم مہر [illegible] ان

پھر آیا دل ہجومِ درد و غم سی
جھکا سر بارِ احسانِ ستم سی

سنانِ دردنی چھیدا جگر کو
ہوا رونا ہنسنے ہر چشمِ تر کو

یہانتک اشکِ غم مژگاں سی ٹپکے
کہ جیبن کر بات بھر دامان سی اٹکے

تصور مین یہی کہتا تھا دل ریش
کہین بدظن نہو یارِ وفا کیش

کہ ہوتا ہے گریبانِ سحر چاک
نہ آیا کیا سبب وہ عاشقِ پاک

بشکلِ بختِ خفتہ سو گیا وہ
کہین یا صورتِ دل کھو گیا وہ

کوئے یا اور شمعِ حسن پائے
بنا پروانہ تازہ لو لگائے

اوسے اب فرصت آنی کی نہین ہے
کسی جا شرط جانی کی نہین ہے

نہین شوق سی پہلو ہی آباد
مری بھولی سی بھی آتی نہین یاد

عجب پیچ کشاکش کی یہان آن
گرفتارِ عذابِ دو جہان ہون

کہ صدقے ہو یہان مشتاقِ دیدار
وہان زیبِ زبان ہے شکوۂ یار

یہان آخر ہو وہم کی توجہ خواہی
وہان ہو ابتدائے بدگمانی

یہان ہو وجہِ ماتم لطفِ ہستی
وہان ہو تہمتِ بادہ پرستی

پسِ مردن بھی اس داغِ ابد سی
مین چونک اوٹھونگا آغوشِ لحد سی

یقین ہی سوزشِ دل سی مری جا
لحد سی حشر کو اوٹھے گا شعلا

ہزارون خنجرِ نشتر ہین دل مین اسکان
نہین سینہ مگر گنجِ شہیدان

رہے گا تا ابد ماتم مین پر شور
لبِ تن سی زیادہ تر لبِ گور

نہ صورت کوئی دم دیکھی صنم کے
سحر ہونے نپائی شامِ غم کے

کسی کی ای فلک تقصیر کیا ہے
نصیبون سی مجھی اپنی گلا ہے

فرض وہ ناز پرور مصیبت
لگا کہنے کہ اے وجہِ آفت

فنِ فرزندی ہے ننگِ طبعِ ناشاد
میں ہوں اس تہمتِ بیجا سے آزاد

نہیں مشتاق میں حسنِ جفا کا
نہیں پامال اندازِ بلا کا

مگر ہاں یہ ہوئی ہے مجھ سے تقصیر
کہ صحرا کو گیا تھا بہرِ نخچیر

پھرا دن بھر میانِ دشتِ پرخار
فریبِ شوقِ آہو میں گرفتار

کمند اسپ اصطبل لایا تھا ہمراہ
نہ بہروزی اے شبگیر و بیگاہ

ہوئی جب چلتی چلتی شام مجھ کو
فراموشی ہوئے آرام مجھ کو

ہر اک نقشِ قدم کی گرد ہر بار
تصدق میں رہا مانندِ پرکار

پریشان پھرتی پھرتی چار سو ہی
دو چار آ کر ہوا اس شہر کو سے

اجل نے رستہ ایسا بھلایا
کہ پابوسِ مبارک کو میں آیا

یہی کچھ سرگذشتِ مدعا ہے
یہی آفت زدوں کا ماجرا ہے

کبھی آوارگی سے دو پہر کو
کروں گا ناصیہ سائی سحر کو

پھرا قصد شہ کو جو نظر ہو
قبولِ دل ہو منظورِ جگر ہو

پسند پا ہمراہی صلح پیوند
کہا شہ نے فسونِ حیلہ تا چند

عبث ہی آرزومندِ رہائی
کبھی ظاہر ہی تیری پارسائی

اگر تجکو ہوس ہے خلاصی کی
عوض اپنی ضمانت دے کسی کی

پتا پہلے بتا اپنے مکان کا
نشان پھر دے کفیلِ مہربان کا

کہا جا ہے سکونت سب پہ مشہور
فلانی جا ہے اک مدت سے مشہور

یہاں سے چل مری ہمراہ گھر کو
وہاں ضامن بھی دوں گا پدر کو

براے امتحان شہ سادہ لیکر | جب آپہونچا قریبِ حلقۂ در
ہلاے صورتِ دیوانہ زنجیر | کہا سوتا ہی یا بیدار او پیر
وہ نکلا اسکی صد رنج و محن سے | برنگِ روحِ افسردہ بدن سے
گلِ رخ ہو رہا تھا زعفرانی | خزان دیدہ تھا گلزارِ جوانی
سرشتِ پاک تھی صبحِ ازل سے | ابد تھے ابتدا طولِ امل سے
ادب تھی اسکو وقتِ خط کتابت | خضر لکھتی سدا حضرت سلامت
ولی تھا سروری مین وہ ممالک | برادر خواندۂ ضحاک و مالک
درِ دولتسرا کو جب کیا وا | زبانِ چرب سی آہستہ بولا
کہا ای یارانِ اندازِ وفائی | خداوندانِ شہرِ آشنائی
بہم تم کون ہو رہتی ہو کیا نام | خلافِ وقت تمکو مجھسی کیا کام
مین اسدم محو تھا یادِ خدا مین | جبین سا تھا جنابِ کبریا مین
تعلق سے طبیعت یکسو تھے | خموشی ہمزبانِ گفتگو تھے
تجلی بخشِ دل نورِ قدم تھا | رگِ چشمِ کلیم اللہ دم تھا
بلایا کیون مجھی خلوتسرا سے | کرو آگاہ عرضِ مدعا سے
کہا سلطان نی اوس شمعِ سحر سی | خبر کچھ ہی تجھی حالِ پسر سے
کیا ہی مین نی دزدی مین گرفتار | سحر کو ہو گا قربانِ سر دار
اگر ضامن ہو تو اسکا سحر تک | مبارک ہو تجھی بیٹا سحر تک
نہین لیجاکے رکھون پا بزنجیر | کرون گا صبح کو کچھہ اور تدبیر
یہ سنکر ماجرا پیرِ کہن سال | لگا کہنے کہ ای مردِ خوش اقبال

یہ طفل خانمان برباد اکثر | نکل جاتا تھا شب کو گھر سے باہر

سدا رہتا تھا محو خود پرستی | جہان مین ایک ہی تھا ننگ ہستی

مری صحبت سے آتی تھی اسے عار | ہمیشہ پند سے رکھتا تھا انکار

ہوا ہے عاق یہ برگشتہ ایام | مجھے کیا اسکی قول و فعل سے کام

کہے دیتا ہون مین تم سے بہ تکرار | کہ رہنا اسکی عیاری سے ہشیار

نہین مطلق خیال پاسدارے | کرو جو چاہو حد شرع جارے

سنی شہ نے حدیث پیر جس دم | ہوا تصویر کا حیرت سے عالم

کہ نفرت اسنے کی لخت جگر سے | چرائی آنکھ یون نور نظر سے

چلا لاحول پڑھتا اک طرف شاہ | جوان بھی صورت سایہ تھا ہمراہ

ندامت نے دکھائے گرمجوشے | اوٹھائے لب نے احسان خموشے

لگے دامن کو تکنے دیدۂ تر | گریبان آشنا غم سے ہوا سر

اسیر شوق دل نے التفا کے | بڑہی حسرت سوال مدعا کے

کشاکش سے ہوا بس دل کی ناچار | لگا کہنے کہ اے فرخندہ کردار

لگا ہون مین پدر کی مین سراسر | بشکل طفل اشک تر ہون ابتر

مگر اک یار ہے دمساز میرا | انیس و ہمدم و ہمراز میرا

دلون مین صورت نقش تمنا | جگہ رکھتا ہے الفت سے سراپا

شرافت مین بہت عالی حسب ہے | کہ مشرب فلکزادہ لقب ہے

اگر وہ مجکو یون دلگیر دیکھے | اسیر پنجۂ تقدیر دیکھے

عجب کیا ہے کہ وہ اہل مروت | بجا لائے بدل رسم ضیافت

جوان نے جو کہی اپنی ہوا مین — جگہ دی شہ نے آغوش رضا مین
کہا یہ بھی سہی اے وزیر عیار — نہین مجکو وہان چلنے مین انکار
اوسے ہمراہ لیکر شاہ ناچار — ہوا جب آستان بوس دربار
نظر آئے عجب عشرت کے سامان — رہا نیرنگی گردون سے حیران
کہ ہے اک یار محو نغمۂ تار — گرفتار بلا ہے دوسرا یار
ادہر ہے غفلت جوش مے ناب — ادہر نشتر زن دیدہ رگ خواب
وہان ہے ہاتھ وقف گردن دوست — یہان ہے آرزوے دیدن دوست
جوان نے حکم شاہ بدگمان سے — پکارا اوسکو صد شور و فغان سے
کہا اے یار جفا دشمن وفا دوست — شفیق لطف فرما آشنا دوست
ہوئی ہے آج مشکل عقدۂ دل — خلل انداز راحت ایک مشکل
نہین ممکن سوا تیرے رہائی — خدارا جلد کر مشکل کشائی
شفاعت خواہ ہے بے اختیاری — بجا لا ہو سکے جو شرط یاری
ملکزادہ صدائے یار سنکر — چلا سیماب کی مانند مضطر
خمار مے سے چہرہ ارغوانی — بھرا آنکھون مین کیف نوجوانی
اولجھتا نشہ مین پاؤن سے دامان — بسا بوئے عروسی مین گریبان
تقاضائے تمنا وقف حاصل — مئے حسرت سے خالی شیشۂ دل
لیے اک ہاتھ مین شمشیر عریان — جواب جلوۂ سیف زبانان
قریب آکر جوان کے رستمانہ — پکارا او ستمگار زمانہ
کیا کیون یار کو میرے گرفتار — مگر ہے زندگی سے اپنی بیزار

تجھی تقدیر یون لائی ہی تیرے
مری ہاتھون اجل آئی ہی تیرے

ابھی آزاد کر قیدِ گران سے
نہین ہوتا ہی تو رخصت جہان سے

کہا شہ نے کہ ای مردِ دلاور
عبث ہی فکر مین جامی سی باہر

کہ مین ہون شحنۂ سرکارِ شاہی
مجھی ہی خدمتِ عالم پناہی

پھرا کرتا ہون شب کو تا سحر مین
ہر اک کوچی کی رکھتا ہون خبر مین

یہ ہی روز و شب آہنگ جہان گرد
تو ضامن ہو اگر آتا ہی کچھ درد

سحر کو لونگا مین تجھسے اسی طرح
نہ مانون گا کوئی حیلہ کسی طرح

ہوئی جب جہل سے آپس مین تقریر
لگا کہنے جوانِ با تدبیر

کہ ای شمعِ شبستانِ محبت
ہوا کیون باعثِ تکلیفِ حجت

نکر تو گفتگو جوشِ غضب سی
حذر کر جراتِ ترکِ ادب سے

یہ ہی فرمان روای کشورِ شاہ
اسی کا حکم ہی ماہی سی تا ماہ

ملکزادہ یہ سنکر با صد افسوس
تملق سی ہوا شہ کا قدمبوس

بجا لایا تمامی شرطِ آداب
بشکلِ خادمانِ خواجہ القاب

پسِ افسانۂ ابلہ فریبی
کہا ای چارہ سازِ بدنصیبی

یہ میرا یار ہے اسکو رہا کر
جو کچھ ہو مجھسی پاداشِ خطا کر

کہا شہ نے نہین تجھسے سروکار
فقط سرکار کا یہ ہے گنہگار

اگر ہی تجکو پاسِ آشنائی
تو ضامن ہو کہ ہو جس مین رہائی

ضمانت سی لیا آخر جوان کو
کیا رخصت شہنشاہِ جہان کو

بٹھایا گوشۂ خاصے مکان مین
نگارستانِ چین رشکِ جنان مین

بچھا کر مسند و قالین و سنجاب / کیا آراستہ اک جا پلنگ خواب

بہ صورت وہ مجوِ غمگسارے / رہا آمادۂ خدمت گزارے

ملی جب رسمِ مہمانی سے فرصت / ہوئی آپس میں تنہائی کی صحبت

ملکزادے نے پوچھا اے برادر / پڑی افتاد کیا مجھسے بیان کر

ہوا کیونکر گرفتارِ غمِ عشق تو / کہاں جاتا تھا پابندِ ہوس تو

جوان نے روبروے یارِ دمساز / کیا یوں نوحۂ دل اپنا آغاز

کہ اے یارِ جوان فرخندہ اختر / وزیرِ شاہ اک رکھتا ہے دختر

جو دیکھے شکل اوس نورِ خدا کے / زبان مشتاق ہو صلِّ علیٰ کی

اکیلی پا کے شب آغوش خالی / لپٹ جاتی ہے تصویرِ نہالی

زبان محوِ جوابِ لن ترانے / نظر نا آشنا ہے مہر پانے

ستاروں کو سمجھ کر چشمِ بینا / نہیں شب کو نکلتی ماہ سیما

چھپے حسنِ صفا کیا پیرہن سے / نظر آتی ہے شکلِ روح تن سے

نیا ہے شوق ناز و دلبری کا / سراپا ہے ابھی عالم پری کا

لکھے گر خامہ وصفِ موئے مشکین / ہر اک نقطہ ہو نافِ آہوئے چین

جبین کے لفظوں سے کب ہے تجلی افشان / قریبِ صبح ہے شامِ غریبان

خمِ ابروے پیوستہ سے ہر دم / کھچے سے ہے تیغِ بہرِ قتلِ عالم

جو دیکھے رنگ چشمِ سرمہ سا کا / کھلے گر رمِ آہو ہے پیدا

کہاں مژگانِ سرگشتہ نمودا / کفِ دستِ دعا ہے بہرِ بیمار

کنارِ چشم و نبالہ کھچا ہے / لبِ آہو میں یا برگِ گیا ہے

منور روز و شب بے خسارہ دلخواہ | بشکل آفتاب و جلوۂ ماہ
کہون کیا سرخی یاقوت لب مین | خیال بوسہ لایا ہی غضب مین
زبان کو شکوۂ قید سخن ہے | نگہبان خال ہی زندان دہن ہے
صفا ہی درِ دندان سے سراسر | زبان ہی آب گوہر مین شناور
اگر دیکھے گلو کی جلوہ افگن | جھکا لی ہر صراحی اپنی گردن
یہانتک ہین نزاکت آفرین گوش | گران ہی اونکو عکس گوہر گوش
لکھون گر وصف دست سرخ جانان | قلم رنگین ہو مثل شاخ مرجان
دو پستان یا حباب بحر ہستی | شکم یا موج زن طوفان مستی
نہین ہی ناف ہنگامِ تماشا | نظر آتا ہی عکس چشم بینا
خیال نازکی سے پیچ کہایا | کمر تک سایۂ گیسو نہ آیا
حنا کچھ پاون پر ایسی لپٹی ہی | اوسی جب دیکھو قدمون سے لگی ہی
مری اوسکی ہی ربط عاشقانہ | جگر ہی تیر مژگان کا نشانہ
نہین فرقت گوارا ایکدم کی | قسم ہی درمیان رنج و الم کی
مگر رکھتے نہین مانند گوہر | غبار لوث روی مدعا پر
برنگ طفل اشک آرزو ہم | نگہ رکھتے ہین باہم با وضو ہم
کمند تاب دادہ شب کو اکثر | اوڑا لیجاتی تہی قصر پری پر
حضور حسن ہوی ماہ سیما | ہین رہتا رات بہر محو تماشا
سوا اسکی ہو گر کچھ اور منظور | مری آنکھین ہون یارب چشم بلور
نگاہ بد ہوئے ہو گر کبہی اچار | سدا رکہہ مثل چشم یار بیمار

اگر سر کو جھکوئی ہی شوق مین بال — رہون مین جیم لف کی مانند پامال
ہوا ہو بی اوٹھا من سی جو ہاتہ — برنگ شاخ بی بر قطع ہو ہاتہ
اگر بوسی کا لب رکہتی ہون ارمان — رہین مثل جرس تا حشر نالان
رکہا ہو اوسکی زانو پہ اگر سر — نہ مجکو خشت بالین ہو میسر
ہٹا ہون ساتہ گر زیب نہالی — ہلال آسا رہی آغوش خالی
نگریان مہر لطف ہمرہا نے — گوارا سب تہی جورِ آسمانے
پڑہا کرتی تہی وہ تا صبح قرآن — مرا تہا مصحف رخسار ایمان
جبین مین جب غبار سجدہ پایا — جگر کو خاک ہونا یاد آیا
وہ پڑہتی سورۂ واللیل جسدم — مین تکتا جانب گیسوی پرخم
قضارا آج مجکو شحنۂ شاہ — ملاقت بمکان غیرت ماہ
سمجہکر دزد عیار و جفاکار — کیا بند سلاسل مین گرفتار

شعلہ افروزیِ شوق در آتشکدۂ سینہ جوان بازرفتن بسرای نزدیک حضیت جانان

کہان ہی ساقیِ وعدہ فراموش — وداع صبر دل ہی رخصت ہوش
پڑی ہی میکدی مین وہ خرابی — گلے مل مل کی روتی ہی گلابی
جدائی مین تری لبریز ساغر — نظر آتا ہے مثل دیدۂ تر
وفور گریہ سی حالت ردی ہی — گلوی شیشہ مین ہچکی بند ہی ہی
تری فرقت مین دل خون ہو گیا ہی — کہان شیشہ بغل مین آبلا ہی
غرض اوسی سی وہ دیوانۂ عشق — بیان جب کر چکا افسانۂ عشق

کہا ای غمگسارِ عاشقِ زار — مرا کل خاتمہ ہی آخرِ کار
حباب آسا ہی پر پیمانۂ عمر — فنا ہر وقت ہی ہمخانۂ عمر
خبر دیتا ہی امروزِ مصیبت — مری فردا ہی فردای قیامت
مجھی آوازِ مرغِ صبحدم کی — مبارکباد ہی شامِ عدم کی
کری گا عشق سر پر سایہ اپنا — دکھائی گی محبت پایہ اپنا
ہوای وصل مین میری بصد جوش — زمین مقتل کی ہی وا کردہ آغوش
کوئی دم مین عیان ہو گا سحرگاہ — طلب مجکو کری گا شحنۂ شاہ
میانِ مقتل گہ تیغ دو دم سے — کری گا سر کو ہم صحبت قدم سے
مصیبت گریہ زاری مین ہو گی — تمنا سینہ افگاری مین ہو گی
فغان و آہ سب بالین پر آکر — مری ماتم مین ہونگی خاک بر سر
گھڑی بھر کی لیی گر دی اجازت — مین اپنی یار سی ہواون رخصت
نہین محشر مین اس شرم و فا سے — رہین گی نیچی آنکھین دلربا سے
کہا اوسنے کہ ای یارِ دل افگار — نہین ہون مانعِ دیدارِ دلدار
ولی ہی خوف چرخِ حیلہ جو سی — نہ جل جائی حصولِ آرزو سے
مبادا پھر کسی کا سامنا ہو — وہی زندان وہی زنجیرِ پا ہو
وہی ہو لطفِ ماتم رشکِ شادی — وہی جوشش مرادِ نامرادی
کہا پھر چارہ و تدبیر کیا ہے — علاجِ کاوشِ تقدیر کیا ہے
اجل سے کم نہین تاخیر مجکو — ہر اکدم ہی دمِ شمشیر مجکو
مرادون کو نہ اسدم روک دل سے — ابھی آتا ہون مین اوس گل سی مل کے

شہ محو زیرِ پشتِ دیوار
کھڑا سنتا تھا باہم قول و اقرار

چلا وہ جس گھڑی با نالہ و آہ
ہوا یہ ساتھ برنگِ سایہ ہمراہ

رہِ مطلب میں بس تھا گرمِ رفتار
کفِ پای صبا تھی آبلہ دار

ہوا جب کوی جانان میں جبین سا
کیا بیتابیون نے حشر برپا

توکل کرکے سلطانِ ازل پہ
کمندِ پیرگرہ پھینکی محل پہ

نہ فرصت دی ہجومِ آرزو نے
کیا خود گم خیالِ جستجو نے

رسے وہ حلقہای تابدادہ
برنگِ زلفِ محبوبان فتادہ

شہنشہ بھی اوسی کی رہبری سے
ہوا لطف آشنا بامِ پری سے

ولیکن صورتِ تصویرِ بیجان
رہا اک گوشۂ خالی میں پنہان

میانِ شب پسِ دیوارِ خانہ
نظر کرتا ہے کیا شاہِ زمانہ

کہ سوتا ہے پہ اک رشکِ مہتاب
خمار آلودہ کیفِ شکرِ خواب

نزاکت ہائے تکلیفِ تن سے
ردای نورِ مہ سایہ فگن ہے

نظر آتی ہیں وہ خوابیدہ مژگان
بہم لپٹی ہوں جیسی دو پُراران

نہیں بکھری ہوئی رخسار پر بال
شبِ غم سی عیاں ہے صبحِ اقبال

جوان آکر قریبِ ماہ سیما
برابر شمع کے بالین پہ ٹھہرا

تصور میں یہی کہتا تھا ہر بار
فدای چشمِ خفتہ بختِ بیدار

بھرا آنکھوں میں کیفِ جوشِ شب ہے
جگانا ایسی فتنے کا غضب ہے

ہوا مانع جو آدابِ تمنا
رہا ہنگامہ آرای تماشا

ولی جب دیکھتا کوتاہی شب
ٹپکتا لب سے ہے پیہم جوشِ یارب

یہ کہتا ہی فلک وقتِ کرم ہے
فغان غم بہت ہی رات کم ہی

مصیبت مین شبِ یک حلِ مشکل
ہوئی آخر جب راحت کاریِ دل

کہ ٹپکی ہوئی گل میں مثلِ شبنم
سرشکِ گرمِ الفت زادۂ غم

اثر آکر دردِ دل پہ پکارا
ہوئی تکلیفِ بیداری گوارا

کہلی جب آنکہ اوس شاکِ پری کے
ادا غمزی نی رسمِ کافری کی

نہ لایا تابِ چشمِ جادو وانہ
ہوا تیرِ ادا کا دل نشانہ

گریبانِ صبوری ہوگیا چاک
لیا بیہوش ہوکر بوسۂ خاک

جوان کو دیکہکر طاقت فراموش
اوٹہی گہبرا کی وہ غارتگرِ ہوش

جو دیکہی شکل پامالِ جفا کے
نظر آئی عجب قدرت خدا کے

کہ ہی مجموعۂ خاطر پریشان
مکدر ہے بہ رنگِ گردِ دامان

جنون اپنا اثر دکہلا رہا ہے
جو پیراہن ہی مشتاقِ قبا ہے

دلِ بیتاب ہی از خود رمیدہ
حواس و ہوش ہین دامن کشیدہ

جو پائی اوسنی بوی دامنِ یار
ہوا بیہوشیِ پیہم سے ہشیار

کہلین آخر پریِ دیدار آنکہین
ہوئین حسرت سے باہم چار آنکہین

پری پیکر براےِ پرسشِ حال
ہوئی یون جلوہ بخشِ شاہدِ قال

کہا ای تازہ بہارِ کامرانی
گلِ بیخارِ گلزارِ جوانی

یہ کیا عالم ہی تجہکو کیا ہوا ہے
یہ کیون بیوجہ رنگت و ہوا ہے

ہجومِ غم سے دل ناشاد کیون ہی
جگر آمادۂ فریاد کیون ہی

تجہی دامن سی کیون نفرت ہوئی ہی
گریبان گیر کیون وحشت ہوئی ہی

یہ کس کا طائر بیتاب ہے خوش آیا | یہ کس نے طائر بسمل بنایا
یہ کیسی داغ ہین رخ پر نمودار | یہ پونہچا کسکے ہاتھون تجکو آزار
خداوندا تری آگی ہی فریاد | تصدق بیکسون کا دی مری داد
یہ عارض جسکا دست جور لگجای | برنگ پنجۂ خورشید جلجای
ہوا نیلا یہ جس سی وہی رنگین | وہ شل ہو ہاتہ مثل پای چوبین
کہا ای غمگسار و یار جانے | کہون کیا طول ہی میری کہانی
گرا ہی طشت بدنامی فلک سی | ملا ہی داغ ناکامی فلک سی
ہوس مجکو نہ تھی تا بام لائے | عسس کی شکل بنکر مرگ آئے
کیا بیرحم و ظالم نے گرفتار | چلا لیکے مجہے مثل گنہکار
ضمانت سی ہوئی آخر رہائے | پی رخصت تمنا کہینچ لائے
بس آکر و یکہلو کر دیکھنا ہو | خدا جانی سحر کیوقت کیا ہو
چراغ دامن صحرا بنا ہون | کوئی دم مین ہوا خواہ فنا ہون
وہ قطرہ ہون کہ مثل اشک حسرت | سر مژگان سی ہو مشتاق رخصت
برنگ نکہت گل جور خزان سے | سفر کرتا ہون مین باغ جہان سے
یہ سنکر اوس بت کافر ادا نے | قیامت ایک برپا کی سرہانے
ہجوم اشک نے دریا بہائے | فغان لب تک ہوا خواہی کو آئے
نظر آئی کدورت یار خاطر | اذیت ہوگئی غمخوار خاطر
ہزیمت اشکر عشرت نے اوٹہائی | الم کی پہر گئی دل مین دہائی
ہزاہا سلسلہ دیوانگی سے | کسی کے خدمت فرزانگی سے

کیا ہاتھوں نے میل جیب و دامان | مصیبت کی ہوئی پروا نکی ہان
کبھی گر التفات ہوش کرتے | پریشان سنبل گلپوش کرتے
جوان سے نے دیکھکر آمادۂ شوق | کہا اوس سے کہ ای دلدادۂ شوق
تامل کر کہ ہے مثل ابر تصویر | جہان ہے خواب نادیدہ کی تعبیر
جو اس عالم مین ہے جز ایزد پاک | مقرر جائیگا اکدن تہ خاک
برنگ بوی گل محو فنا ہے | شرر کی طرح آتش زیرپا ہے
حباب آسا ہے اس بحر فنا مین | جگہہ پائی ہے آغوش بلا مین
ثبات بے ثباتی ہر کہین ہے | یہ منزل جای آسائش نہین ہے
یہی مدت سے ہے رسم زمانہ | کوئی آگے کوئی پیچھے روانہ
مرا ہے وقت رخصت جبکہ آیا | اجل کو اک بہانہ ڈھونڈلایا
شب ماتم کا میری غم نکر تو | خدا ہی دو جہان پر رکھہ نظر تو
زہی قسمت کہ ننگ ہمت عشق | ہوا قربان کوی حضرت عشق
فراز دار ہے عاشق کو معراج | اسی کی رہتی ہین یہ لوگ محتاج
عروج پایۂ الفت یہی ہے | یہی ہے باعث عزت وہی ہے
اسی سے قصۂ مجنون ہے مشہور | کیا گویا اسی نے خون منصور
پس دلداری یار وفا کار | ہوا یون حرف زن سینہ افگار
کہ اوٹھہ او اختر برج نکوئی | فروغ مہر چرخ ماہروئی
پڑھین اب چند ساعت ہم جگر چاک | سعادت تا کلام ایزد پاک
معاذ اللہ کہ ذکر این و آن سے | ہوئی غافل خداوند جہان سے

غرض خلوت میں دونوں پریشان — بہم بیٹھی ہوئی پڑھتی تھی قرآن
کہ اتنے میں بجی نوبت گجر کے — لگی آنے ندا مرغِ سحر کے
قضا نے مثلِ اوراقِ تمنا — حجابِ شب رخِ عالم سے اولٹا
موذن نے فغانہای اذان سے — جگایا خلق کو خوابِ گران سے
نظر آئی نہ وہ شب کی سیاہی — ہوئی رخصت صدای کوس شاہی
جوان وہ سنتی ہے نوبت کی آواز — ہوا یون شاہدِ مطلب سے دمساز
کہ ای نورِ نگاہِ چشم عالم — مری رخصت مبارک ہو بصد غم
بس اب میں چھوڑتا ہون آستانکو — تجھی سونپا خدای مہربان کو
یہ سنکر گفتگو شوریدہ سر سے — برنگِ آرزو لپٹی جگر سے
لگی رونے وہ پامالِ تمنا — بنائی چینِ دامن موجِ دریا
کہا ای میہمانِ جانِ بیداد — مرادِ خاطرِ چرخِ ستمزاد
شہادت تیری قسمت میں لکھی تھے — ندامت میری قسمت میں لکھی تھے
کہ میں زندہ رہون تو حیف مرجاے — وفادارون میں شہرت اپنی کرجاے
ہوای جانفشانی کی ہوا ہے — کرون کیا بی بسی زنجیرِ پا ہے
نہ اسدم رازِ دل مجھسی نہان کر — جو کچھ تجکو تمنا ہو بیان کر
بہر صورت میں ہون تیری پرستار — نہیں ہے کچھ بجالانے میں انکار
یہی غم ہے کہ میری روبرو سی — چلا ہے تو پشیمان آرزو سی
عدم میں دیکھکر سب تجکو ناشاد — کہیں گے یہ کوئی ہے حسرت آباد
ہوای وصل اگر عشرت طلب ہے — حجابِ آرزو دامانِ شب ہے

ولی ہی ننگ وضعِ پاکبازے
کہ ہین ہم تہمتِ عشقِ مجازے

قیامت کو اگر ایجان جئین گے
شرابِ وصل جنت مین پئین گے

کہا ای شاہدِ یکتای عصمت
ضیای دیدۂ لیلای عصمت

خیال آتا ہی کیا اکدم کی خاطر
کرون مین پیروی نفسِ کافر

نہین اندیشہ چشمِ این و آن کا
مجھی ڈر ہی خداوندِ جہان کا

کہ آگے جسکے رازِ دل ہمارا
برابر ہی نہان و آشکارا

مگر ہان بہرِ تسکینِ دلِ زار
تجھی دیتا ہون آگہ کہ اب یار

کہ آخر بہرِ استقبالِ بیداد
سحر کو ہون گا مین با ہوس جلاد

ہجومِ جن و انسان و ملک سی
زمین چھپ جائی گی چشمِ فلک سی

اگر تو بہی کسی صورت سی تنہا
وہان ہو ایک ساعت جلوہ فرما

عجب کیا شادیِ دیدار اسدم
بہلا دی دل سی یادِ کاوشِ غم

بہل جاؤن تہِ خنجر مین ناشاد
نہ دیکہون بیکسانہ روی جلاد

مناسب ہی مگر ای یارِ جانی
بتادی کچہ مجھی اپنی نشانی

کہا تن پر سیہ پوشاک ہو گی
الم سی شکل وحشتناک ہو گی

شہنشہ بن نشانِ صبح پا کے
ہوا راہی طرف صحرا کے

جوان ہی بعدِ رخصت بادلِ زار
ہوا داخل میانِ خانۂ یار

جو کچہ تہی سرگذشتِ غم وہان کی
ملکزادی سی سب باتین بیان کین

رفتن عاشق جانب قتلگاہ و کدخدا شدن مجنون صحرا

پلا ساقی شرابِ جانفشانی
قریب شب ہے روزِ زندگانی

حدیثِ نوحہ افزا روبرو ہے
عزا آمیز رمزِ گفتگو ہے

بھری ہین ولولی دل مین الم کی
بہت کچھ حوصلی باقی ہین غم کی

پریشانی اثر ہے شادمانی
اجل تعبیر ہے خوابِ جوانی

خمارِ نشۂ وحشت ہے سر مین
جنون ہیبت آمیز ہے دردِ جگر مین

فراغِ جان ہوئی ہے پا بزنجیر
سرِ آغاز ہے اتمامِ تاثیر

گریبان کو تمنا چاک کی ہے
سرِ عریان کو رغبت خاک کی ہے

رقم کرتا ہون حالِ رنج افزا
کہ قصہ ہے فراقِ جسم و جان کا

شبِ عشرت ہوئی روپوش جس دم
نمایان کی فلک نے صبحِ ماتم

سحر کو وہ شہِ ظلِ الٰہی
ہوا زینت فزای تختِ شاہی

ادب سے تخت و دولت سر جھکائی
حضوری مین قدمبوسی کو آئی

دعا عمرِ خضر کی دی فلک نے
کیا وردِ زبان آمین ملک نے

کھڑے ہر چار سو تھے حسبِ دستور
امیر و بخشی و دیوان و دستور

کہ اس مین پاسبانِ شہر آیا
پئے تسلیم سر اوسنے جھکایا

نگہ کی شہ نے چشمِ مہربان سے
کیا آگاہ اوسکے رازِ نہان سے

کہ جا سمتِ ملکزادہ اسی دم
مری جانب سے پونہچا حکمِ محکم

کہ حاضر روزِ شبکو کر شتاسے لے
نہین ہوگا گرفتارِ خطر اسکے لے

یہ سنکر حکمِ سلطانِ یگانہ
ہوا شہرِ مطالب کو روانہ

کہون کیا تیز رفتاری مین کیا تھا
سوارِ توسنِ بادِ صبا تھا

روان مثلِ برقِ شعلہ رفتار ہوا ہمخانۂ یارِ صفا اندار

جو سودا اگر پہرے رات ساری بسر کی تہی بہسیانِ آہ وزاری

کیا وا ماندگی نے دل کو بیتاب ہوا وقتِ سحر شرمندۂ خواب

مگر بیدار یارِ مہربان تہا بحسرت دیکہتا شکلِ جوان تہا

کہا ہان واقعی مین ہون گنہگار مجہے لیچل جہان ہو حکمِ سرکار

یہ سنکر شحنۂ سلطانِ ذو سجاہ چلا لیکر ملکزادی کو ہمراہ

زبس تہا از دحامِ خلق سر پر ہر اک کوچہ ہوا آغوشِ محشر

یہانتک شور و غل نے سر اوٹہایا جوان کو خوابِ راحت سے جگایا

ہوا معلوم اوسکو آخر کار وہی ہی فتنۂ خوابیدہ بیدار

عسس کی روبرو آکر وہ ناشاد لگا کہنے کہ اے سرمایۂ داد

پریشان دیکہکر یہ حال میرا مروت سے فقط ضامن ہوا تہا

متقر ہون آپ مین اپنی خطا کا اسے کرتا ہے کیون مورد جفا کا

عسس نے دیکہکر دونون کو ہمدم کیا وابستۂ زنجیر باہم

کہ بیتابی سے ہین چلنے کو طیار نہین معلوم کیا باہم ہین اسرار

ہوس کہتی ہین کیون جلدین وہان کی غرض کیا ان سے ہے شاہِ جہان کی

ادب سے ہے مانعِ انکار کسکا عدوے صبر ہے اقرار کسکا

یہ کیون دامن کشِ اہلِ جفا ہین الم سے کیون یہ راحت آشنا ہین

تقاضاے دلِ ناشاد کیون ہے ہواے لذتِ فریاد کیون ہے

غرض چرخِ ستمگر کے ستاے حضورِ حضرتِ سلطان جب آے

عسس نے ان بہر حکم رسم تعزیر ... ہوا شانہ کش گیسوی تقدیر

کہ خاصہ ہین یہ دونون خانہ برباد ... بجالاؤن انہیں جو کچھ ہوا ارشاد

کہا یعنی اسو مقتل جوان کو ... رہا کر جلد یار مہربان کو

ملک زادہ ہوا آزاد خاطر ... چلا مقتل کو یہ ناشاد خاطر

ہر اک کو اسکی مظلومی کا غم تھا ... جگر صد چاک دل محو الم تھا

یہی کرتی تھی باہم لوگ تکرار ... کہ یارب کون ہی تازہ گرفتار

یہ کس پر آسمان غم ہی ٹوٹا ... مصیبت نے یہ کسکی گھر کو لوٹا

کمی کی کسکی بخت نارسا نے ... چلی لی کر اجل کسکو مٹانے

ستم کے انتہا جسنے جفا کے ... اجابت آشنا ہو کر دعا کے

کبھی کہتا کوئی چرخ کہن سے ... نہ آیا باز تو اپنے چلن سے

وہی رسم جفا اندیشگی کے ... وہی آئین عداوت پیشگی کے

کوئی کہتا گرفتاری بجا ہے ... خرد بیگانہ وحشت آشنا ہے

یہی تھی ہر طرف چرچی کہ ناگاہ ... ہوا پیدا جوان اک غیرت ماہ

سوار و اسپ خوش رو تیز رفتار ... بسان ہوش عاشق جلوہ بار

سمند شوق کی پھوٹی ہوئی باگ ... محبت کی جگر مین شعلہ زن آگ

سیہ پوشاک پہنی ہی بغل مین ... کہ جیسے زہرہ آغوش زحل مین

بڑھا کر اپنی رخش خوش عنان کو ... دکھائی شکل یار نوجوان کو

ملین جب حسرت آلودہ نگاہین ... ہوئین رخصت جگر سے سرد آہین

زبس تھا کار فرما شوق دیدار ... نگاہین تھین کشاکش مین گرفتار

بیان کرتی تھی رازِ دل اشارے ۔ زبانِ حال تھی گویا نظارے
امنگیں خاطرِ ناشاد میں تھیں ۔ تمنائیں مبارکباد میں تھیں
خموشی سی کیا کہوں عالم جوان کا ۔ سراپا نار بردارِ تمنا
عجب کچھ محوِ دیدِ بی خلل تھا ۔ نہ پاسِ جان نہ سودای اجل تھا
ہوای خاطرِ پر آرزو سے ۔ کھڑا تھا لو لگائی شمعِ سر سے
کہ اسمین دیکھکر وہ شاہِ عالم ۔ لگا کہنے کہ او دستورِ اعظم
نظر کر وہ میانِ جمل خاموش ۔ کھڑا ہی اک جوانِ ماتمی پوش
اسی قیدی کو ہر دم دیکھتا ہے ۔ بتا یہ کون ہی کیا ماجرا ہی
یہ سنکر حکمِ سلطانِ جہاندار ۔ کیا پیکِ نظر کو گرمِ رفتار
نگہ بس دیکھتی ہی شوکتِ حسن ۔ ہوئی محوِ فریبِ حیرتِ حسن
لباسِ مرد مین دیکھا حسین کو ۔ نہ پہچانا جوانِ نازنین کو
نگہ کی عقل نی پیدا رسائی ۔ جو کچھ تھی شکلِ مطلب دیکھ آئی
پسِ ادب اک دستورِ یگانہ ۔ لگا کہنے کہ ای شاہِ زمانہ
مقرر یہ جوانِ چست چالاک ۔ مری بیٹی ہی ننگِ گوہرِ پاک
یہ چھپکر دیدۂ مادر پدر سے ۔ تماشا دیکھنے آئی ہی گھر سے
کہا شہ نے کہ ای دستورِ بیجا ۔ حقیقت سے میں ہوں دونوں کی آگاہ
سمجھ سکتے ہیں یہ آشفتہ حالت ۔ برنگِ بلبل و گل پاکِ الفت
میانِ جہلِ عصیان مثلِ گوہر ۔ سرشتہ نہیں ابتک ہوا تر
حیا سی گو نظامیں کچھ زبان تک ۔ مگر یہ پاکدامانی کہاں تک

تری وہ دختر حسن آفریدہ / مرا یہ طفل جانے نور دیدہ

بطرز شوکت شاہانہ اسدم / شتابی عقد کر دی انکا باہم

یہ سنکر گفتگوی شاہ والا / توقف ایکدم جائز نہ دیکھا

اوسی ساعت بلا کر اہل تنجیم / دکھائی سعد ساعت بلا تقویم

ملا کر زائچہ نیک اختری سے / کیا عقد جوان رشک پری سے

لگی رہنی وہ دونون بادلشاد / میان عیش و عشرت وصل آباد

در بیان خاتمہ کتاب و وجہ تسمیہ

پلا ساقی شراب جام حسرت / کہ ہون خاضع سی مشتاق رحمت

جو تو نے شیشہ و ساغر اوٹھایا / مجھے قول غنیمت یاد آیا

بیا ساقی بیا ای قبلۂ شوق / کہ دور آخر شد و باقیست این ذوق

طبیعت جوش پر آئی نہ ہائے / عروج فکر دکھلائی نہ ہائے

سخن سنے التفات صفحہ کم کے / قلم کو رہ گئی حسرت رقم کے

نہ نکلا حوصلہ اپنی زبان کا / قلق ہے دلکو انجام بیان کا

احتسابی کہا ہنگام اتمام / کہ اسکا نالۂ تسلیم رکھ نام

یہانتک یہ پسند طبع آیا / کہ گویا دل سی میری نقل پایا

زیادہ تر نہ اسمین بہر ہوس کے / اسی پہ جستجوی شوق بس کے

ہوا ہاتف سی بہر سال ارشاد
قبول خاطر ارباب فن باد

قطعۂ تاریخ تمامی تصنیف از مولانا استاذنا بالجناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چون نظم نمود این فسانہ — تازہ گل من زباغ تعلیم
گفتیم نسیم سال تصنیف — قربان جمال نالۂ تسلیم
۱۲۶۹

قطعۂ تاریخ اختتام طبع از منشی اشرف علی صاحب متخلص باشرف

بتوفیق خدا چون این فسانہ — ز طرز نو بلند آوازگی یافت
بگفت اشرف پی تاریخ ختمش — کہن افسانہ ساز تازگی یافت
۱۲۶۹ھ

رشک گلزار ہمیشہ بہار مثنوی تاریخ ریختۂ خامۂ جادو نگار عبد اللہ خان صاحب ہمدم

بیا ساقی کہ فیض اوستادم — چشاند بادۂ مضمون دمادم
انیس خلوت معنی نگاران — جلیس مجلس شعری شعاران
شراب شوق پیما عشق تعلیم — خطیب ذوق امیر اللہ تسلیم
رقم زد نالۂ تسلیم بشنو — کہن افسانہ دارد جلوۂ نو
بشوق دیدنش چشم گہر چید — شنیدن از دلم تاراج گردید
بمضمون جگر خا گشت دل خون — چسان گویم فسانہ بلکہ افسون
سنتی تاریخ تصنیفش تمنا — بدل افزود شوق خواندنش را
نوشتم این سال ہجری جان پرورد — جگرزا نالۂ تسلیم پرورد
۱۲۶۹ھ

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
مطبع منشی نولکشور میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازت او خیالِ قاصدِ دل — کہ آ پہونچا دمِ تکلیفِ مشکل

طبیعت پھر مری کچھ ناز پر ہے — کوئی مطلب مگر آغاز پر ہے

مضامین لپٹے ہین فکرِ رسا سی — زبان جنبش مین ہی حمدِ خدا سی

بنایا جسنی کن سی دو جہان کو — کیا پیدا زمین و آسمان کو

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار — سکھایا بی قدم اندازِ رفتار

طلسمی کارخانہ اک بنا کے — نظر سی چھپ رہا صورت دکھا کے

بلند و پست سب اوسنے بنایا — عدم سی عالمِ ہستی مین لایا

جہان مین اہلِ بینش کی عجب کو — وصال و ہجر بخشا روز و شب کو

کیا پیدا نشان ہر بی نشان کا — دکھایا رنگِ نیرنگِ جہان کا

دیا سامانِ شاہانہ کسیکو — بنایا خاکِ ویرانہ کسیکو

کسی کو عشق کی لذت عطا کی — مزا دیتی رہی اندوہنا کی

دکھائی جلوہای حسنِ خوبان — بنایا صورتِ آئینہ حیران

چھپائی سیکڑون جلوی کہا کی ❊ مٹائین صورتین کیا کیا بنا کے

نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی ❊ فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

تماشا دستِ یارِ خود نما ہے ❊ تصور بن کے پھرتا جابجا ہے

کہین شوکت ہی شانِ انبیا کی ❊ کہین عظمت ہی ذکرِ اولیا کی

کہین ہی ہمتِ اخوانِ یوسف ❊ کہین ہی عصمتِ ایمانِ یوسف

شرارِ شعلہ افزا ہی کہین وہ ❊ ادیبِ ہوشِ موسی ہی کہین وہ

کہین ہی التماسِ شوقِ دیدار ❊ کہین ہی محرمِ اسرارِ انکار

کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ ❊ غرض ہر رنگ مین کچھ خوب ہی وہ

سنبھل اے سرخوشِ پیمانۂ شوق ❊ خرابِ بادۂ خمخانۂ شوق

زیادہ تر ندی رخصت قلم کو ❊ مئی وحدت کی بدلی کھینچ دم کو

کہان تک ایک سی آہنگِ فریاد ❊ بدل اب اور کوئی رنگِ فریاد

ملک مشتاق ہین حرفِ دعا کی ❊ فلک پر بھیج سے تحفے التجا کے

مناجات عاشقانہ

الٰہی دی کوئی دل سر بسر جوش ❊ برنگِ زخمِ خندان غم فراموش

ہمیشہ سایۂ خنجر مین تڑپی ❊ اگر محشر بھی ہو محشر مین تڑپی

وہ دل ہو جو ستم کو ناز سمجھے ❊ وہ دل ہو سوز کو جو ساز سمجھے

سدا ناکامیون سی کام رکھے ❊ جو نکلی کام کوئی نام رکھے

ہنسے رسوائی حالِ زبون پر ❊ بہائی اشک تدبیرِ جنون پر

بہی عج ہوائی پایمالے | سنی زنجیر کی ہرزہ خیالے
جنون انگیز وہ سامان کہائے | خیال پاک مجنون مین نہ آئے
تہو پامال غم کی سرکشی سے | اوٹہائی ناز دشمن بہی خوشی سے
رہی وضرات خود دیوانہ اپنا | برنگ شعلہ ہو پروا نہ اپنا
نہ ہم آغوش ہو جانان سی اپنی | پشیمان ہی رہی ارمان سی اپنی
بڑہی گر بدگمانی چشم تر کی | قسم کہائی سر داغ جگر کی
منائی شادیان رنج و محن سے | اوٹہائی عیش لو داغ کہن سے
نہو کامل مذاق تلخکامے | رہی ہر مدعا مین ناتمامے
حباب آسا طلسم یک نظر ہو | کہ اپنی جنبش داماں سی ڈر ہو
دکہائی اضطراب وقت مشکل | رہی سینہ سدا آغوش بسمل
ترقیخواہ تکلیف جفا ہو | بلا گردان سامان قضا ہو
نہین بس آشنا اسیر بہی خاطر | لب مضمون سی ہی کچہہ اوظاہر
اجل ہو مہربان دشمن کی بدلی | کفن مجکو ملی دامن کی بدلی
برنگ شمع کشتہ بعد مردن | بنی فانوس تن آغوش مدفن
لحد سی اوٹہکی بہی مضطر بنون مین | غبار عرصہ محشر بنون مین
نہ آنکہون مین نشان خواب دیکہون | اگر دیکہون کبہی تو آب دیکہون
رہی سر پر ہجوم مہ جبینان | سنون ہر دم تقاضای حسینان
نہون شاکی مری ہمراز مجسی | رہین راضی نیاز و ناز مجسی
رگ سودا جنون مین خون کوترسی | سنی طعنی زبان نیشتر سے

گرین لخت جگر آنکھون سے باہر ۔ برنگ اشک بلبل پھول ہوکر
نہ چھوٹے مجھسے تا انجام ہستی ۔ بشکل آئینہ صورت پرستی
نہ دیکھون شکل ارباب ریا کے ۔ حریص خرقہ مشتاق عبا کے
عمامہ قصر ہو جبہ بلا ہو ۔ درازی ریش کی عرض دعا ہو
رہون زندہ تمنای قضا سے ۔ امید یاس حسرت غم سے
کبھی پیدا کرون ابرو کی صورت ۔ پریشان دل رہون گیسو کی صورت
رہی مثل گریبان چاک دامن ۔ پھرون تا عمر ہستی پاک دامن
کرے داماں صحرا سر پرستی ۔ دکھائے مستیان ویرانہ مستی
قیامت لائے سر پر داغ سودا ۔ بنے خورشید محشر داغ سودا
مرون تیورا کر بدلین الم کے ۔ رگین سینے مین مرگنی سے غم کے
شفای دل ہو بیتابی کا آزار ۔ شکیبائی رہی صورت سے بیزار
اجل سامان شادی کا سبب ہو ۔ صف ماتم صف بزم طرب ہو
پشیمان چارہ گر بالین سے اوٹھی ۔ مسیحا چشم تر بالین سے اوٹھی
نکل جائین سب ارمان روح و تن کے ۔ اجل آئے مری معشوق بن کے
رہین نا آشنا لب مدعا سے ۔ زبان ہو گنگ حرف التجا سے
سنون اپنی شکست دل کی آواز ۔ رہی چھپر ہی میرا حشر تک ناز
بڑہین رتبے یہ جنس ہمسری کی ۔ اوٹھاؤن ناز تقدیر مشتری کے
یہانتک کاہش تن مہربان ہو ۔ کہ میری ہستی بھی خواب گمان ہو
کمال بے نشانی جب دکھاؤن ۔ تصور کی تصور مین نہ آؤن

پہنچون جسوقت مثلِ نکہتِ گل / ہنی مدفن زیارت گاہِ بلبل
ہوا جنت کی دون میلِ نظر سے / لپٹ کر دامنِ خیر البشر سی
نہون رسوای بازارِ قیامت / نہ لون احسانِ سودای ملامت
سیہ کاری قبولِ لم یزل ہو / لباسِ کعبہ طومارِ عمل ہو
بس ای تسلیم کبتک جوش مستی / کہانتک شیوۂ مطلب پرستی
کہی کر شوق کی عرضِ التجا مین / گرہ دی طولِ زلفِ مدعا مین
زبان نعتِ سلطانِ امم ہے / سرِ خامہ پی تسلیم خم ہے
زبان ہی مائلِ ذکرِ پیمبر / دہن ہی حلقۂ گرداب کوثر

نعت جناب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ادہر آ او خیالِ پاک دامان / تکلف ہو چکا تکلیفِ احسان
ادب نی اور ہی جلوہ دکہایا / چراغِ ہوش کو خاموش پایا
خدا را ریزشِ مضمونِ روشن / کہ پہیلائی ہوئی ہین حرف دامن
مبارکباد نعتِ مصطفی ہے / زبان پر نغمۂ صلِ علی ہی
سکہایا جسنے ہمکو دینِ اسلام / سنائی امر و نہی حق کے پیغام
زمین و آسمان زیرِ قدم ہے / شبِ معراج سیرِ نیم دم ہے
یہانتک فردِ یکتائی مین پایا / کہ سایہ بہی نہ پابوسی کو آیا
ہوئی کافر سے جب اعجاز خواہی / بتون نی دی نبوت کی گواہی
احد نی میم احمد کو ازل مین / عنایت کی جگہہ دل کی بغل مین

لکھون کیا فرقِ ذاتِ کبریائے — نہیں گنجائشِ حرفِ جدائے

کہ ہم ہون کی طفیلِ شوق بیحد — نیازِ کبریا نازِ محمد

پی بخشش اگر ایسا فقط ہو — بلاغت نامۂ عصیان غلط ہو

فقیری ہین و پاشاہون کو انعام — پڑھا ہر علم بی تفہیم و افہام

فدا ایسے سببِ بے سبب کے — تصدق عالمِ اُمّی لقب کے

خدارا ای شہنشاہِ دل افروز — ادھر بھی یک نگاہِ معصیت سوز

بہت کچھ ہو چکی غفلت پناہی — بہت دیکھا عتابِ کم نگاہی

یہانتک جوشِ محرومی عیان ہے — کہ مجھسے بدگمان میرا گمان ہے

سوادِ مردمِ چشمِ بتان ہون — سویدای دلِ ہندوستان ہون

عروسِ یاس ہم آغوشِ دل ہے — تہی امید مجھسے منفعل ہے

ہوس ہی روضۂ انور کو دیکھون — جبین آستان پہ سر کو دیکھون

طوافِ مرقدِ شاہِ نجف ہو — غمِ ناکامیِ دل برطرف ہو

بناؤن توتیای چشمِ بیخواب — غبارِ آستانِ پاکِ اصحاب

خصوصاً جان نثارانِ پیمبر — ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

سببِ تالیفِ کتاب

پہونچ ساقی کہ وقتِ نوش آیا — تری غفلت سی مجھکو ہوش آیا

سبو ساغر اوٹھا بہرِ تلافے — زبانِ شکوہ دہوتی آبِ صافے

سنبھالون خاطرِ پرجوش کو مین — کرون گویا لبِ خاموش کو مین

کہ اکدن اتفاقاتِ جہان سے — ملی فرصت جفای آسمان سے

تسلی کا ہوا جب مرہم جگر پر ہوا ہر اشکِ صدقی چشمِ تر پر

عدم کی راہ لی رنج و تعب نی مبارکباد دی عیش و طرب کی

دلِ آسودہ بشکلِ اہلِ ادراک ہوا مصروف سیرِ عالمِ پاک

بشکلِ روحِ ادریس و مسیحا تماشائے ہوا نورِ قدم کا

ہوئی پیدا اثر حسنِ شگون کے کھلے دروازے قصرِ نیلگون کے

کبھی جبریل کا ہم آشیان تھا کبھی عنقائے دشتِ لامکان تھا

کبھی روحانیون سے ساز کرتا کبھی قسمت پہ اپنی ناز کرتا

کبھی تھا عالمِ حیرت مین خاموش بشکلِ طوطیِ دستان فراموش

درِ معنی پہ آیا جب بہ تکریم ادب سے کی سخن نے عرضِ تسلیم

جگہ دی مسندِ عزت اثر پہ قدم چومی ہوا قربان ہنر پہ

پسِ عرضِ نیازِ دوستانہ لگا کہنے کہ اے فخرِ زمانہ

گلِ تازہ بہارِ نکتہ دانی چمن پیرائے فردوسِ معانی

اجازت ہو تو خدمت مین زبانی کرون ظاہر کچھ اپنی خستہ جانی

کہون افسانۂ بیتابیِ دل سناؤن داستانِ قصۂ دل

سراپا شکلِ نے درد آشنا ہون رہی ہون آپ سے تم سے ہوا ہون

کہا دل نے مری تقصیر کیا ہے جو کہتے ہو کہو تاخیر کیا ہے

کہا جو اہلِ فن گذرا جہان مین کیا سکہ روان اپنا جہان مین

لکھا ہر ایک نے طرح و فسانہ بنایا مجھکو ممتازِ زمانہ

مگر قربان اس نخلِ زبان کے کہ تم قارون بنے نقدِ بیان کے

لگا کر قفلِ خاموشی دہن مین — چھپا یا چیپی ہی مجھکو کفن مین
کہا دل نی سخن ہی سچ ہی یہ بات — مگر مین کیا کرون ہیہات ہیہات
زمانی مین یہ قحطِ قدردان ہے — کہ مجھکو بات ہی کرنا گران ہے
طبیعت ہٹ گئی شعر و سخن سے — تنفر ہو گیا اظہارِ فن سے
بنا کر حسنِ مطلب این و آن کو — کرون آلودہ کیا اپنی زبان کو
ملی گا جب کوئی ممدوح ذیجاہ — بخوبی دون گا دادِ نظمِ دلخواہ
سخن یہ سنکے دل ہی یہ فسانہ — کہا اب بھی نہین خالی زمانہ
ہزارون اہلِ فن کی قدردان ہین — خریدارِ گہرہای بیان ہین
خصوصاً صاحبِ اقبالِ جاوید — دو عالم مین یگانہ مثلِ خورشید
رہی دل جانبِ تو شیخ شیدا — اشارون مین ہی شکلِ نام پیدا
معزز محترم ہندوستان مین — حریفِ ہمتِ حاتم جہان مین
مئے خمخانۂ وحدت سے مدہوش — دلِ پر معرفت پیمانۂ ہوش
علوِ قدر پیدا جبین سے — لیاقت جلوہ گر عقلِ متین سے
یہ عالم ہے کفِ گوہر فشان کا — بنا فرشِ زمین صحنِ آسمان کا
خمِ تیغِ دو دم گر خون فشان ہو — شفق گون دامنِ کون و مکان ہو
خیر امان ہو خضر آسا جدہر سے — ادہر آئی قدم لینی کو سر سے
نظر محوِ رضای سینہ چاکان — صفا طینت بشکلِ روحِ پاکان
اثر ہمت مین ابرِ در فشان کا — حقیقت مین چمن پیرا جہان کا
بہارِ خلق بس نکہت فشان ہے — دماغِ اہلِ عالم عطردان ہے

ارادون مین اثر جوشِ نہان کا
ہر اسا حوصلہ طبعِ جوان کا

ازل ہی سے ہی روز افزون جاہ
قیامت تلک شادِ بخت بدخواہ

بزرگی بوسہ زن حسنِ جبین ہے
اجازت فخر کی روح الامین ہے

لیے پھرتا ہی در پر چرخ اخضر
ہمیشہ کاسۂ خورشید انور

شرف دی نام نے اسکی زبان کو
دکھا اعجازِ فن اہلِ جہان کو

مری شہرت ہوا اطرافِ جہان مین
تری عزت ہوا اربابِ بیان مین

یہ مژدہ سنکی دلکو جوش آیا
طبیعت مین مزا کچھ اور پایا

ہوائی نظم خاطر مین سمائے
جگر سے آہ موزون لب تک آئی

بڑہا اندیشہ سیرِ افلاک
کیا مضمون نی استقبالِ ادراک

زبان کرنی لگی گوہر فشانی
قلم لکھنے لگا رازِ نہانی

کھلی غنچے گلستانِ سخن کے
لیے سنبل نی بوسے یاسمن کے

داستان بیچ بیان ختم ہونی ترغیبِ محبت کی اور رجوع کرنا طرف آغازِ حالِ عشق کے

سنبھل اے ساقیِ میخانۂ راز
کہ پھر ہی رغبتِ تکلیفِ آغاز

پھر اک دم ہو رہا ہی نشترِ دل
خراش نالۂ استادِ کامل

لحاظِ توبۂ واعظ اوٹھا دے
اچھوتی دونون عالم سے پلادے

کہانتک اضطرابِ جوش مستی
کہانتک فرصتِ کوتاہ دستی

لبِ ساغر ملادی میری لب سے
سمجھ لون آج مین بنت العنب سے

میسر پھر کہان یہ ساز و سامان
زمانِ عیش ہی دم بھر کا مہمان

کہین عشرت کہین ماتم سرا ہے — دو رنگی آسمان دکھلا رہا ہے

کہین ہے صبح عید زندگانی — کہین ہے شام مرگ ناگہانی

کہین ہے نغمۂ یاران محفل — کہین ہی شکوۂ بیرحمی دل

کہین ہی جلوۂ لبہای خندان — کہین اشکون سی ہی لبریز دامان

کہین لطف بہار بوستان ہے — کہین اندیشۂ خار خزان ہے

کہین گل تاب رخسار چمن ہے — کہین منقار بلبل نغمہ زن ہے

اکڑتا ہی کہین شمشاد گلشن — کہین قمری اسیر طوق گردن

کہین راحت کہین جوش بلا ہی — غرض دنیا عجب حیرت کی جا ہے

فریب افزا ہے نیرنگ زمانہ — طلسمے ہی یہان کا کارخانہ

زمین و آسمان کی پست و عالی — یہ سب ہین شکل تصویر خیالی

ثبات ہی ثباتی کہات مین ہے — فریب مدعا ہر بات مین ہے

نہین تا خیر احسان اجل مین — عروس مرگ ہی ہر دم بغل مین

خوشی سی غم کی ہی تاثیر پہلی — عیان ہی خواب سی تعبیر پہلی

تجہے حرص جہان ایدل عبث ہے — غبار آسا پس محمل عبث ہی

ازل سی زال دنیا ہی ستمگار — لیی پہلو مین ہی پہلوی اغیار

نئی جادوگری ہی اسکی دم مین — کہ دانا دام مین آتا ہی دم مین

ہزارون زہر کہاتی ہین اسی پہ — نہین ہی بندہ یہ تجہ سے کسی پہ

خرد نا آشنا افسر زمانہ اسکا — فسون سی کم نہین افسانہ اسکا

یہان ذلت وہان تکلیف آرام — برا آغاز ہے بدتر ہی انجام

ہوائے عشق باقی میں فنا ہو … برنگ قطرہ دریا آشنا ہو
تہِ تیغِ محبت رکھ گلو کو … حیاتِ بی اجل دے آرزو کو
محبت میں لہو پانے اگر ہو … ابھی وہ ماہِ تابان جلوہ گر ہو
محبت سے ہے روزِ عیش پرجوش … محبت سے شبِ غم سے سیہ پوش
محبت سے ہے الفاظ و معانے … بہم چسپان ہیں مثلِ یارِ جانے
محبت سے دلِ لالہ لہو ہے … محبت سے پریشان موجِ بو ہے
محبت سے گلِ تر ہے جگر چاک … محبت سے دلِ بلبل ہے غمناک
محبت ہو جو گرمِ جلوہ سازی … ہے پروانہ داغِ شعلہ بازی
محبت سے ہے لیلیٰ مجنون ہم آغوش … محبت سے گلِ آدم ہے پرجوش
محبت سے جگرسوزی مرادی … محبت لذتِ راحت بہ ہادی
محبت کیمیائے ہر جگر ہے … محبت جلوہ پردازِ نظر ہے
محبت سے ہے لبریز فغان کی … محبت سے نہین خالی کوئی شی
محبت سے دلون مین ساز دیکھا … محبت سے نیاز و ناز دیکھا
محبت سے ہے عجب دریائے پرجوش … کہ ہر قطرہ ہے طوفان سے ہم آغوش
جہان کا ذرہ ذرہ پربلا ہے … دو عالم اک سراب کم نما ہے
دمِ تیغِ اجل ہے ساحل اسکا … فنا ہے سہل کارِ مشکل اسکا
بجز شان جان دینی زندگی ہے … قضا سے بین ادائے بندگی ہے
گواہِ حالِ جوشِ عاشقانہ … سپہر و خامہ ہوتا ہے فسانہ
نہین تصنیفِ طبعِ نکتہ دان کا … بیان ہے ماتمِ صادق بیان کا

کہاں تک دل میں داغ قدردانی — کروں بے پردہ راز خوش بیانی
دکھاؤں حسن اعجاز بیان سے — زبان بوسے لے حرف داستان کے
ہر اک سودہ ہو موم ہو فکر جوان سے — ہوا کیا کیا بندھی طبع روان سے
جلائے گرمی مضمون عدو کو — کرے بندش پشیمان عیب جو کو
حصول مدعای دوستان ہے — سخن آویزۂ گوش جہان ہے

آغاز داستان

ادہر آسا سے غارتگر ہوش — وفا نا آشنا عاشق فراموش
چھلکتی لاے گلگون کہیں سے — زبان ہو موج آب آتشین سے
کہ پھر ہوں سرخوش پیمانۂ عشق — بیان کرتا ہوں میں افسانۂ عشق
کہ تھا اک نوجوان مست مدہوش — برنگ آرزو پروردۂ جوش
ترشحوا ہ آشوب جوانے — دعاگوی بلای ناگہانے
تجرد میں بشکل سرو آزاد — برنگ نکہت گل خانہ برباد
سر پر شور پامال جنون تھا — حنا کی طرح دل لبریز خون تھا
جبین شوق اوس تصویر غم کے — غبار سجدۂ پای صنم کے
خم ابرو نیاز آباد حاجات — برنگ مصرع بیت مناجات
جگر محو فریب بیقرارے — سر مژگان شہید اشکبارے
عیان رخسار سے جوش نہانی — خط نو سبز شرح نوجوانی
لبون سے شور بیتابے بہم تھا — دہن پیمانۂ فریاد غم تھا

زبان حال سے زبان عاشق زار — ہمیشہ قصہ خوان شکوۂ یار

ازل سی عشق ربط آب و گل مین — خلش کی گدگدی پہلوئے دل مین

سدا اہل نظر تھا حسن ذات — حسینون مین بسر کرتا تھا اوقات

پئے تسکین خاطر کو بکو مین — پھرا کرتا تھا شہر لکھنؤ مین

قضا را ایکدن وہ ناشکیبا — چلا گھر سے پئے سیر و تماشا

قریب شام سوئے چوک آیا — دل مضطر کو جو راستے بہایا

تماشا خیز ہر جانب نظر کے — ہوئی راحت فزا حسرت جگر کے

جہان حسن شور انگیز دیکھا — طلسم ناز محشر خیز دیکھا

ہوئی پیدا نگہ کو رغبت دور — نظر آنے لگے سامان کچھ اور

کوئے کافر ادا ہی نغمہ پرداز — کوئے رشک پری ہی شعلہ پرواز

کوئے بیباک ہی گرم اشارہ — کوئے چالاک ہی محو نظارہ

کوئے نازک ادا مسند نشین ہے — کوئے آئینہ رو آئینہ بین ہے

کوئے خندان برنگ صبح نوروز — کوئے برق تبسم سی جہان سوز

یہ عالم دیکھتا اپنے ہوا مین — بڑھا کچھ دور راہ مدعا مین

کہ ناگہ جوش مستی رنگ لایا — قضا نی اور ہی سامان دکھایا

بت بیرحم عصمت نام جسکا — ستم پیشہ عداوت کام جسکا

کھڑی ہی نازسی کافر لب بام — نگاہ زہر گر ہی مرگ پیغام

تماشہ میں رہا ہے محو دیدار — عیان ہین وعدۂ فردا کی آثار

جہان جو ہی تحیر آشنا ہے — برنگ ہوش عاشق کھو گیا ہے

وہ کافر حسن پہ اپنی ہی مغرور سراپا مثل برق شعلۂ طور
بھرا سینے میں جوش نوجوانی زبان مصروف لفظ لن ترانی
قد موزون سراپا نور میں غرق برنگ مصرع برجستہ برق
عیان ہر عضو سے شان قیامت سراپا جان و ایمان قیامت
دم رفتار گرتا ہے قدم پر بجائے سایہ رنگ روئے محشر
وہ کافر زلف یاد و جگر ہے دل زاہد سے بھی تاریک تر ہے
غضب ہے جا کے بکھرا آنا ادہر کا اثر ہے زلف میں آہ نظر کا
وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق درخشان کوکب اقبال عشاق
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو کہے لی ساجدین شمس و قمر کو
ہر اک ابرو ہے تیغ خوش نظارہ سراپا جوہر موج اشارہ
دم جنبش ادا و حسن فتنہ گر کے مبارکباد ہے زخم جگر کے
خمار آلودہ سے آنکھوں سے پیدا نظر سے کیف مستانہ ہویدا
نگاہ مست پھرتی ہے جدہر کو غشی آتی ہے پابوس نظر کو
وہ مژگان وقت آرائش کریں گھر دل آئینہ میں مانند جوہر
کنار بام وہ رخسار پر نور نظر آتی ہیں جیسے شعلۂ طور
یہی کہتا ہے ہر مشتاق مضطر سوا نیزے پہ ہے خورشید محشر
دہن گرداب صہبائے معانی زبان موج شراب لن ترانی
تبسم میں کہے ہر لب سے ہویدا تقاضا شوخی طبع جوان کا
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب برنگ آب گوہر خشک و سیراب

صفت گردن کی افزون حوصلی سے — وہی جانی لگائی جو گلے سے
ہر اک شانہ برنگِ دستۂ گل — زیارتگاہِ صبحِ عیدِ بلبل
عیان سینی سی آغازِ جوانی — نمو پستان کی غمازِ جوانی
نزاکت سی عجب عالم کمر کا — گمان سبکو رگِ تارِ نظر کا
کسی صورت نہین آتی نظر ناف — مگر ہی حلقۂ میمِ کمر ناف
یہ نقشہ لطفِ صحبت نی دکھایا — کہ ثابت نی عدم کا لطف پایا
لکھون کیا جسم سے مخفی کا اشارہ — عیان ہی ماہِ نو مین اک ستارہ
ہر اک زانو طرب انگیزِ عشاق — بظاہر جفت خوبی مین مگر طاق
نمایان پائچی سی ساقِ پر نور — تہِ فانوس جیسے شمعِ کافور
دو بالا حسن ہی جوشِ صفا سے — عیان رنگِ حنا ہی پشتِ پا سے
غرض اس طرح وہ خورشید سیما — ہر اک جانب سے سرگرمِ تماشا
جوان نی بھی نگاہِ شوق ڈالی — تمنائی دلِ مضطر نکالی
کشیدِ شوق نی جادوگری کی — پھری چتون ادھر شنگی سی کی
کھلین پردے وہ عرضِ دل کی راہین — ملین باہم گلی دونون نگاہین
لیی سینی مین اوس عشق رسیدہ سر کے — خدنگِ ناز نے بوسے جگر کے
رہی کچھ دیر مثلِ دو خریدار — نیاز و ناز باہم گرمِ بازار
پھر آخر جذبۂ دل نی کمی کے — ہوئی تاثیر پیدا بیہمی کے
ادا سی صورت ابرو سے کھنچے وہ — طبیعت کیطرح سے ہٹ گئی وہ
چھپائی شکل اپنی دل کی صورت — گرا یہ خاک پہ بسمل کی صورت

ہجومِ شورِ بیتابی سے آ کر
کیا دل کو ستم آبادِ محشر

حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام
ہوئے سب نذرِ ایسائی دلآرام

دعاوی جسکو تھی حالِ قوی سے
کیا رخصت ہجومِ بیخودی نے

غبار آسا اٹھا فرشِ زمین سے
ہٹا پہلوی کوی نازنین سے

نگہ حیران کہ بے سامان گیا تھا
بکیس برقِ بلا کا سامنا تھا

بکیس پر حکمِ قاتل سی لڑی آنکھ
یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ

لبون مین کس لیے قفلِ حیا تھا
سکوتِ مدعا کیون مدعا تھا

ہوا یہ کون غائب روبرو سے
کیا کسنے پشیمان آرزو سے

متاعِ صبر و طاقت لیگیا کون
یہ داغِ نامرادی دیگیا کون

اوسی دھن مین وہ پامالِ تمنا
رہا سرگرمِ سودا جوشِ سودا

جب آدھی رات کی انجام پایا
بلاے تازہ نے گھر مین سر اٹھایا

بیان وحشتِ فراق کا اور تنگ آ کر نکل جانا جوان کا شہر بینو سے لکھنؤ کو

بلا سا قصے سے خونِ نابہ دل
کہ ہون بیتابی سے دشتِ جنون میں

قرارِ بیقراری جوشِ پا سے
بچشمِ کینہ مستی ہوش پیاسے

زبان ہی گفتگو سی بہر ہم آغوش
بہ بیتابی یہ مستی تھی لبون ہاے خاموش

کہتا وقتِ سحر وہ تو گرفتار
رہا نشۂ چشمِ سحر بیدار

بسر کی جل کی مثلِ شمعِ ماتم
اٹھا وہ جگر کی طرح برہم

نہ پہلو مین دلِ آفت رسیدہ
نہ دل مین صبرِ وحشت آرمیدہ

پریشان خاطری پیدا نظر سے
چکان ابرِ مصیبت چشمِ تر سے

فغانِ بے اثر لب سی ہویدا
امید یاس ہر مطلب کی پیدا

نہایت بیخودی نی جب ستایا
اوسی کوچی مین مثلِ ہوش آیا

ہوای جلوۂ جانان مین ششدر
برنگِ نقشِ پا بیٹھا زمین پر

ہر اوہر کے ہر شور و شر سے
لڑی چشمِ ہوس دیوار و در سے

خیالِ یار کو ٹھہرا کے ہمراز
کیا یون شکوۂ تکلیف آغاز

کہ ای محرومیِ تقدیر تاچند
کرون مین چاکہای دل کو پیوند

اوٹھاون نازِ بیتابی کہان تک
رہون پابندِ بیخوابی کہان تک

کہان تک گلفشانی چشمِ تر کے
کہانتک چاک دامانی جگر کے

لحاظِ شکوۂ بیداد کب تک
خیالِ عصمتِ فریاد کب تک

کہانتک پاسِ شرمِ پردہ داری
کہان تک شرطِ ضبطِ دلفگاری

اوٹھین شعلی کہان تک داغِ تن مین
رکی کبتک رہین نالی دہن مین

خلشہای سرِ مژگان کہان تک
غمِ بیرحمیِ جانان کہان تک

تقاضای دلِ مضطر کی حد ہی
جفاہای بتِ خودسر کی حد ہی

یہان لب پر یہ تقریرِ خیالی
وہان مشقِ غرورِ بیمثالی

یہان خصمِ طلب صبر و تحمل
وہان آغازِ آغازِ تجاہل

یہان دل شعلہ زارِ شوقِ دیدار
وہان برقِ تغافل گرمِ بازار

یہان ہر دم تقاضای تمنا
وہان صبر آزمائی کار فرما

یہان شورِ جنون محشر در آغوش
وہان حکمِ عدو خاموش خاموش

یہان شامِ مصیبت جلوہ افروز ۔۔۔ وہان سامانِ صبحِ روزِ نوروز
یہان سو رنگ رنگت و بدلتا ۔۔۔ وہان ہاتھون مین مہندی غیر ملتا
یہان احسانِ مرگ نا کہانے ۔۔۔ وہان کیفِ شباب کا بڑھانے
یہان ہنگامہ آرائی پہ نالہ ۔۔۔ وہان دورِ شرابِ پر پیالہ
یہان مستی وہان شوخی و شنگی ۔۔۔ غرض ہر رنگ مین رنگِ دو رنگی
اسی صورت سے گذری جب کئی سال ۔۔۔ فلک نے اور پہینکا قرعۂ فال
غبارِ وحشت رسوا نے بنایا ۔۔۔ برنگِ قیس سودائی بنایا
ہوئی بیگانگی اپنے سے پیدا ۔۔۔ رمِ آہو ہوا سا یہی پیدا
لگا فرق آنے وضعِ خلل مین ۔۔۔ لگا رہنے مزاج رہتے دل مین
چڑھی سر ہم مزاجی مثلِ سنبل ۔۔۔ ہوا سنے قید شکل نکہتِ گل
برنگِ شورِ رسوائی جہان مین ۔۔۔ لگا پھرنے ہر اک شہر و مکان مین
کشاکش سے جنون کی تنگ آ کر ۔۔۔ ہوا آمادہ ترکِ لکھنؤ پر
یہ سوچے عالمِ بیچارگی مین ۔۔۔ کہ ہو چندے بسر آوارگی مین
تمنائے وفا عصمت سے معلوم ۔۔۔ یہ ارمان خوبیِ قسمت سے معلوم
یہان وہ کر جدا اوس شعلہ رو سے ۔۔۔ جلائی کون دل داغِ عدو سے
غرض اک دن سہر ویوا سنے ہین ۔۔۔ بگڑ کر شیوۂ بیگانگی ہین
چلا گھر سے برنگِ نبضِ مضطر ۔۔۔ ہوا قربانِ خاکِ کوی دلبر
تڑپ سی کچھ دلِ پہ جوش ٹھہرا ۔۔۔ وہان دم بھر برنگِ ہوش ٹھہرا
کہا اے کوچۂ دلدار قربان ۔۔۔ تصدق اے غبارِ کوی جانان

عدو سمجھا ہی چرخِ پیر مجھکو / جدا کرتا ہے سن لے تقصیر مجھکو

ہی یہ مضمون فلک سمجھا رہا ہی / بلا ہی جان فرسا یہ مدعا ہی

قدم جمتی نہین مجبور ہون مین / بہ رنگِ دستِ شل معذور ہون مین

جنون کا حکم ہی گھر سی نکلیے / گریبان گیر ہی وحشت کہ چلیے

ترقی پہ ہی احسانِ خرابی / اشکون پہ ہی جوشِ اضطرابی

کہان مہلت ہی تکلیفِ جو دون سے / خبر کیا وہ دلِ لبریز خون سے

نہایت مختصر ہی طولِ فرصت / خدا حافظ بس اب تکلیفِ رخصت

یہ کہکر مثلِ عہدِ نو جو اسنے / پڑا وہ سروِ باغِ زندگانے

طپش دل مین برنگِ نبضِ مضطر / روان اشکِ ندامت ہر قدم پر

زبان دلداری ضبطِ سخن مین / فغان خوابیدہ آغوشِ دہن مین

تحیر ہمتِ دیوانگی پر / تاسف رخصتِ فرزانگی پر

اسی صورت خیالِ این و آن مین / رہا سرگشتہ اطرافِ جہان مین

کبھی شہرو سکی رسمی جنت آباد / کبھی صحرا ہجوم آبادِ فریاد

کبھی گردِ رمِ وحشی غزالان / کبھی ہم صحبتِ نازک نہالان

کبھی ریگِ بیابان غازۂ رو / سوادِ شہر کا ہے شامِ گیسو

غرض کچھ روز وہ مایوس امید / پھرا مثلِ نگاہِ یار بے قید

قضا را حسبِ حکمِ بخت ناکام / ہوا اک شہر مین داخل سرِ شام

عجب وہ شہرِ دلبر ہی تھا / طلسم آبادِ حسن کافری تھا

برنگِ حلہ اک فردوسِ ثانی / زمین تا داغِ جو بر آسمانے

ہوا میں سے بیچ دم عیسیٰ کی تاثیر
نوازن ہر طرف مرغان تصویر

ظہور شان قدرت ہر مکان سے
ملک کرتی زیارت آسمان سے

جوان ہمت مثل ہوش و دانا
نظر کرتا تھا قدرت کا تماشا

کہ آیا سامنے اک مرد درویش
برنگ غنچۂ نو بستہ دل ریش

سراپا نے طمع صورت گدا کے
بھری دل میں ہوس یاد خدا کے

حقیقت آشنا و معرفت کا
مقامات ولایت سے خبردار

شراب ذوق سے دل مست و سرشار
سدا یاد فراموشی میں ہشیار

نہ رکھتا کچھ تعلق پاس باقی
مگر باقی کی دل میں آس باقی

شریف و پارسا و یزدان تھا
لباس فقر میں سلطان نہاں تھا

کہا اوسنے کہ تو آیا کہاں سے
کہا آیا ہوں میں ہندوستان سے

کہا گھر کس دیار نامجو میں
کہا جنت نظیر لکھنؤ میں

کہا مقصود اس غربت سے کیا ہی
کہا ترک لباس و ردّ عبا ہی

کہا کافر ہے یا پابند اسلام
کہا ہی قید کو مذہب سے کیا کام

کہا کس شغل میں رہتا ہی سرشار
کہا نفی عدد و اثبات دلدار

کہا کچھ تو مصیبت آشنا ہی
کہا دل میں غم الفت بھرا ہی

کہا پھر کس لیے محنت سفر کے
کہا ہوں بوئے گل عادت سفر کے

کہا جاؤ گے آخر اب کہاں کو
کہا تقدیر لے جائے جہاں کو

کہا کیا یار سے اپنے خفا ہے
کہا یہ وہم بیجا آپ کا ہے

یہ سنکر رحم آیا نوجوان پر
لی آیا پھر ساتھ اپنی مکان پر

رہا مصروفِ طاعت روز و شب وہ ‏ کٹی راحت سے دل آفت روز و شب وہ

سحر کو بعدِ مشقِ روز و اشغال ‏ ہوا پابوسِ مہمان وہ کہن سال

وہی آغاز کی مہمان نوازے ‏ وہی دی دادِ لطفِ سرفرازے

کہا کچھ دن یہین آرام کر تو ‏ ٹھہر چندے بسر ایام کر تو

نہین حکمت سے خالی نکتہ راز ‏ کچھ اس مین مصلحت ہی مصلحت ساز

پسند مثلِ لیف خانہ بردوش ‏ رہا وہ نوجوانِ خود فراموش

کشش و سوزشِ کامل ہین جو پائے ‏ طبیعت اسکی سوے فقر آئے

کیا قطعِ تعلق این و آن سے ‏ ہوا بر خاستہ خاطر جہان سے

ہوس پیدا ہوئی طاعت کے عادات ‏ زبان رہنے لگی صرفِ مناجات

اکیلا بیشتر خلوت مین رہتا ‏ مراقب کثرت و وحدت مین رہتا

تھا اسکا بعد چندے شیخ فانی ‏ ہوا داغِ وفاے زندگانی

جو اسنے پیر کچھ آیا عہدِ پیری ‏ ہوئی پیدا ہوائے دستگیری

لگا ہر موے تن کرنے گرانے ‏ پڑی ہی تکلیف زورِ ناتوانے

ہوا عمرِ فنا کا مختصر طول ‏ سدھارا سوےِ جنت مردِ مقبول

رہا وہ بوریاے فقر خالی ‏ ہوئی تجویزِ اعیان و اہالی

رہے جاروب کش شام و سحر یہ ‏ کری اوقات طاعت مین بسر یہ

داستان جانا جوان کا طرف باغِ سلطانی کی اور عاشق ہونا دختر پر کسی بادشاہ کی

خدا جانے کوئی انداز سا تھے ‏ ادھر بھی اک نگاہِ ناز سا تھے

جمال دختر رز روبرو ہے | نظر محو فروش آرزو ہے

برنگ رنگ نیرنگ زمانہ | بدلتا ہی نئی صورت فسانہ

کہ اک دن وہ جوان پیکر غم | اوٹھا گھر سے برنگ شور ماتم

بڑھا مثل نسیم صبحگاہی | سو بستان سرای پادشاہی

کہ شاید کچھ تسلی ہو جگر کو | قرار آئی دل وحشت اثر کو

ہوا کھاتا ہوا باغ جہان کی | ہوا خدمت مین حاضر باغبان کے

کہا ای نونہال دلربائے | چمن پیرای باغ آشنائے

یہان مین بلبل بی آشیان ہون | ابھی نادیدہ لطف بوستان ہون

تمنا ہی کہ روی گل کو دیکھون | ہوس ہی اک نظر سنبل کو دیکھون

لگاؤن سرو کو دم بھر گلے مین | لگاؤن یاسمین ہی جو صلی مین

سوی نرگس نگاہ شوق ڈالون | گل لالہ کو چھاتی سی لگالون

زبان برگ سوسن لون دہن مین | لب رنگین گل چوسون چمن مین

تہ گلدرون شوخی طبع رسا سے | کرون اٹکھیلیان باد صبا سے

مزاج گل جو پاؤن مہربان مین | عنادل سی کرون بحث فغان مین

دکھاؤن گرمی فریاد کیا کیا | جلاؤن خاطر صیاد کیا کیا

جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا | کہ ہو دم بند مرغان چمن کا

کہا گلچین سے نے ختم گفتگو یہ | چمن صدقے کیا اس آرزو پہ

یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو | فدای بوسۂ خاک قدم ہو

اجازت باغبان نی راہ کی دی | صدا غنچون نی بسم اللہ کی دی

چمن میں آمد آمد کا ہوا غل
کلی سے ملنے کو دوڑی نکہت گل

ہوئی جب باغ کی در تک رسائی
قدم لینے ہوائے جنت آئی

نظر جس نخل پر پہنچی نہ سرکے
نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی

گلوں کی عارض رنگیں جو بھائی
پکارا دل کہ ٹھہرو ہم بھی آئی

ثمر کو سجدے میں افتادگی تھی
درختوں میں مسلمان زادگی تھی

بھرا دامان گل پاکیزگی سے
دل غنچہ لہو دوشیزگی سے

نظر آیا عجب سامان گلشن
ہوئی ہوش و خرد قربان گلشن

جلایا گرمیٔ گلہای تر نے
لپٹ لی شعلۂ داغ جگر نے

کبھی بیرحمی دل یاد کرتا
کبھی بیساختہ فریاد کرتا

کبھی مستانہ دل میں جوش آتا
کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا

کبھی کرتا طواف عارض گل
کبھی سنتا فغان نعرۂ بلبل

کبھی مثل صبا پھرتا چمن میں
کبھی بو ہو کی چھپتا یاسمن میں

کبھی نرگس سے آنکھیں چار کرتا
کبھی سوسن سے شوق اظہار کرتا

غرض محو چمن تھا مثل بلبل
کہ قسمت نے کھلایا اور ہی گل

رئیس شہر کی دختر ستارا
کسی شغل میں تھی ہنستی کھیلتا

بلا بالا قیامت چال اس کی
جفا اک عادت پامال اس کی

طبیعت میں مزا عاشق کشی کا
خوشی سے خاص جینا خوشی کا

بسوسے نوجوان وہ ماہ پارہ
ہوئی مست اک شب لطف نظارہ

دل مشتاق میں اک جوش آیا
محبت نے جگر کو گدگدایا

ہوا عالم دگرگوں ماہ وش کا | لیا احسان آہ نیم کش کا
اوٹھایا شورِ فغاں کی صدا نے | زباں چوسی سکوتِ مدعا نے
ہوئی قفلِ دہن رسمِ خموشی | حیا کرنے لگی نشتر فروشی
جگہ کرنے لگی کاوش جگر میں | لگی پڑنے تراوش چشمِ تر میں
جواں رانے ہوا جسم چمن سے | ہوا شبنم آشنا رشکِ سمن سے
اوٹھی بیشکلِ موجِ شعلہ بیتاب | گری مانندِ اشکِ چشمِ پر آب
ادا کیں ضعف نے رسمیں فنا کے | خبر دی غش نے تکلیفِ قضا کے
زمیں پر وہ بتِ پیچیدہ گیسو | سراپا صورتِ تصویرِ جادو
نہ ابرو میں وہ سامانِ اشارہ | نہ آنکھوں میں وہ آشوبِ نظارہ
نہ وہ لب آشنا حرفِ سخن سے | نہ وہ حرفِ سخن پیدا دہن سے
نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پری کا | نہ وہ عالم مزاجِ دلبری کا
کوئی رشکِ چمن تھی اوسکی ہمراز | بشکلِ روح و تن ہر وقت دمساز
بچشمِ جوشِ غم سے جی بھر آیا | زمیں سے اوسکو مثلِ ناز اوٹھایا
لیا آغوش میں اوسے کیصورت | سنبھالا خاطرِ مضطر کی صورت
افاقہ جب ہوا او رشکِ تصویر | چلی کہتی ہوئی ای وای تقدیر
اوسی کیفیتِ جوشِ بلا میں | ہوا وہ وقت افسردہ دولتسرا میں
چھپایا رازِ دل ہر چند جو سی | رکھا مُہرِ دہن لب کو گفتگو سے
بظاہر خندہ زن دلشاد رہتے | جگر میں حسرتِ ناشاد رہتے
سحر سے شام تک وہ سرو آزاد | بسر کرتی تھی یوں ہیں شاد و ناشاد

جب آتی رات یعنی پردۂ راز
نقابِ چہرۂ یارانِ دمساز

اکیلی گوشۂ خلوت مین آتی
وہ کثرت چھوڑ کر وحدت مین آتی

خیالے کھینچتے شکلِ جوان کو
صنم خانہ بناتے اوس مکان کو

برنگِ شمعِ بزمِ جانگدازے
کیا کرتی سحر تک عشقبازے

کبھے حالِ دلِ پر داغ کہتے
کبھے افسانہاے باغ کہتے

کبھے کہتے کہ اے دلدارِ جانے
عروجِ نشۂ جوشِ جوانے

نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو
تصدق اوس بغل کی جسمین تو ہو

کبھے کرتے بیان سوزِ درون کا
کبھے شکوہ دلِ لبریز خون کا

کہ فرقت سی تری مین خستہ جان ہون
صداے خندۂ زخمِ نہان ہون

لگی ہی آگ ہر داغِ کہن مین
زبان مانندِ شعلہ ہی دہن مین

نہ کوئی چارہ گر ہی نہ غمخوار
مین ہون مانندِ چشمِ یار بیمار

سدا آنچل ہی منہ پر دودِ دل کا
ہر اک چہرہ ہی چہرہ منفعل کا

یہ آنکھین یا بہارِ بوستان ہین
برنگِ چشمِ بلبل گلفشان ہین

ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے
فلک کالا ہی گو ہی دودِ جگر ہے

بھرا ہر آنکھ مین جوشِ بلا ہے
شبِ غم توتیاے چشم وا ہے

وہ ہون بیدار مثلِ چشمِ کوکب
مری ہر آنکھ ہی پیمانۂ شب

ذرا فرقت مین کہاے یار آنکھین
عروجِ طالع کی ہین بیدار آنکھین

یہان تک ناتوانی زور پر ہے
کہ بارِ آسمان تارِ نظر ہے

جگر سے لب تلک آنا ہی غم کا
سفر ہی منزلِ ملکِ عدم کا

خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے | نفس بہرِ دہن تارِ رفو ہے
غرض تا صبح وہ مہرِ دل افروز | بیان کرتی تھی احوالِ جگر سوز
شبِ غم جس گھڑی روپوش ہوتے | برنگِ شمع یہ خاموش ہوتی
بساطِ خواب سے غمناک اوٹھتی | سحر آسا گریبان چاک اوٹھتی
برنگِ خندہاے عیش و آرام | جلیسون مین بسر کرتی تھی تا شام

داستان بر ملا ہونا رازِ عشق کا اور جانا دوست کا قید خانے مین

پلا ساقی مے پر جوش مجکو | بنا اپنی طرح بیہوش مجکو
کہ جس سے پردہ اوٹھ جائے حیا کا | ہون آئینہ عشقِ خود نما کا
اوٹھاؤن نازِ رسوائی جہان مین | لقب میرا ہو سودائی جہان مین
اسیری مین ہون دلگیر کچھ دن | سنون مین نالۂ زنجیر کچھ دن
چمن پیرا بہارِ داستان کا | دکھاتا یون ہی رنگ اپنے بیان کا
کہ مدت تک بصد راحت فراموش | رہی مثلِ زبانِ شمع خاموش
بسر کی زندگی ضبطِ نفس مین | چھپایا شعلے کو دامانِ خس مین
ہوا آخر یہ عشقِ فتنہ سامان | برنگِ بوے گل چھپ کر نمایان
حجابِ شیشۂ لبریزِ بادہ | ہوا غمازِ قلقل سے زیادہ
وہ رخ یعنی بہارِ نو جو اسکے | ہوا ہم جلوہ برگِ خزان سے
قلق مین وہ مثالِ بیتاب سے | ہوئی ہمرنگِ تصویر اسکے
نہ وہ ارمان رہا سیرِ چمن کا | نہ وہ عالم بہارِ یاسمن کا

ہوئی وحشت میں زلف عنبر افشان ، برنگ عاشق مفلس پریشان

انہوں نے جو دیکھا غم سے پامال ، کہا قربان صدقے کیا ہے خیال

تردد کس لیے دنیا کا ہے ، ابھی سے غم تمہیں کس بات کا ہے

ہے جو یہ ضبط دلگیر کیوں ہے ، خموشی صورت تصویر کیوں ہے

ہوا کیا غم کیوں ہے دم کی نوحہ خوانی ، اجل مشتاق کیوں ہے زندگانی سے

یہ کاہش ہے دل غمناک میں کیوں ، ملاتی ہو جوانی خاک میں کیوں

یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا ، زبان پر شکوۂ تقدیر کب تھا

جگر کو آہ کی رخصت کہاں تھی ، نظر ہمصحبت حسرت کہاں تھی

پریشان تھا دل ناشاد کس دن ، بڑھی تھی ہمت فریاد کس دن

خدا کے واسطے دل کو سنبھالو ، خیال این و آن پہ خاک ڈالو

ہمیں عرض خبر تھی شرط یکبار ، اب آگے تم ہو اپنے دل کی مختار

یہ سنکر حسن بانوئے باوفا سے ، جھکایا سر کو احسان حیا سے

اوٹھی کہتی ہوئی وہ غم کی تصویر ، ابھی کیا کیا نہ رسوائی کی تقدیر

اکیلی گوشۂ خلوت میں آکے ، گری فرش زمین پر چوٹ کھا کے

بھر آیا غم سے جی خالی مکان میں ، لگی رونے خیال نوجوان میں

ہوا گرم سفر شعلہ جگر سے ، اوٹھا طوفان گریہ چشم تر سے

ہوئی مصروف شیون برملا وہ ، ہوئی ماتم سرا خلوت سرا وہ

بڑھی جب آتش شوق فغان کے ، اٹھے فی الفور پردے راز نہان کے

چلی سینہ میں لگا ہونے [illegible] ، کہ اس شکل پری کو غم سے کھٹکا

جہت کے نشان سب ہین ہویدا — مقرر ہے کسی خورشید پیدا

وہی حسرت بھری ارمان جگر مین — وہی الماس ریزی چشم تر مین

وہی کاہش وہی بیتابیِ دل — وہی ہر دم غبارِ رقصِ بسمل

وہے ہنگامۂ لب آہ و نالہ — وہے سینہ بہارِ داغِ لالہ

وہے تکلیفِ دل جسسے ہویدا — وہی رازِ نہان ظاہر سی پیدا

وہے آنکھون سی ہنگامِ نظارہ — عیان ہیجو اشکِ چشمِ ستارہ

وہے مہرِ خموشی نقطۂ خال — وہی ابرو زبانِ شکوۂ حال

غرض سبکو اسی کی جستجو تھے — کہون کیا ہر زبان ہر گفتگو تھے

جب آئی یہ خبر گوشِ پری تک — لگی تلوون سی پہنچی مغزِ سر تک

تپِ غیرت سی دل نے جوش کھایا — پرستارانِ خدمت کو بلایا

کہا کیا حال ہی رشکِ پری کا — سبب کیا ہی سبب نوحہ گری کا

طبیعت کیون مصیبت آشنا ہی — جنون ہی خبط ہی وحشت کیا ہی

تعلق کس لیی آوارگی سے — غرض کیا گریہ بیچارگی سے

خطابِ شاہ سے کہ ہر پرستار — ہوئی یون جلوہ بخشِ حسن گفتار

کہ ای تاجِ سرِ اقبال مندان — عروجِ اعتبارِ سربلندان

خبر اس حال سی ہمکو نہین ہے — کہ تجھ مین کس لیے یہ نازنین ہے

گذرتے ہے دلِ غمناک پر کیا — بلا ہی خاطرِ بیباک پر کیا

قرینے سے کچھ ایسا جلوہ گر ہے — کہ تیرِ عشق دل مین رخنہ گر ہے

ہوا ہو گو سوا اسکے بھی شر کچھ — مگر ہمکو نہین اسکا خبر کچھ

یہ سنکر وہ کنیزِ کہنہ و مساز
ہوئی مصروفِ عرضِ قصۂ راز

دکھائی سحر پردازی زبان سے
نئی صورت سے کیفیت بیان کے

کہا ای شاہِ خداوندِ زمانہ
مفصل یون ہے یہ مجمل فسانہ

کہ اک دن اک جوانِ شکلِ شمشاد
سراپا مثلِ سروِ گل چمن زاد

عیان رخ سے شبابِ آبرو تہا
ابہی آغازِ خطِ نادیدہ رو تہا

نمایش جلوہ گر ہر حال مین تہے
جوانی رسمِ استقبال مین تہے

تقاضای تمنا سے مکدر
تماشائی تہا ہر جانب وہ ششدر

ہجومِ شوقِ دل سے اوسکو ناگاہ
پسند آئی ہوای گلشنِ شاہ

بہار آسا ہوا داخل چمن مین
لگا پہرنے خیابانِ سمن مین

کسی غرفے مین دختِ سیمبر تہے
نظر سوی جوان گرمِ سفر تہے

قضا را صورتِ مشتاق یکہم
ہوئین نظرین جدا اہلِ دل کی باہم

جوان رخصت ہوا گلشن سے گہر کو
ہوا مائل مزاجِ غمکش اودہر کو

ہوا سینہ برنگِ شانہ صد چاک
لیا بستا ہون سے بوسۂ خاک

یہی ہی سرگذشتِ دخترِ شاہ
یہی ہی ماجرای دردِ جانکاہ

یہی ہے غلغلہ شورِ جنون کا
یہی افسانہ ہے حالِ زبون کا

سببِ وجہ بیان ہر جا یہی ہے
اسی کی کشمکش بابت مین گفتگو ہے

سپرِ ہمتِ تقدیر سے کیجے
نہین جب ہو سکے تدبیر کیجے

یہ سنکر پادشہ آیا محل مین
تردد سے مزاجِ راست بل مین

کہا بانو سے حالِ عشقِ دختر
سنایا قصۂ آشوبِ محشر

گئی جب یہ خبر تا گوشِ بانو
ہوا از دو پوشش گیرِ ہوشِ بانو

غضب لایا مزاجِ گرم جوشی
ادا کی ضبط کی رسمِ خموشی

ندامت کی عرق افشاں جبیں سے
کدورت دھوئی غبارِ زمیں سے

نہ سوجھی جب کوئی بانو کو تدبیر
کیا رشکِ پری کو پا بزنجیر

رکھا زندان میں بہرِ مدتِ چند
بشکلِ مردمِ دیدہ نظربند

وہ زندان یا دہانِ اژدہا تھا
کہ پیغامِ مصیبت دے رہا تھا

عجب تاریک و تیرہ وہ محل تھا
سویدائے دلِ لفظِ اجل تھا

جگر سے منفعل ارمان نکلتا
ہر اک نالہ شرر افشاں نکلتا

نظر آتی نہ ظلمت سے کہیں راہ
پھٹکتی سرد دودِ ہوا سے آہ

ہوائے گرم صرفِ سینہ تابی
ازل ہی میہمانِ خانہ خرابی

نہ کوئے ہمنفس جز نالۂ دل
نہ ہمصحبت کوئی جز وحشتِ کل

نہ کوئے رازداں جز دردِ پنہاں
نہ کوئے غمگسارِ دل نگہباں

وفا کرتا تھا عہدِ گرم جوشی
کبھی نالے کبھی شورِ خموشی

قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو
لگا لیتے گلے ہی بیکسی کو

اوسی زندان میں وہ رشکِ زلیخا
رہی بے منت کشِ زنجیرِ سودا

وہاں مشورہ کرنا پادشاہ کا ارکانِ ریاست سے اور عہد کرنا شمر کا ساتھ دینے کا

پلا ساقی شرابِ نکتہ دانی
کہ جس سے ہو چمک تیغِ خوش بیانی

بتاؤں جلد شادی زبان کو
سنواروں میں عروسِ داستاں کو

بہارِ وصل ہو پیدا رقم سے | گلِ شادی کھلیں شاخِ قلم سے
رہا ہون دام سے مانندِ بلبل | پھرون بی قید مثلِ نکہتِ گل
زبان دانِ عالم رمزِ سخن کا | ادب آموز یون ہی اہلِ فن کا
کہ جب یاران باپ ہر سحر و فسون سے | ہوئی مجبور تدبیرِ جنون سے
دبیرانِ ریاست کو بلا کر | کہا افسانہای عشق و حسرت
بیان کی داستانِ زخمِ جگر کے | عیان کی خونفروشی چشمِ تر کے
کہا افسانہ احوالِ یون کا | سنایا قصہ تکلیفِ جنون کا
ہر اک دانا سے وہ صحیح حکایت | بیان کرتا رہا حرفِ شکایت
کہا آخر کو یہ مطلب ادا سے | بتاؤ تم صلاحِ وقت کیا ہے
ہر اک نے سن کے یہ حالِ جگر سوز | کہا سب نے کہ ای مہرِ دل افروز
ازل سے عشق کا یہ ماجرا ہی | بلای جانِ سلطان و گدا ہی
ہزارون کی جگر پانی کیے ہین | بہت دل اسنی طوفانی کیے ہین
ہر اک کی لب پہ شورِ الامان ہی | زمانہ اس سے لبریزِ فغان ہے
جہان مین اسکی افسانی ہین مشہور | کہین سایہ ہی یہ کافر کہین نور
کبھی یہ لیلی محمل نشین تھا | کبھی داغِ دلِ قیسِ حزین تھا
کبھی شیرین کی تھا آوارگی مین | کبھی خسرو کی تھا بیچارگی مین
کبھی رنگِ نسیبِ پیرہن تھا | کبھی پیغامِ مرگِ کوہکن تھا
کبھی ارمانِ دل پر جوش کا ہی | کبھی نالہ لبِ خاموش کا ہی
کبھی کعبی مین یہ لبیک خوان ہی | کبھی ناقوسی دیرِ مغان ہے

کبھی داغ دل یاس دیکھا
کبھی رنگ کف افسوس دیکھا

بہر صورت یہ عشق فتنہ ایجاد
فلک کا ہی ستمگاری مین استاد

یہ وہ سودا ہے جو اچھا نہو گا
مسیحا سے علاج اسکا نہوگا

خبر دیتے ہے عقل دوربین یہ
سپرد نوجوان ہو نازنین یہ

برسم عقد و آیین مقرر
گل و بلبل رہین یکجا تو بہتر

سوا اسکے نہین تدبیر کوئے
مٹا سکتا نہین تقدیر کوئے

یقین ہے ولولہ دیوانگی کا
اثر پیدا کرے فرزانگی کا

ملی فرصت خلشہای دورن سے
سبکدوشی ہوا احسان جنون سے

یہ سنکر مشورہ اہل خرد کا
نہ پایا شہ نے موقع حرف رد کا

پتا درویش کا آخر لگایا
بہانے سے قدمبوسی کی آیا

ادا ہر طرح رسم آبرو کے
ادب سے التماس گفتگو کے

فسون امیز کہہ سنکر فسانہ
لے آیا نوجوان کو تا بخانہ

اوسے بستانسرای بیخزان کو
دیا بھر اقامت نوجوان کو

کئی خادم حسین دلکش طرحدار
حضوری مین کئی آمادۂ کار

کنیزین رشک سرو جویباری
ہوئین حاضر پی خدمتگذاری

پہری دن بخت جسم پارسا کے
لیے بوسے قبای وقت پا کی

کلاہ خسروا نے زیب سر کے
ملی ادبار کو رخصت سفر کے

غذای روح پرور قوت جان
ہوئی لذت فروش کام مہمان

نشاط و عیش و لطف زندگانی
عیان ہر سمت جوش کامرانی

فروغِ نیرِ اقبال چمکا
نحوست نے لیا رستہ عدم کا

ولی باایں ہمہ وہ مست و مدہوش
عروسِ یادِ عصمت سے ہم آغوش

وہ صورت چاند سی پھرتی نظر میں
سحر ہوتے شبِ غم چشمِ تر میں

یہی کہتا کہ یہ ساماں کیا ہی
کہاں ہوں کسکی یہ دولتسرا ہے

سبک وہ تھا کہ ہر دل پر گراں تھا
میں ایسی بزم کی قابل کہاں تھا

فلک کیوں مہرباں مجھپر ہوا ہی
جفا کی بدلی کیوں رحم آشنا ہی

یہ سب ناز و تنعم ہی بہانہ
نیا افسوں ہی کچھ سوچا زمانہ

خلشہای مصیبت دیکھتا ہوں
دکھاتی ہی جو قسمت دیکھتا ہوں

غرض ہنی لگا درویش مہماں
فلک کی شعبدہ بازی سے حیراں

قضارا ایکدن شاہِ زمانہ
ہوا ہم بزمِ درویشِ یگانہ

ندیماں و عمائد سب عقب میں
اراکینِ ریاست راست و چپ میں

پس آئین و آدابِ ملاقات
ہوئی سب سے خوشِ حرف و حکایات

بآخر حسنِ تقریبِ بیاں سے
کہا دستورِ اعظم نے جواں سے

تِری قسمت کہ ہم فیضِ قدم سے
ہوئی افزوں سرفرازی میں جم سے

پڑا سایہ جو سنگِ آستاں پر
دماغِ خاک پا ہی آسماں پر

دہن سے شکرِ احساں شاد ہوکر
نکلتا ہے سپاسِ کسباد ہوکر

خصوصاً خسروِ عالی نسب کو
وہ عشرت ہی کہ ہو عالم میں سب کو

خوشی سے صورتِ غنچہ چمن میں
نہیں پھولا سماتا پیرہن میں

جگر آباد ہی دل شادماں ہے
تمناؤں سے اپنی کامراں ہے

مگر یک شوقِ پنہان جان گسل ہے ۔ ابھی اک شعلہ تابِ داغِ دل ہے

یہ ارمان ہی جگر مین آرمیدہ ۔ بنائی تھی جسکو اپنا نورِ دیدہ

کری ہی پیوند دختِ نازنین سے ۔ ملائی نقش کو لوحِ نگین سے

یہی امید ہی دورِ خلل مین ۔ تعجب کیا بر آئی آج کل مین

یہ سنکر وہ جوانِ خستہ احوال ۔ لگا کہنی کہ ای مردِ خوش اقبال

کرون کیا شکر بندہ پروری کا ۔ بیان کیونکر ہو احسان گستری کا

کیا قطری کو لطفِ شہ نی طوفان ۔ بنایا ذرّی کو مہرِ درخشان

جو کچھ ارشاد ہوتا ہی زبان سے ۔ کرم احسان عنایت مہربان سے

زیادہ آرزو کرنے غضب ہی ۔ مری آئین مین ترکِ ادب ہی

حقیقت مین ذلیل و خوار تھا مین ۔ غبارِ کوچۂ ادبار تھا مین

اسیرِ حلقۂ آوارگی تھا ۔ شکارِ ناوکِ بیچارگی تھا

کہان ذرّہ کہان خورشیدِ افلاک ۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کرون منظور گر تیری بیان کو ۔ کہی گی خلق کیا شاہِ جہان کو

کہ اک مردِ جوانِ بینوائی ۔ مصیبت زادہ کوئی گدائی

نمک پروردۂ فاقہ ازل سے ۔ سیہ کاسہ زیادہ تر زحل سے

برنگِ آسمان تیرہ اختر ۔ قناعت اک ردائی نیلگون بر

کہین ہی وہ غمِ رسوائی ہر ۔ ہوا مانندِ فتنہ وارِ شہر

نہ پوچھی شاہ نی کچھ اصل و بنیاد ۔ کیا ہم بسترِ دختِ پری زاد

خلافِ شانِ عقلِ دوربین ہے ۔ یہ مضمون قابلِ تحسین نہین ہے

قبول طبع کیونکر یہ سخن ہو | کہ عقل شہ پہ تا عالم خندہ زن ہو
کہا شہ نی یہ سنکر ای جہان گرد | مصیبت زادہ و اندوہ پرورد
فریب افزا یہ انداز سخن ہے | فسون ہی مکر ہی حیلہ ہی فن ہے
سمجھتے ہین تکلف خیز باتین | عبث ہم سی فسون آمیز باتین
رضای ما بدولت ہی اسی مین | نہ لاؤ کچھ خیال خام جی مین
کرو کوتاہ طول داستان کو | رکھو موقوف عذر این و آن کو
یہ سنکر مثل ضمہ پیش سلطان | ہر مہمان ہوا وقف گریبان
جمایا رنگ خاموشی سی نے اپنا | بنایا خو فراموشی سی نے اپنا
کہا دل نی کہ ای شوریدہ آہنگ | عبث تقدیر سی کرتا ہی تو جنگ
نہ دی تکلیف عقل نارسا کو | ذرا کر یاد قول پارسا کو
یہان سو و زیان تکرار مین ہے | غضب کا سامنا انکار مین ہے
کہان تک یہ نیاز و ناز آخر | بقول سعدی شیراز آخر
خلاف رای سلطان رای جستن | بخون خویش باید دست شستن
نہ کام آئی کوئی افسون بہانے | کیا ناچار اقرار زبان نے
شہ والا گہر اوٹھا وہان سی | ہوا رخصت فقیر مہمان سے
بہت محظوظ و خوش آیا محل مین | نوید مدعا لایا محل مین
سنایا بانو سے حال نوجوان کو | کہا شکر آشنا نطق زبان کو
کہا آخر شناسون سی زبان نے | بتاؤ کیا ہے شکل آسمان نے
خبر دو گردش شمس و قمر سے | کرو واقف فلک کی خیر و شر سے

پئے شادی کو ئے تاریخ بہتر | کرو تقویم سے دیکھی مقرر
اونہون نے دی دعا شاہِ جہان کو | زبان پر لائے یون حرفِ بیان کو
کہ زہرہ مشتری دونون برابر | پڑی ہین ایک ہی خانے مین آکر
اسد مین نیّرِ اعظم ہی داخل | قمر کی قوس مین پائی ہی منزل
دو پیکر مین عطارد آ گیا ہی | زحل بھی دلو مین صورت نما ہی
ستارون کی بہت اچھی نظر ہے | سراپا دوستی راحت اثر ہے
پسندِ خاطرِ اقدس اگر ہو | شبِ یکشنبہ عقدِ سیمبر ہو
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب | یہی ہی عابد و ملت کو بھی مرغوب
دیا خلعت شناسون کو بہت زر | کیا رخصت بجاہ و شوکت و فر
وزیرون سے بھی کہا شہ نے بتکرار | کہ ہو سامانِ شادی جلد تیار
خزانہ صرفِ راہِ مدعا ہو | تونگر ہو کہ محتاج و گدا ہو
یہ سنکر حکمِ سلطانِ زمانہ | ہوا مصروفِ سامان وہ یگانہ
پری رخصت ہوا حکمِ رہائے | کہ وہ آغوشِ زندان سے جدائے
سیہ خانے سے وہ دلگیر نکلے | بشکلِ نالۂ زنجیر نکلے
ملی آکر انیس و مہربان سے | کہی گذری ہوئی ہر رازدان سے
شبِ تکلیفِ زندان کی کہانی | بیان کی ہمنشینون سے زبانی
اونہون نے صورتِ شادی بیان کی | مبارکباد دی وصلِ جوان کی
سنایا مژدہ جیسا مشتہر تھا | کہا جو ماجرا پیشِ نظر تھا
یہ سنکر دلمین وہ حیران ہوئی سخت | لگی کہنے کہان ایسی مری بخت

یہی دن گر مری قسمت دکھاتی ‏ تو وحشت کاہی کو یہ رنگ لاتی

طبیعت کیون جنون تاثیر ہوتی ‏ مجھے کیون حاجتِ زنجیر ہوتی

کہا سب کچھ مگر جوشِ تمنا ‏ ہوا جو یاس داغِ مدعا کا

امید و یاس مین وہ ماہ پارہ ‏ ہوئی ہر سمت سرگرمِ نظارہ

کہ رنگین چار دیوارِ مکان ہے ‏ زمین ہم رنگِ صحن آسمان ہے

تکلف سے سجی ہین جا بجا فرش ‏ بساطِ خاک ہی آئینۂ عرش

ہجومِ ماہرویان چار سو ہے ‏ تماشا گردِ راہِ آرزو ہے

دوبالا ہی ہر اک کا حسنِ کامل ‏ بنا ہی غازۂ رو رنگِ محفل

عمامہ جلوہ بخشِ انجمن ہین ‏ برنگِ غنچۂ گلگون پیرہن ہین

صراحی سجدۂ مستانہ مین ہے ‏ ادای خدمتِ پیمانہ مین ہے

نگاہِ مست و گرمِ نازِ ساقی ‏ طلبگارِ حواس و ہوش باقی

بلند آہنگ ہین نغمے برابر ‏ سکوتِ وجد مین ہے شورِ محشر

یہ عالم دیکھ بولی کہ قربان ‏ زہی قدرت زہی صنعت زہی شان

اسی عرصے مین وقتِ شام آیا ‏ فروغِ صبح نے انجام پایا

کیا خورشید گردون نے کنارا ‏ عروسِ شب نے زلفون کو سنوارا

ہوا گرمی صحبت کا بہانہ ‏ دیا ہر شمعِ محفل نے زبانہ

چراغون کا یہ حسن شعلہ چمکا ‏ ہوا دیوار پر عالم شفق کا

بنا کے مہمان کو شاہ نوشاہ ‏ لے آیا بزم مین با شوکت و جاہ

ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا ‏ طرب نے حوصلہ دل سے نکالا

ہوئی بے پردہ دخترِ رز سبو سی | لگی کرنے لگاوٹ آرزو سی
پری ساغر کی نکہت جوش کے دی | لبِ ساقی نے رخصت نوش کی دی
حدیثِ قلقلِ مینائے لبریز | ہوئی ایمان فروشِ نیّت پرہیز
سرِ تقوے خمار آلودہ ہو کر | گرا پھر تلا سے پائے خم پر
پشیمانِ شرمِ توبہ دل سی نکلے | چھپا کر منہ سرِ محفل سے نکلے
نہ سنتا پندِ واعظ کوئے بینوش | ہر اک تھا مثلِ مینا پنبہ در گوش
ہوا برقِ بلا اندازِ رقّاص | لگا گھر کرنے دل میں نازِ رقاص
موافق ساز سے آواز ہو کر | ہوئی پردی سی باہر ساز ہو کر
وہ انگیزِ بدن انداز کے ساتھ | وہ لینا منہ پہ آنچل ناز کی ساتھ
وہ موجِ بوئے گل ہر پھر کا ان کے | دکھائی تھی ادائے خوش ادا نے
کبھی تو پھیرتے وہ حور شانے | سرِ فتنہ پہ دستِ مہربانے
کبھی کچھ انگلیوں سی ماہ پارہ | قیامت سی تھی سرگرمِ اشارہ
صدائے صور تھی گھنگرو کی جھنکار | ہوئی خوابیدگانِ خاک بیدار
اسی صورت سی با صد عیش و آرام | ہوا آغازِ شبِ مشتاقِ انجام
رہی آخر گھڑی بھر رات باقی | ہوا کم وہ عروجِ جام و ساقی
میانِ بزم ساز و محفل سوز | ہوئی اہلِ شریعت رونق افروز
ملا کر شکلِ زہرہ مشتری سے | کیا عقدِ جوانِ شکب پری سے
کھلے غنچے دلوں کی صورتِ گل | مبارکباد کا ہر سو ہوا غل
فراغت پائی خویش و اقربا نے | لگے ہر سمت بجنے شادیانے

سمٹ کر آستین دامن طولِ شب کا — بنا آنچل رخِ صبحِ طرب کا
چھپا مہتاب آغوشِ سحر مین — ہوا خورشید نور افشان نظر مین
بشکلِ ہمت ابرِ گہر بار — ہوا آمادۂ بخشش جہاندار
امیرون کو بصد توقیر و اعزاز — کیا انعام و خلعت سے سرافراز
غریبون پر بشکلِ ابرِ نیسان — ہوا ابرِ قبائے منت گہر افشان
وہ دن مانندِ صبحِ عیدِ نوروز — رہا تا شام عیش افزا الم سوز
ہوا جب گیسوئے شب مثلِ دامن — نقابِ چہرۂ خورشید روشن
دگرگون ہو گیا عالم جہان کا — طلسمِ رنگ چمکا آسمان کا
بشکلِ چشمِ مشتاقِ نظارہ — ہوا سرگرمِ شوخی ہر ستارہ
اوٹھے شعلے دلون مین آرزو کے — ہوئی مشتاق لبِ بادہ بو کے
عبادت مین ہوئے مصروف زاہد — ہوئے عشاق ہم آغوشِ شاہد
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے — لگی دل کی لگی دل سے بجھانے
لبِ مینا ہوئے قلقل کی مشتاق — کیا شیشون نے عزمِ جستِ طاق
لگے ملنے سبو ساغر گلے سے — لگی مستی ٹپکنے حوصلے سے
ہجومِ آرزو جب رنگ لایا — جوان بھی بزم سے خلوت مین آیا
اٹھایا ہاتھ سے دامانِ گلبدن نے — چھپایا منہ کو گھونگھٹ مین دلہن نے
چلیں سب شرمِ وحشت سیمبر سے — ہوئین پنہان نظر آسا نظر سے
بجز تصویرِ دیوارِ مکان کے — نہ باقی رہ گیا کوئی جو جھانکے
ہوئی حاصل جو تنہائی جوان کو — لیا آغوش مین آرامِ جان کو

بنی بوی عید وہی موج بادہ / بڑہی کیفیت مستی زیادہ
گل رخسار سی گہونگہٹ اوٹہا کی / لیے بوسے لبِ رنگین ادا سے
ہجوم جوشِ کیفِ موجزن ہین / زبان رشکِ گل لی لی دہن ہین
ہوا پہر وقفِ دستِ کام اسنے / ثمرِ نخلِ باغِ نوجوانے
نکالے حوصلے دستِ ہوس کے / لیے بوسے نصیب پیش و پس کے
تمنا نے نہ سیر اکتفا کے / بڑہی حسرت حصولِ مدعا کے
لگین ہونی بہم دیپردہ گہاتین / سو جہائین شوق کی کچہ اور باتین
زیادہ تر طبیعت رنگ لائے / عبارت چہوڑ کر مطلب پہ آئے
سرِ الماس کچہ کاوش پہ آیا / گہر نے لعل کا جوبن دکہایا
تڑپ کر رہ گئی دخترِ پریزاد / ہزاروں نے لگی آہستہ فریاد
بصورت پی راحت فروشی / رہی کچہ دیر باہم گرمجوشی
ترشح جب ہوئی ابرِ ہوس کی / ہوئی کچہ انتہا آغازِ بس کی
بشکلِ طبع و تخئیل مجسم / ہوئی آخر جدا ال ملی کی باہم
جوان سی دخترِ شاہِ یگانہ / کہا کی صبح تک دل کا فسانہ
وہ عالم لطفِ گلگشتِ چمن کا / وہ قصہ [illegible] کا
وہ ہونا برملا رازِ نہان کا / وہ کہانا طیش بانوی جہان کا
وہ تکلیفِ اسیری کی کہانے / وہ زنجیرِ جنون کی ہر پانے
وہ بیتابی سی دل کا ساز کرنا / وہ اپنے بیکسی پر ناز کرنا
غرض گذرا تہا جو قصۂ غم / کہا کی رات بہر با چشمِ پرنم

جوان ہی داستان اپنی وطن کے — حکایت گردشِ چرخِ کہن کے
سبب ہر وقت اس رنجِ تعب کا — بیان تکلیفہای روز و شب کا
جہان مین خستہ و دلریش پھرنا — بنا کر صورتِ درویش پھرتا
تمام احسان جورِ آسمان سے — بیان کرتا رہا یک یک زبان سے
سحر کو جب خمار آلودہ خواب — اوٹھا بستر سی خورشید جہانتاب
کیا کچھ رخصتِ شب نے اشارہ — ہوئی برخاستہ بزمِ ستارہ
وہ دونون خوابگاہِ مدعا سی — اوٹھی نیچی کئی آنکھین حیا سے

داستان جانا جوان کا واسطی شکار کے اور جدا ہو کر لشکر سے وطن مین آنا اور جانا سنگ حال مست کا

تری صدقی تری قربان ساقی — خدارا پھر وہی احسان ساقی
دلِ حسرت زدہ پھر جوش پر ہے — تصدق شرم توبہ نوش پر ہے
وہی پھر صحبتِ دیوانگی ہے — وہی پھر رخصتِ فرزانگی ہے
جنون انگیز ہی پھر حال میرا — سرِ زنجیر ہی پامال میرا
خبردارِ غمِ عاشق یہان سے — سخن آیا ہے یون از نہان سے
کہ چند ہی وہ جوانِ کشتہ ناز — رہا ہر دم عروسِ نو سی دمساز
برابر وقتِ شغل کامرانی — ادا کرتا رہا رسمِ جوانی
مگر دل مین وہی ہر دم خیالے — وہی سر مین ہوا ہی پیالے
وہی داغِ غمِ فرقت جگر مین — وہی شوقِ رخِ عصمت نظر مین
فراموشی مین اکثر یاد کرتا — تو لب بی صدا فریاد کرتا

پشیمان حسرتِ زبان سی ہی ہتا — خجل روی غمِ پنہان سی ہتا
یہی کہتا کہ مین کس سے جدا ہون — یہ کس کا نازبردارِ ادا ہون
غرض اکدن نہایت تنگ آیا — ہجومِ جوشِ سودا رنگ لایا
بڑہی دیوانگی حد سے زیادہ — کیا گلگشتِ صحرا کا ارادہ
ہوا خاصہ جلوسِ شہریارے — چلے مانندِ بوے گل سوارے
پہرا جب دوپہر لشکر وہ سارا — ملا اک دشتِ پر وحشت قضارا
لکہون تعریف کیا اوسکی قلم سے — بلا انگیز تر دشتِ عدم سے
تمازت سی عیان جوشِ تبا ہے — تڑپتی ریگ مثلِ ریگ ماہے
نہ سایہ تہا نہ برگِ خشک و تر تہا — برنگِ شاخِ آہو ہر شجر تہا
کفِ سائل کی صورت چشمۂ آب — ہوائے گرم سے ہر مرغ بیتاب
حرارت سی دہوان اوٹہتا جگر مین — تپش سے آبلہ پڑتا نظر مین
یہ عالم دیکہکر دشتِ بلا کا — نظر مین پہر گیا سامان قضا کا
کمالِ تشنگی لایا غضب مین — ہوئین جانین نہان آغوشِ لب مین
گہٹے ہمت بحافظِ آرزو کے — ہر اک کی جستجو تہی آبجو کے
وہ ساری اہلِ لشکر ہوگی بیتاب — لگے کرنے تلاشِ چشمۂ آب
جوان مانندِ سنگِ میل تنہا — رہا گہوڑے پہ محوِ سیرِ صحرا
طلسمِ قدرتی پیشِ نظر تہا — تماشا جلوہ گاہِ خیر و شر تہا
قضارا مثلِ دل اقبال سے بیزار — ہوا اک آہوے وحشی نمودار
وہ آہو یا ہوائی مدعا تہا — برنگِ شوق دل مین پہر رہا تہا

قرار بیقراری وہ سہی پیدا — ہر وحشت رم کامل سے پیدا
ستم نا آشنا قید گمان سے — گریزان وحشت آباد جہان سے
ہوائے صید نے چھیڑا جوان کو — کیا گرم اپنی رخش خوش عنان کو
وہ آہو صورت اشک چکیدہ — ہوا آرام سے دامن کشیدہ
بشکل جسم و سایہ دونون باہم — ہوئے صید کمند حلقۂ رم
تصور تھا جوان آہو گمان تھا — فقط فرق خیالی درمیان تھا
قریب شام وہ آہوی خستہ — ہوا غائب برنگ رنگ جستہ
جوان حسرت زدہ مایوس ہو کر — لگا کرنے تلاش اہل لشکر
بہت کی جستجو لیکن نظر سے — نہ گذرا ایک بھی نوع بشر سے
پھرے قسمت نگاہ یار ہو کر — مقدر سو گیا بیدار ہو کر
پریشان خستہ آوارہ جگر خون — لگا پھرنے میان دشت و ہامون
نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا — نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
نہ وہ ظل ہمای چتر شاہے — نہ وہ سر میں خیال کجکلاہے
ہوا آغاز جب آغاز شب کا — بشکل داغ دل مہتاب چمکا
پس پردہ سہی ہر نقش طلسمی — لگا دینے فریب نور جسمی
جوان ناچار گھوڑے سے اوتر کر — ہوا منت کش آرام بستر
کوئے نخل کہن تھا مثل طوبی — بغل پروردۂ فردوس اعلی
طرب بخشش چمن سار طرب تھا — ہر اک پتا کف اہل کرم تھا
سراپا صورت سرو گلستان — بہار ہشت جنت جس پہ قربان

اوسی کی تھی وہ برگشتہ قسمت | ہوا تھا مستندہ احسان راحت
رفیقِ بیکسی رنجش سبک پا | رہا ہو گیا وہ سیرِ صحرا
جوان بیٹھا ہوا بالای بستر | پہ شکلِ آئینہ حیرت سے ششدر
دلِ پرسوز و جانِ شعلہ پیوند | گذرگاہِ خیالِ چند در چند
کبھی گریان غمِ اہلِ وطن مین | کبھی سوزان تپِ داغِ کہن مین
کبھی شاکی دلِ نامہربان سے | کبھی لب تنگ جورِ آسمان سے
کبھی پیشِ نظر نیرنگِ تقدیر | کبھی سیرِ طلسمِ غم سے دلگیر
کبھی کہتا کہ یارب مین کہان ہون | یہ کیون پامالِ جورِ آسمان ہون
کہان لائی مری قسمت کہان سے | کہان لیجا ہی کی وحشت یہان سے
کبھی کہتا دلِ مضطر سے اپنے | وطن کا کس طرح لشکر سے اپنے
وہان ہر ایک پیر و روز و شبانہ | گذرتی ہوگی کیا بی آب و دانہ
احبا بیخبر رونے بیخواب ہونگے | مری فرقت مین سب بیتاب ہونگے
اسی صورت وہ پامالِ زمانہ | بیان کرتا رہا اپنا فسانہ
کہ اسمین ماندگی سے ہوگی بیتاب | کیا آنکھون نے میلِ بوسۂ خواب
ہوئی غفلت سے بیداری ہم آغوش | بجا لائی دل و جان خدمتِ ہوش
کیا روحِ جہان پیمانے اپنا | تعلق عالمِ علوی سے پیدا
نظر کرتا ہے کیا وہ بادیہ گرد | کہ عیسیٰ دم خجستہ اک جوانمرد
سرِ بالین بشکلِ بخت آکر | یہ کہتا ہی کہ ای برگشتہ اختر
کہان پھرتا ہی آوارہ جہان مین | پڑا ہی مست کس خوابِ گران مین

محبت مین سرِ آرامِ جان کیا
ہوائی لشکر و طبل و نشان کیا

نہ سمجھا آبروی صادقے کو
لگایا داغ نامِ عاشقے کو

یہ سب سامان ننگِ حیا ہی
خلافِ غیرتِ اہلِ وفا ہے

اگر دل مین ہی ہوشِ ہوس تھا
تو ناحق در پئے سودِ نفس تھا

محبت بازیِ اطفال نہین ہے
بہت مشکل ہی یہ آسان نہین ہے

ادہر سودای شاہی مغزِ سر مین
ادہر داغِ غمِ عصمت جگر مین

غمِ معشوق و شوقِ پادشا ہے
تباہی ہی تباہی ہی تبا ہے

دو رنگی ہی گل بازی کو دیکھا
ادہر کا ہی نہ بیچارہ ادہر کا

دو رنگی ہی لبِ ساحل نہ تہِ آب
نہ موجِ ریگ ہی نی موجِ آب

اوٹھا پردہ دونون کا درمیان سے
گذر جا ہر حجابِ این و آن سے

یکسر ملہمِ غیبی سے یارا
اور آنکھین کھل گئین اسکی قضارا

جو دیکھا ہر طرف گذری نظر سی
تمامی شب کی آغازِ سحر سی

جوان فرشِ زمین سی اوٹھکی شستہ
در آیا پشتِ رخشِ خوش عنان پہ

توکل پہ وہ یکتای زمانہ
ہوا اک سمت کو آخر روانہ

رفاقت مین آشنای وطن تہی
عوض رہبر کی بیمِ راہزن تہی

نکوئی رازدان جو کاہشِ دل
نکوئی ہمسفر جز طولِ منزل

بیابان در بیابان کوہ در کوہ
لگا پہرنے بصد تکلیف و اندوہ

اسی صورت سی دن کو رات کرتا
تو اک سے بسر اوقات کرتا

کئی دن جب رہا وہ جادہ پیما
ہوا اک شہر مین آکر جلوہ فرما

وہان گذری نظر سی چند انسان
بصورت آدمی بسیرت مین حیوان

گران دل پر سبک انداز اونکا
عداوت سی زیادہ ساز اونکا

جگہ ہوتا مشبک ہر سخن مین
زبانِ تیر تھی گویا دہن مین

جوان کو دیکھکر سمجھے وہ کافر
کہ یہ کوسے ہے نووارد مسافر

وطن کی اور کوئی گلزمین ہے
یہ بلبل اس گلستان کا نہین ہے

تملق سے قریب آکر جوان کے
نکالے حوصلے لطفِ بیان کے

لگی کہنے کہ ای سرو سرافراز
ہوا کیونکر یہان تو سایہ انداز

ہوا کس وجہ سی عازم یہان کا
ارادہ دل مین کہتا ہی کہان کا

کہان رہتا ہی گہر تیرا کہان ہی
وطن کہتا ہی یا بی خانمان ہے

کہا گہر تو مرا ہے لکھنؤ مین
مگر مین گم ہون اپنی جستجو مین

نکالا جوششِ وحشت نے مجکو
جگہ دی وادیِ غربت نے مجکو

کہون کیا کیا بہت گذرا زمانہ
لیے پہرتا ہی مجکو آب و دانہ

تمنا ہے کہ اب جاؤن وطن کو
مٹاؤن داغِ یارانِ کہن کو

ہوس کہتا ہون لعلت دوستانے
ملون مین جادۂ ہندوستان سے

کرو تکلیفِ رسمِ رہنمائے
بجا لاؤ کچھ آدابِ وفا کے

یہ سنکر جملہ وہ غولِ بیابان
ہوئی آمادۂ سامانِ احسان

بڑھی آگے بشکلِ شوقِ منزل
ہوئی ہمراہ مثلِ کاہشِ دل

جب آئی سرحدِ ہندوستان پر
ہوئی آمادہ قتلِ نوجوان پر

زر و سیم و جواہر جس قدر تہا
وہ سب نذرِ جفائی راہبر تہا

نہ گھوڑا رہ گیا باسے نہ اسباب
رہی عریان تھی یا جان بیتاب

پریشان خستہ آوارہ جگر ریش
بڑا تھا وہان سہی مثلِ درویش

نہ زادِ رہ نہ سازِ استقامت
گدایانہ صدا قطعِ مسافت

رہا وہ کیفِ جوشش آرزو مین
ہوا وہ رونق افزا لکھنؤ مین

ملا خویش و عزیز و اقربا سے
ہوا ہم بزم یار و آشنا سے

دل و جان سہی ہوئی با قیدِ تابان
گلی ملکر نکالے خوب ارمان

قضارا ایک دن یاران باہم
برنگِ غنچۂ گل تھی فراہم

طرب انگیز سامان ہر طرف تھا
بشکلِ غم تکلف بر طرف تھا

ہنسے تھے دل لگی تھی قہقہے تھے
محبت خیز باتین کر رہے تھے

نشاط افزا ہر اندازِ سخن تھا
کنارِ عیش و در انجمن تھا

تماشی سوزشِ دل کا فسانہ
بیان کرتی تھی باہم دوستانہ

جوان یہی التماس احمد سی
تکلم آشنا تھا آشنا سے

بآخر جوشِ تکلیفِ نہان سہی
لگا یون کہنے یارِ ہمزبان سے

کہ وہ بالا بلا عصمت کہان ہے
بتِ کافر ادا عصمت کہان ہے

کہان ہنگامہ آرائی وفا ہے
کہان بیگانہ خو لطف آشنا ہے

کہ ہر مائل مزاجِ دلبری ہے
کہ ہر مصروفِ حسنِ کافری ہے

کہا اوسنے تمسخر سے کہ ای یار
کہون کیا حال اوسکا مین دل افگار

رنگیلی شوخ سہی کوئی دلآویز
حسین و دلکش و خوش وضع و نوخیز

رہی کچھ روز تک گو کر جوان سے
نکالا کی ہوس جوشِ نہان سے

ہوا باہم کچھ ایسا ربط پیدا
کہ وہ دونون ہوئی آپس مین شیدا

لگی برچھے بنے نشتر رو برو کے
چڑھی مستی شرابِ آرزو کے

ہوا اس عشق کا آخر یہ انجام
کہ گھر مین پڑ گئی اوسکی وہ گلفام

وہین اب تک گلِ رنگین ادا ہے
وہین نکہت فروشِ مدعا ہے

وہین رہتی ہے مستِ بادہ و جام
وہین کہتی ہے لطفِ عیش سے کام

وہین ہے سرخوشِ کیفِ جوانی
وہین ہے محوِ رسمِ کامرانی

یہ سنکر وہ جوانِ سربسر جوش
رہا مثلِ زبانِ شمع خاموش

جگر سے کھینچکر آہِ نہان کو
کیا برہم طلسمِ جسم و جان کو

تہ و بالا ہوا سامانِ محفل
لگی سر پیٹنے یارانِ محفل

پدر مادر سرِ بالین پہ آکر
گری مانندِ اشکِ تر زمین پہ

ہوئی کم حوصلی ضبطِ فغان سے
لیے نالون نے بوسے آسمان کے

تقاضاے تپِ سوزِ نہان سے
ہوئی مصروفِ شیون اس بیان سے

کہ ہے ہے کیا یہ قسمت رنگ لائی
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی

یہ دن یہ سن یہ آغازِ جوانی
یہ خوابِ نازِ مرگِ ناگہانی

یہ ارمان سفر کرنا جہان سے
یہ تیر اس طرح نشان ہو ناتوان سے

کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد
دریغا حسرتا ای وای بیداد

ہجومِ شورِ ماتم اس قدر تھا
سویدای دلِ محشر وہ گھر تھا

ہوا شورِ فغان آخر گلوگیر
بنا ہر لب لبِ خاموش تصویر

لگی تجویز ہونے گورکن کے
خلش پیدا ہوئی غسل و کفن کے

پہر صورت جنازہ نوجوان کا
نہایت شان و شوکت سی نکالا

ہجوم خلق و شور آہ و فریاد
نظر آیا زمانہ ماتم آباد

کوئی حیرت سی تصویر مکان تھا
کوئی منت کش آہ و فغان تھا

گریبان چاک تھا کوئی الم سے
کوئی تھا خاک بر سر فرط غم سے

کوئی تھا سرنگون شرمندگیون سی
پشیمان تھا کوئی اپنی فسون سے

غرض وہ حلقۂ اہل عزا مین
ہوا مدفون زمین کربلا مین

سر اسید دل پہ خاک ڈالے
کنار گور سے حسرت نکالے

عزیز و آشنا الحمد پڑہ کر
ہوئی رخصت سوئے خانہ بکدر

داستان نکلنا گہر سی دختر شاہ کا تلاش جوان مین اور لکہنؤ مین آکر جان دینا جدائی سے

خدارا اب تو ہی ساقی ولا سے
مجھی بیہوش کر جام فنا سے

گریبان گیر تکلیف وفا ہی
قضا کی ہاتہ میر فیصلا ہے

خبر دار مصیبت کے بیان سے
ہوا ظاہر یہ اسرار نہان سے

کہ اوس دشت بلا مین فوج شاہی
رہی دن بہر گرفتار تباہی

تلاش نوجوان مین خستہ و ناشاد
پہری ریگ روان کی طرح برباد

قریب شام سب مایوس ہو کر
ہوئی بی آب و دانہ نقش بستر

بسر کی شب خیالات عجب مین
چلی وقت سحر رنج و تعب مین

ہر اک تہی آگی نزد شاہ دلگیر
کہا افسانہ نیرنگ تقدیر

جو کچہہ گذری تہی کیفیت جوان پہ
بمشکل حرف دل لائے زبان پر

تحیّر خیز یہ سنکر فسانہ — ہوا ششدر شہنشاہ زمانہ
مزاجِ پاک پر صدمہ ہوا وہ — دلِ عاشق کی صورت کھو گیا وہ
جگر پاشیدہ دامانِ نظارہ — ہوا دستِ الم سے پارہ پارہ
پریشان ہو گیا مجموعۂ دل — ہوئی کشتِ تمنا برق حاصل
پشیمونِ بلا انگیز ناگاہ — ہوا اندکورِ نمودِ بانو شاہ
بشکلِ رازِ دل دل مین سمجھکر — ہوئی بیتاب مثلِ اشک مضطر
سرشت جانبِ دختر نظر کے — شتابِ آرزو پر چشم تر کے
لگی کہنے کہ ہی ہی یہ جو اسنے — یہ تکلیفِ جفائے آسمانے
بس کس طرح سے ہو گئے خدایا — مقدر نی یہ کیا سامان کہایا
یہ عالم دیکھکر محرم راز — ہوئی آئینہ سان حیرت سے ہمساز
سبب پوچھا ہجومِ درد و غم کا — کہا تب تک تکلیفِ ستم کا
کہا کیا حیلہ سوجھا آسمان کو — کہا صحرا مین کھویا نوجوان کو
کہا کیونکر کہا جسوقت دلگیر — گیا سوئے بیابان بہرِ نخچیر
اراکینِ ریاست ہمعنان تھے — تتبعِ راہ پاکر سب جوان سے
کسی میدانِ دشتِ پر بلا مین — پھری سرگشتہ جوشِ مدعا مین
کمالِ تشنگی سے ہو کے بیتاب — لگے کرنے تلاشِ چشمۂ آب
اکیلا رہ گیا آخر وہان پر — نہین معلوم کیا گذری ہی ان پر
نظر آیا نظر پھر وہ نہ آیا — کسی سے پھر نشان اوسکا نپایا
رفیقون نے بہت کچھ جستجو کے — مگر نکلے نہ حسرت آرزو کے

وہان سی پہر کی جو احباب آئی — یہ وحشت خیز مضمون ساتھ لائی
اسی سی دل مصیبت آشنا ہے — اسی غم سی جگر داغِ بلا ہے
یہی ہی باعثِ فریاد و زاری — یہی ہی جلوہ بخشِ بیقراری
یہ سنکر ہر کسے کا جی بھر آیا — قلق کو دل کی سینی سی لگایا
بہڑ ہا یا سلسلہ آہ و فغان نے — کیا پیدا پتہ سینہ آسمان نے
خموشی نے کیا لب سی کنارا — ہوا شورِ قیامت آشکارا
چلے فریادِ غم دل سی کشیدہ — سرشک آنکھونسی نکلے آبدیدہ
تصور تھا وہ عروسِ نو بہاران — رہی خونابہ نوشِ ضبطِ پنہان
نہ دی رخصت خموشی نی فغان کی — رہی پابند شرم اپنی آن کی
سہا کی کشمکشِ رنج و تعب سے — حیا مانع رہی شرمِ ادب سے
مگر دل مین تہی مثلِ قی غم آباد — جگر سے تا دہن لبریزِ فریاد
پشیمان ہو کی جوشِ آرزو سے — اوٹہی ناچاریان کی روبرو سے
لیی سوزِ جگر خلوت مین آئے — غمِ دوزخ سے لئے جنت مین آئے
لپٹ کر خوابگاہِ نوجوان سے — لگے رونی لپٹہا ہی پنہان سے
بنا سوزِ درون سی سینہ گلخن — چہپے اشکِ جگر گون نی دامن
ہوئی مشتاق فرقت مین کفن کے — رکہی باقی نہ وا بہی پیرہن کے
پئے تعظیمِ استقبالِ ارمان — پہٹا ہر پارہ و چاکِ گریبان
فغان کی رسمِ بیتابی ادا کے — صدا دی لب کی شورِ ہر دعا کے
قلق مین مر سی مین رنج و الم مین — لگی کہنی سر ذوقِ ستم مین

کہا ہی سروِ چمن نارِ تمنا — کہاں ہی مائلِ گلگشتِ صحرا

کہاں ہی محوِ نظارہ جنون میں — کہاں پھرتا ہی آوارہ جنون میں

کہاں دلدادۂ نخچیر ہے تو — کہاں صیادِ آہو گیر ہے تو

کہاں وحشت شریکِ بیکسی ہے — کہاں قسمت فریبِ بدظنی ہے

کہاں تکلیف سے راحت کہاں ہے — کہاں تو تختۂ مشقِ آسمان ہے

اسی صورت سی چند دن وہ پریزاد — رہی شرمندۂ احسانِ فریاد

برابر صحبتِ آہ و فغان میں — بسر کی انتظارِ نوجوان میں

مگر دل کی لگی سے کچھ نہ پائے — کہین سے کچھ خبر اوسکی نہ آئے

رہی قسمت ترقیخواہ غم سے — خلش بڑھتی گئی خارِ الم سے

تھکی سب چارہ گر چارہ گری سی — کنارہ کش ہوئی حالِ پری سی

باخر وہ بتِ سرمایۂ ناز — ہوئی یون دل سی اپنی مشورت ساز

کہا ہی پروانۂ شمعِ جگر سوز — گداز آموزِ داغِ سربسر سوز

تجھی اب کیا ہی پاسِ ننگ و ناموس — کہاں تک حسرتِ یا نازِ افسوس

اوٹھا دی پردۂ شرم و حیا کو — بٹھا سینے مین نقشِ مدعا کو

غبار آسا نکل قیدِ مکان سے — برنگِ جوشِ خاطر دل جوان ہے

جہان ہو چل وہین تو آرزو مین — بسر کر عمر داغِ جستجو مین

اسی عالم مین اکدن [illegible] کو — کیا آگہ دلِ فرصت طلب کو

کہ یہ موقع ہی ترکِ اقربا کا — یہی ہی وقت عرضِ مدعا کا

نکر غفلت کہ غفلت کا نہین وقت — نکل جائی نہ قابو سی کہین وقت

یہ کہکر جوشِ تکلیفِ جگر مین ۔ ہوئی مصروف سامانِ سفر مین
لباسِ نو عروسی کو کیا چاک ۔ حجابِ جسم کی مردانہ پوشاک
رکھی سر پر کلاہِ رشکِ خورشید ۔ تصدق جسپہ ہو اقبالِ جمشید
قبای لالہ گون زیبِ بدن کے ۔ گلابی ہو گئی رنگت سمن کے
غرض اس طرح وہ وحشت یگانہ ۔ قدم فرسا ہوئی بیرونِ خانہ
یمینِ یار کو سے راز دان تھا ۔ عنان گیرِ سمندِ خوش عنان تھا
قریب اوسکی پہونچکر بے محابا ۔ ہوئی بالای زین یہ جلوہ فرما
کہا رخصت کہا اللہ نگہبان ۔ کہا کچھ اور رہے امیدِ احسان
کہا وہ کیا کہا ہمراز تو ہے ۔ دمِ آخر یہی اک آرزو ہے
رہے مد نظر پردہ ہمارا ۔ نہو یہ رازِ پنہان آشکارا
یہان سی اب تسلی تو ہوا ہو ۔ خدا جانے سحر کی وقت کیا ہو
یہ کہکر وہ بتِ پر درد و ناز ۔ ہوئی آمادہ شوقِ تگ و تاز
اوٹھائی باگ اسپِ خوش عنان کے ۔ ہوس کی کوششِ قطعِ جہان کے
خیالِ کاوشِ مقصد یہ سفر مین ۔ غمِ غماز کا کھٹکا جگر مین
کبھی پیدا کبھی پنہان نظر سی ۔ سراپا برقِ تکلیفِ سفر سے
کئی دن مثلِ خورشید جہان گرد ۔ پھری وہ خستہ و آلودہ گرد
بہت کی جستجو لیکن کسی جا ۔ نشانِ نقشِ تمنا کا نپایا
بمجبوری تلاشِ نوجوان مین ۔ قدم فرسا ہوئی ہندوستان مین
کئی دن بعد عشقِ فتنہ پرداز ۔ ہوا آسانیِ مشکل سے دمساز

ہجوم شوقِ جوشِ آرزو مین
لی آیا اوسکو شہر لکھنؤ مین

باُجرت اک مکان لیکر شب و روز
لگی رہنی وہ خورشید دل افروز

کمالِ خُلق سی سبکو لُبھایا
ہر اک سی رابطہ اوسنی بڑہایا

تمامی دوست وقتِ خلوتِ عیش
لگی رہنی شریکِ صحبتِ عیش

قضارا ایک دن یارانِ باہم
بشکلِ ہوش دانا تھی فراہم

بہم ہنگامہ آرای بیان تھے
سخن پردازِ نیرنگِ جہان تھے

کوئی اون سب مین یارِ رمزدان تہا
سراپا دفترِ حالِ جوان تہا

دمِ اظہارِ افسونِ زمانہ
کہا اوسنے وہی غمگین فسانہ

دہی مضمونِ عشقِ سربسر جوش
بنایا گوہرِ آویزۂ گوش

کیا وقتِ سحر اوسنی بنا کام
سرِ آغاز کو پابوسِ انجام

یہ سنکر لی رہی دلمین مگر دل
بنا محشر فروشِ رقصِ بسمل

برنگِ بادۂ مینای خاموش
سکوتِ لب سی توام شعلۂ جوش

ہوئی یاسِ جوانِ یار جانے
مبارکبادِ مرگِ ناگہانے

ہوئی برخاستہ جسوقت صحبت
اوٹھی وہ شعلۂ ناز داغِ حسرت

رفاقت مین اجل کو لی کی دلبر
ہوئی خاکسترِ مزارِ نوجوان پر

لپٹ کر تربتِ شوریدہ سر سے
کیا گلپوش ہر داغِ جگر سے

سرِ بالین بصد تکلیفِ جانکاہ
کیا روشن چراغِ شعلۂ آہ

کلاہِ خسروی پہینکی زمین پر
اوڑائی خاکِ زلفِ عنبرین پر

لبِ نازک کو دی رخصت فغان کی
ادا کی رسمِ تکلیفِ بیان کے

کہ اے پیوندِ چاکِ دامنِ خاک غبارِ کاروانِ جانِ غمناک
ہوا اے صید بین آیا کہان تو بنا کس جا نشانِ بی نشان تو
ندامت کیا ہوئی اہلِ وطن سے چھپائی شکل کیون چاکِ کفن سے
نہ یاد آئی کبھی بھولی ہی گھر کے نہ میری ناشکیبی پر نظر کے
تری غم مین ہوا برہم زمانہ دگرگون ہو گیا سب کارخانہ
نہ وہ رنگین بہارِ انجمن ہے نہ وہ صحنِ زمین رشکِ چمن ہے
جہان تھے کامرانے رونق افروز وہان حسرت برستی ہی شب و روز
یہ پوچھا حال جوشِ آرزو مین کہ نکلے آپ تیری جستجو مین
جہان مین صورتِ خورشید و مہتاب پھری دن رات تنہا بیخور و خواب
مگر تجھکو نہ اے غمناک پایا جو پایا ہی تو زیرِ خاک پایا
تمناے دلی دل سے نہ نکلے یہ لیلی گردِ محمل سے نہ نکلے
زبانِ شمع تھی گویا جہان مین جلا کے حسرتِ لطفِ بیان مین
غرض یون ہی مزارِ نوجوان سے بیان کرتی رہی نوحہ زبان سے
ہجومِ غم سے ہی آخر تنگ آکر ہوئی راہی عدم کو روحِ مضطر
لیا احسان تکلیفِ کفن کا مٹایا سب کی جھگڑا روح و تن کا
احبا سنکے یہ افسونِ تقدیر ہوئی خود گم برنگِ نقشِ تصویر
قناعت کی نہ بازاری خبر پر چلی سب تب بہ بیتِ شوریدہ سر پر
وہان آکر جو دیکھا چشمِ تر سے تو گذرا اور ہی ساماں نظر سے
کہ اک وحشی پری رشکِ تصویر مزارِ نوجوان سے ہی بغل گیر

تقاضائے تمنا جوش پر ہے — فدا محشر لبِ خاموش پر ہے
لیے ہی پہلوِ مدفن بغل میں — زبان ہی شکرِ احسانِ اجل میں
ہوا ثابت کہ یہ سیارہ خستہ — کسی خورشید طلعت کی ہی خستہ
تعلق اسکو تھا حسنِ جوان سے — اسی کی عشق مین نکلی ہے جان سے
یہان آکر اوسے جو مژدہ پایا — ہجومِ جوشِ غم نے رنگ لایا
ہر اک کی حالت آہ و فغان میں — کیا دفن اوسکو پہلوِ جوان میں

داستان اثر کرنا عشقِ جوان کا دلِ عصمت میں اور لپٹ کر قبر سے جان بحق تسلیم کرنا

شتابی لا مئِ گلنار ساقی — دمِ رخصت نکر تکرار ساقی
پلا اک جامِ آخر انجمن میں — لگا دی قفلِ خاموشی دہن میں
کہان پھر صحبتِ لفظ و معانی — تمامی پر ہے دورِ خوش بیانی
زبانِ بے زبانی ناز پر ہے — سکوتِ مدعا آغاز پر ہے
شرر ریزِ بیان نوکِ زبان ہے — گل افشان یون چراغِ داستان ہے
کہ جب اس عشق کافر ماجرا کے — بر آئے آرزو معشوق جفا کے
برنگِ اشکِ نامقبولِ مژگان — کیا دونون کو زیرِ خاک پنہان
یتیمی نے لیے بوسے الم کے — ہوئی کم حوصلے نازِ ستم کے
ہرا جاتا رہا آہ و فغان کا — جگر پانی ہوا افلاکیان کا
برنگِ جانِ شیرین روحِ فرہاد — لگے پھرنی مصیبت خانہ برباد
نشانِ سجدۂ زاہد کی صورت — ہوا اسنے آبرو داغِ کدورت

مگر جو جذبۂ دل گھات مین تھا / اثر کا منتظر ہر بات مین تھا

نہ کی تکلیفِ محرومی گوارا / ہوا در پردہ آخر آشکارا

دلِ عصمت مین مثلِ شورِ محشر / در آیا شوق ہم آغوش ہوکر

بہ رنگِ رشتۂ تسبیح یکبار / ہوا سو چار رگِ جان سی نمودار

جگر کو جوشِ غم نی گدگدایا / زبان تک نالہ شکوہ بنکی آیا

مزا دینے لگی کاوش جگر مین / لگی گھر کرنے حسرت چشمِ تر مین

ہجومِ ضبط نی رخصت طلب کی / بن آئی نالۂ فرصت طلب کی

خلل واقع ہوا عیش و طرب مین / تبسم چھپ رہا آغوشِ لب مین

بڑھی کاہش بیانِ اضطرابِ دل / ہوئی آرامِ جان بیتابیِ دل

کچھ ایسا جوشِ خاطر رنگ لایا / کہ ہر دم کو دمِ شمشیر پایا

نہ خود واقف نہ واقف محرمِ راز / بنی اپنی شکستِ دل کی آواز

جگر مین صدمۂ جانکاہ رہتا / سفر مین کاروانِ آہ رہتا

ستم کے ہر گھڑی ایجاد رہتی / طبیعت مائلِ فریاد رہتی

خموشی مین اثر شورِ جنون کا / فغان مین رنگ نیرنگِ فسون کا

ہوئی وہ رفتہ رفتہ تنگ آکر / بہ رنگِ بوئے گل جامی سی باہر

مگر حیرت کہ یارب راز کیا ہی / یہ کیسا سوز ہی یہ ساز کیا ہی

یہ کیا افسردگی ہی سر بسر جوش / یہ کیسی بیخودی ہی غیرتِ ہوش

یہ کسکو لاگ ہی میری جگر سے / یہ تیرِ بے خطا آیا کدھر سے

یہ کسنی سحر یا افسون کیا ہی / یہ کسنی دل کو میری خون کیا ہی

الم کیون ہمدمِ آغوشِ دل ہے
شکایت کیون زبان سی متصل ہے

نہ قندیلِ حرم سے شعلۂ دیر
جلاتی ہی مجھی کیون حسرتِ غیر

یہ کس نے آرزو کی آرزو ہے
یہ کس خود گم کی دل کو جستجو ہے

ہوا کیا وہ سرورِ نوجوانی
ہوا کیا وہ فراغِ زندگانی

فلک آمادۂ پرخاش کیون ہے
مقدر کو سرِ پاداش کیون ہے

بصورتِ بتِ بیگانۂ ہوش
بیان کرتی رہی افسانۂ جوش

تسلی کی عوض ہر دم شب و روز
ترقی پہ رہا سوزِ جگر سوز

کسی صورت دلِ مضطر نہ ٹھہرا
شرر آسا کبھی دم بھر نہ ٹھہرا

خور و خوابِ نشاط و کامرانی
ہوئی سب نذرِ جوشِ نوجوانی

نہ بیباکی نہ خودبینی رہی وہ
نہ آرائش نہ رنگینی رہی وہ

رہا ہمدم نہ آئینہ نہ شانہ
نہ مستِ نازِ چشمِ جادوانہ

نہ وہ شوخی رہی طرزِ ادا مین
نہ بیباکی رہی باقی نہ باتین

طبیعت ہٹ گئی ناز و ادا سے
ہوئی مانوس سودا و ہوا سے

قضا را دن جو نوچندی کا آیا
تمنای دلی نی جوش کھایا

پئی کسبِ شرف اپنی ہوا این
ہوئی وہ رونق افزای بلائین

مقابر پہ رہی کچھ دم جبین سا
ہوئی پھر مائلِ سیر و تماشا

کہ شاید کچھ دلِ مضطر بہل جای
کہین سینی سی خارِ غم نکل جای

ہر اک جا وہ مثالِ بیتا لے
پھری مانندِ تصویرِ حیا لے

ولیکن کاوشِ قسمت سی ہلا
دلِ بیپردۂ وحشت نہ بہلا

وہی آشوبِ جوشِ بیقراری
رہا آرامِ جانِ دلفگاری

ہوا جب سایہ گسترِ دامنِ شام
کیا اک قبر کے پہلو مین آرام

بچھا کر چاندنی فرشِ زمین پر
ہوئی مشعل مہ تو جلوہ گستر

قضارا تھی وہ تربت نوجوان کے
اوسی مشتِ غبارِ ناتوان سے

ملا موقع جو باہم متصل کا
بھڑک اوٹھا شرارہ داغِ دل کا

لگی گھبرا کے کہنے ہمزبان سے
یہ قبر آباد ہی کس خستہ جان سے

کشان ہی جذبِ دل سوی محبت
مجھے آتی ہی کچھ بوی محبت

وفا مشتاق تکلیفِ وفا ہے
ہوای وصل پیغامِ قضا ہے

سرِ مژگان ہی تر رونی سی پہلی
جگر پانی ہی خون ہونی سی پہلی

بھرا آتا ہی جی خالی جگر ہے
ترقی خواہِ طوفانِ اثر ہے

یہ سنکر وہ جلیسِ رشکِ لیلی
ہوئی یون چہرہ آرای تسلی

کدای شاکی دلِ لبریزِ خون کی
تجھی ابتک ہی کیفیت جنون کی

کہان یہ قبرِ کہنہ اور کہان تو
خدارا ہوش مین آ بدگمان تو

یہ اندازِ جنون اچھا نکالا
ترا عالم ہے عالم سی نرالا

یہ سنکر چپ رہی پر وقت پا کے
کہا اک اور نی سب حال آ کے

کہ یہ تربت ہی تیری خستہ جان کی
شہیدِ تیغِ نازِ امتحان کی

جلایا آتشِ حسرت نی تیرے
ملایا خاک مین غفلت نی تیری

نہ دیکھی کچھ بہارِ نوجوانی
پہلی پہولی نہ شاخِ زندگانی

ہوا دیوانہ جوشِ آرزو مین
پھرا برسون ہوای جستجو مین

پشیمان ہو گی آخر قضا سے
پڑا ارمان اوٹھ گیا دار فنا سے

کشش کو بعد مردن رحم آیا
کہ تجھکو لا کی پہلو مین بٹھایا

وگرنہ کیون نصیب ہمراز دیتا
تجھی کاہی کو فرصت ناز دیتا

یہ سنکر وہ ستم برگشتہ تقدیر
رہی کچھ دیر خود گم شکل تصویر

نہ لائی تاب پھر ضبط نہان سکے
خموشی بن گئی صوت فغان کے

لپٹ کر پہلوی گور جوان سے
کنارہ کش ہوئی روح روان سے

عدم کو جلوہ گاہ راز سمجھے
تن خاکی کو بھی غماز سمجھے

حجاب مدعا تھی صحبت گل
گئی تنہا برنگ نکہت گل

انیس و ہمدم و ہمراز مطلب
عجب سی رہ گئی منہ دیکھکر سب

اقارب سنکی یہ غمگین فسانہ
تحیر سی رہی تصویر خانہ

لیی ہمراہ سامان قیامت
ہوئی سب حلقہ زن بالای تربت

ہجوم حسرت و آہ و فغان مین
کیا پیوند آغوش جوان مین

فسون عشق کافرما جسد اسی
گئی ناکام سب دار فنا سے

محبت طرفہ برق جلوہ گر ہے
جسم سوز جسکا ہر شرر ہے

نیاز مدعی ہی ناز اسکا
قضا انجام ہی آغاز اسکا

نظر کو جلوہ گاہ ساز پایا
جگر کو پایمال ناز پایا

بیان اسکا نہیں ممکن زبان سے
زبان مجبور ہی اسکی بیان سے

خموشی التماس التجا ہے
حد مطلب سکوت مدعا ہے

نہین ہی حوصلہ نکتہ وری سے
بیان بہتر ہے عذر بیدلی سے

دیا انجام طومارِ وفا کو | کیا رخصت ہجومِ مدعا کو

خاتمۂ کتاب

بحمد اللہ کہ یہ نظمِ گرامی
ہوئی گلگونۂ حسنِ تمامی

مبارکباد رخصت دی قلم کو
سنایا مژدۂ ہستی رقم کو

رکا الماسِ فکرِ جان گسل کا
ہوا موقوف آنا لختِ دل کا

ہوئی کم گوہر افشانی زبان کی
تراوش ہو چکی ابرِ بیان کی

ہوا روپوش حسنِ خوش کلامی
حدیثِ عشق نے پائی تمامی

دعا مجکو دلِ بیتاب نے دی
صدای مرحبا احباب نے دی

خصوصاً اعتبارِ نکتہ دانی
جوابِ طالبِ قدسیِ ثانی

تخلص شرف و شرف علی نام
سراپا مخزنِ الطاف و اکرام

سنایا قصہ جب میری زبان سے
نہایت خوش ہوئی طرزِ بیان سے

کہی تاریخ سال اسکی بصد سوز
شعاعِ فکرِ عالی مجلس افروز

یہی حسرت ہے مجکو بھی جہان مین
کہ ہو مقبول بزمِ دوستان مین ۱۲۷۹

پسند خاطرِ اہلِ سخن ہو
سویدای دلِ اربابِ فن ہو

جگر سوزی فروغِ شعلہ زا دے
کبابِ دل مرا سبکو مزا دے

ورق ہو مطلعِ صبحِ معانی
رقم ہو زلفِ شامِ نکتہ دانی

نہ دیکھین لغزشِ پای قلم کو
نہ دین آنکھون مین جادو رقم کو

قدم بھی رسم ہے مستی مین اکثر
نہیں کہتا قدم سے کیفے برابر

شرابِ تند شوخیِ اثر سے / ٹپک پڑتی ہی جامِ تخیر سے

خراباتی ہوں رندانہ بیان ہے / زبانِ موجِ مَی میری زبان ہے

نہیں مطلب مجھے اظہارِ فن سے / بری ہوں دعویِ شعر و سخن سے

کہاں فرصت جفای آسمان سے / کہ ہوں ہمراز طبعِ نکتہ دان سے

کروں غواصیِ بحرِ معانی / دکھاؤں جلوۂ گوہر فشانی

فقط یہ مشغلہ شعر و سخن کا / سبب ہی ذکرِ عشقِ حیلہ فن کا

ازل سے ہی بسکہ ہوں دیوانۂ عشق / مجھے مرغوب ہی افسانۂ عشق

یہی ہمدم فقط رہتا ہی میرا / اسی سے غم غلط رہتا ہی میرا

تمنا ہی رہوں جبتک جہان میں / رکھوں میں عشق کو آغوشِ جان میں

حسینوں پر سدا مرتا رہوں میں / فدا دل عشق میں کرتا رہوں میں

یہ قصہ جو حضورِ سامعین ہے / مرا اس میں تصرف کچھ نہیں ہے

سنا جو مخبرِ صادق بیان سے / کیا موزون زبانِ نکتہ دان سے

غلط ہی یا سراسر معتبر ہے / خدا جانے کسی اسکی خبر ہے

معاف ای نکتہ چین میں جو خطا ہو / کہ پابندِ صفای آشنا ہوں

نہ تھی کوئی غرض اسکی بیان سے / مین سمجھا مجھے جو کلکِ ہمزبان سے

طبیعت نی دکھائی گرمیِ شوق / سخن میں بسکہ ٹپکی کثرتِ ذوق

کھلائی غنچے بستانِ بیان کے / دکھائی رنگِ گلبرگِ زبان کے

بہار آئی چمن زارِ سخن میں / چہک اٹھی عنادل انجمن میں

سخن کوتاہ ای تسلیم پر جوش / بہت کچھ کہہ چکا خاموش خاموش

ندی ایب علول آہنگِ فغان کو | سکھا اندازِ خاموشی زبان کو

تمت

مناجات بزبانِ فارسی

الٰہی من سگِ دنیای دونم
ہوا و حرصِ من باشد جوشِ خونم

بہر در میشود خم گردنِ من
بود پروردۂ عالم تنِ من

ببوی استخوانِ خشک جوشم
بیک لقمہ دو عالم میفروشم

سیہ بختی ہمین عہدِ وفا بست
تہیدستی شدہ خطِ کفِ دست

سراپا اندرین عالم فضولم
چو عرضِ عاشقان نا قبولم

نمیدانم کہ این مصلحت بود
کہ این نابود را افسردہ بود

اگر بہرِ عبادت آفریدی
بخود انصاف کن از من چہ دیدی

گذشتم فرصتِ ہستی بہ بیگاہی
جبین کردم نہ وقفِ سجدہ گاہی

ہمہ ناکردنی کردارِ من شد
ہمہ ناگفتنی گفتارِ من شد

بمن در ساعتی ابلیسِ مکار
فرستد تحفۂ لاحول صد بار

نہ من آنم کہ اندر عہد بستم
بیک پیمانہ صد پیمان شکستم

نہ یاد آمد ز ہولِ روزِ محشر
نہ اندیشہ ز دودِ شعلہ پرور

گہی مثلِ نہالِ بت خموشم
گہی با نالہای گرم جوشم

گہی سر خوش بجوشِ بادۂ ناب
گہی مستِ خمارِ نشۂ خواب

گہی دلدادۂ اندازِ ساقی
گہی محوِ خرامِ نازِ ساقی

گہی پامالِ جورِ نازنینان
گہی خاکِ گذرگاہِ حسینان

پریشانم برنگ برگ کاهی — ز رحمت کن بپایانه نگاهی
بسوی تست مائل پرواز گردان — برنگ شعله بالا تاز گردان
کشش از فضل راه مدعا کن — چو آه بیکسان مارا رسا کن
نیاساید دمی پای دویدن — رمد از سایهٔ من آرمیدن
ز حسن این حسینان مجازی — عطا کن دیده ام رای نیازی
نگردم گرد کوی خوبرویان — نیاز آزرم نه با ناز نکویان
بسوز و سوز عشقت مشت خاکم — برنگ شمع ساز و شعله پاکم
دران وادی که محشر نام دارد — که هم اندوه و هم آرام دارد
مکن رسوا بفعل ناصوابم — بیفگن از نظر فرد حسابم
ز نیک و بد مکن از من سوالی — من بیدل ندانم قیل و قالی
ز افعالی که کردم شرمسارم — مجال گفتگو کوتاه دارم
برضوان از کرم ارشاد فرما — که این کس را ببر در جنت ما
برآید از دل هر حشر آباد — که تسلیم سینه بسته شد آزاد

شجرهٔ طیبهٔ خاندان خواجه مودود صاحب قدس سره

الهی بآن شاه عالیمقام — جناب محمد علیه السلام
الهی بآن نور چشم رسول — دُرِ دُرجِ عفت ملقب بتول
الهی بآن شیر یزدان علیؑ — امام و در شهر علم نبی
الهی بآن تشنه جان رضا — حسین ستمدیدهٔ کربلا

الٰهی بآن عابدؑ ناتوان — اسیر کمند جفا پیشگان

الٰهی بآن باقرؑ نیکفال — همایون نژاد و مبارک خصال

الٰهی بآن قبلهٔ راستان — امام جهان جعفرؑ خوش بیان

الٰهی بآن شمع بزم یقین — ضیا بخش دل کاظمؑ شاه دین

الٰهی بآن نخلبند هدیٰ — گل گلشن صدق موسیٰ رضاؑ

الٰهی بآن سرور متقی — جهان امامت محمدؐ تقیؑ

الٰهی بآن زیب صدر قبول — علی نقیؑ فخر آل رسول

الٰهی بآن خواجهٔ دین پناه — علی اکبرؑ آسمان پایگاه

الٰهی بآن سید نور عین — شه کشور فقر خواجه حسینؓ

الٰهی بآن نام نامی که بود — به خواجه محمدؓ زبان کشود

الٰهی بآن خواجهٔ بیعدیل — که همنام او هست الاخلیل

الٰهی بآن سرور نیک ذات — مسمی به نعمان عالیؓ صفات

الٰهی بآن خواجهٔ بحر و بر — شه ناصر دینؓ والا گهر

الٰهی بآن سید پاک زاد — شه خواجه مودودؓ قدسی نهاد

الٰهی بآن خواجهٔ اصفیا — ابی احمدؓ تارک ماسوا

الٰهی بآن خواجهٔ پاکباز — شه رکن دینؓ عارف حق طراز

الٰهی بآن خواجهٔ نیکنام — حقیقت شناس ولایت نظامؓ

الٰهی بآن مهر برج یقین — فلک آستان خواجه قطب دینؓ

الٰهی بآن خواجهٔ حق پژوه — ابی احمد ثانیؓ با شکوه

الهی بآن خواجهٔ محو حال — ابو یوسف ثانی باکمال
الهی بآن خواجه کورا قلم — کند بیش زاهد محمد رقم
الهی بآن خواجهٔ نامور — که مودود ثانی بود مشتهر
الهی بآن شاه خواجه علی — خبردار سرّ خفی و جلی
الهی بآن کامل و متقی — فلک مرتبه حضرت خواجگی
الهی بآن خواجه انس و جان — ابو الاعلی انتخاب جهان
الهی بآن زبدهٔ کاملی — جهان شرف خواجه عبد العلی
الهی بآن سید اولیا — شه خواجه بهیکهن حقیقت نما
الهی بآن خواجهٔ رازدان — ابو ناصر قبلهٔ عارفان
الهی بآن خواجه مست هو — که جان محمد بود نام او
الهی بآن خواجهٔ باصفا — غریب شهنشاه ملک بقا
الهی بآن خواجهٔ باکرم — عنایت که با اسم ذات ست ضم
الهی بآن خواجه شیخ و شاب — محمد بهیکهاری فرشته جناب
الهی بآن افسر اولیا — سعید ازل خواجه ارتضا
الهی بآن خواجه بحر و بر — محمد که مثلش نیامد دگر
الهی بآن پیشوای زمن — شه عالم قدس صفدر حسن
بر احوال تسلیم خسته جگر — نگاهی ز چشم ترحم اثر
ز رحمت نظر کن بر احوال من — که شد برق خرمن همه سال من
زمانه دمم چاره سازی ربود — ز من این فرو مایه بازی ربود

جوانی شد و وقت پیری رسید
دمم حسرت و ناگزیری رسید

بسر شد بلهو و لعب روزگار
نکردم یکی کارے که آید بکار

زبون کرد این نفس سرکش مرا
سراپا چو خس سوخت آتش مرا

ز تو دور و نزدیک بیگانه ام
ز دیوانگی مست و دیوانه ام

جهنم که میر قصد انجام من
پشیمان کن از حسن انجام من

رسیدست خواری بدان پایگے
که سایه گریزد ز همسایگے

ز رحمت که امیدگاه منست
همه وقت وقف نگاه منست

خطاب خطا روز فردا مکن
دران داوریگاه رسوا مکن

زند نفس من طعنه هر نفس
چه کردی که داری بهشت هوس

نداند که جنت بکردار نیست
ببخشد رحمت بلطف عنایت

چنان کن که این دشمن بدسگال
ز عفو تو روزی خورد گوشمال

پشیمان شود از خیالات خویش
نیارد دگر این مقالات پیش

گناهم ز حد گرچه بیرون گذشت
ز اندازه فکر افزون گذشت

ولیکن بدانم که این فضل مهی
ببخشش نه بیند ز و برابر جوی

کرم از تو گر هست از من سپاس
ز دوزخ چه در دل آیدم هراس

چرا باکسم وقت فرصت کم
بتاراج امید رخصت دهم

دریغست با این همه چاره تو
تهیدست رفتن بدرگاه تو

ز لطف تو ای کارساز جهان
بدل چند امید دارم نهان

یکی آنکه هنگام جان باختن
شود مشکل نزع آسان بمن

دوم آنکه چون زین جهان بگذرم — بنور نقدِ ایمان سلامت برم

سوم آنکه در قبر وقتِ خطاب — بآئینِ اسلام گویم جواب

چهارم نچشم عذابِ فشار — چنان کن که بر گل نسیمِ بهار

بپنجم ششم آنکه روزِ جزا — بدستم دہی دامنِ مصطفےٰ

ششم در ترازو بحلم و عطا — بسازی سبک وزنِ اعمالِ ما

بہفتمین آرزو در جگر — که از پل کنم برق آسا گذر

ہمین ہست ہشتم تمنای من — که باشد جنانِ ابد جای من

نہم در بہشتِ برین اعلی مقام — طفیلِ محمد علیه السلام

دہم آن حسنِ عالم خراب — کن از پرده دیدہ من نقاب

جزین در جنابِ توانائی و جلال — چه سازم بیان التماس آل

زطول عرضِ تمنای من — بقولِ نظامی بس است این سخن

سپردم بتو مایهٔ خویش را — تو دانی حسابِ کم و بیش را

عرضداشت بحضور ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاه قیصر زمان محمد واجد علیشاه خلد ملکه

بعرضِ شہنشاہِ عالی مکان — فلک آستان و ملک پاسبان

ہنرمند و ہم قدردانِ ہنر — چو خاقان و قیصر بگیتی سمر

بشان و بشوکت بعزّ و بجاه — بمان تا قیامت چو خورشید و ماه

جگر خستہ تسلیمِ شوریدہ سر — ز دل میکشد نالہ غم اثر

بالطف و کرم ساعتی ہوش دار — بافسانهٔ من دمی گوش دار

که از دست گردون بجان آمدم ‎ ز بیچارگی در فغان آمدم

چگویم چه از بخت بر دل گذشت ‎ که ایام نقش نامم بگل گذشت

بعهدی که دولت رهین تو بود ‎ جهان زیر نقش نگین تو بود

ملک خطبه‌ات را بصد عرشیان ‎ همی خواند بر منبر آسمان

بهمراه مهدی علیخان قبول ‎ مرا بود اعزاز خدمت دل

هم از خوشنویسی هم از شاعری ‎ قوی داشتم حجت چاکری

نفس مثل نکهت برآوردمی ‎ گذشتی نه بی خنده چون گل دمی

حیاتم بعیش و طرب می‌گذشت ‎ بآرام دل روز و شب میگذشت

که ناگاه این چرخ نامهربان ‎ دگرگونه شد در پی امتحان

حسد برد بر عیش و آرام من ‎ نمک ریخت در بادهٔ جام من

قضا را طمع کرد بر ملک و مال ‎ فتاد اختر لکهنو در وبال

نه آن باده ماند و نه آن جام ماند ‎ مگر شکوهٔ بخت ناکام ماند

چه ارباب جوهر چه ارباب جاه ‎ بیکبار گشتند جمله تباه

بسی جاده پیمای غربت شدند ‎ بسی زاویه‌گیر تربت شدند

من از تیره بختی چو دود فغان ‎ نه در خاک رفتم نه بر آسمان

چو نقش قدم خاک بر سر مدام ‎ به بیچارگی میکنم صبح شام

فلک را باین ضعف تاب و توان ‎ هنوز است با من سر امتحان

کنون بر سرم آن جفا میرود ‎ که از باد بر نقش پا میرود

بسی کردم اندیشه با جان خویش ‎ کزین شهر بیرون کشم رخت خویش

بدرگاه آن شاه گردون وقار
کشم انتقام از غم روزگار

بجای الم شادمانی کنم
به پیرانه سر نوجوانی کنم

ببالم چو غنچه بخود از نشاط
بافسردگی کم کنم ارتباط

نویسم قصیده بصد عز و جاه
بخوانم حضور شه جم کلاه

بنسرین دگر تاب سنبل و هم
بگوشش گل آواز بلبل هم

ولیکن چه سازم که بیمارگی
رسیده است اکنون بدان پایگی

که در اشک هم شکل گوهر نماند
بزردی رخ و صورت زر نماند

همین است بس در عیان و نهان
که دایم دعای تو ورد زبان

بود پای پرکار تا در سفر
بود نقطه تا بهر مرکز مقر

عدوی تو بادا بگردش مدام
محب تو دارد بآرام کام

شکوه از سرکار عالیجناب
جگر خسته تسلیم خانه خراب

خط بدوستی نوشته شد

چمن پیرای باغ داغگاران
نسیم گلشن امیدواران

سر افراز ایاز بی نیازی
سر افگن خنجر افسون طرازی

چراغ افسرده زد بیوفائی
فروغ شعلهٔ نا آشنائی

رسیده بادهٔ نامهربانی
سنان شعلهای لن ترانی

تمنای دل حسرت هم آغوش
مراد خاطر مطلب فراموش

بهار بوستان غم نصیبان
شمیم گیسوی شام غریبان

چه باشد لب عنایت را سخن ساز | بقولِ اوستادِ نکته پرداز
ز عمرِ خویش برخوردار باشی | بشرطی آنکه با من یار باشی
پس از تسلیمِ کلکِ ساحری فن | چنین شد سحر ساز از نکته من
که در وقتِ هجومِ یادگاری | به عهدِ انتهای بیقراری
رسید از دور پیکی گرم رفتار | برنگِ یادِ یارِ شعله بسیار
خطی آورد و سرِ نامه کشودم | نگاهِ شوق بر هر حرف سودم
زهی خط مثلِ خطِ گلعذاران | پسندِ خاطرِ ریحان نگاران
ز هر حرفش تمنای هویدا | ز هر نقطه نگاهِ شوق پیدا
کششهای خطش راهِ مدعا بود | سوی شهرِ مطالب رهنما بود
بیاضش چون نقشِ عارضِ حور | سوادش دودِ شمعِ شعلهٔ طور
چمن سامان شد از نظاره دیدن | شنیدن داغ شد از ناشنیدن
بجوش آمد دلِ پروردهٔ غم | زمین بوسید اشکِ چشمِ پرنم
ز بیتابی جگر بیتاب گردید | دلِ من پارهٔ سیماب گردید
فغان آمد بصد یادِ لبِ من | گذشت از چرخِ هفتم یاربِ من
بپرس از قصهٔ پرسوزِ جانم | رگِ شمعست مغزِ استخوانم
دلی دارم وصلے از یاد رسته | برنگِ رنگ و بر باد رفته
کنون صد ترحم ای خودآرا | لبِ من بوسه زد حرفِ قسم را
بتمکینِ دلِ در خون نشسته | بننگِ اعتبارِ رنگ جسته
بامیدِ دلِ حسرت نصیبان | به بیمِ شکوه‌های ناشکیبان

پرستاری که در رهن شراب است / بزهدی که بذوق می خراب است

بلغزشهای پای باده نوشان / باستقلال می در می‌فروشان

بطاقت‌های راحت خواب جوانی / بتکلیف هجوم ناتوانی

بتکرار سبق‌های دو بلبل / باندازِ تغافل کاری گل

بجنت ساکنان کوچهٔ دوست / بآن چشمی که چشمش جانب اوست

بچاک دامن زخم جگرها / بسوزن کاری تار نظرها

بآن خوابی که بیدار است نامش / بآن غفلت که هشیار است کامش

که بر حال من مضطر نظر کن / چو مهر از مهر بر حالم گذر کن

بیا بنشین دمی اندر کنارم / ندارم طاقت دوری ندارم

بیا بنگر که هجرت کارگر شد / ز جسم روح مشتاق سفر شد

الم هر وقت دامنگیر حال است / نگر در عمر صرفم گرد ملال است

بکشت زعفران گر پا گذارم / بجای قهقهه شیون بر آرم

من آن شمعم که غم شد جزو ذاتم / نمی‌سوزم مگر در بزم ماتم

ز بیتابی الم گشتم خیالی / بخود می گردم از حالی بحالی

گهی گریان بحسرتِ دل که خون شد / گهی حیران بحالِ خود که چون شد

گهی از پندِ ناصح سر بدیوار / گهی از طعنهٔ احباب بیزار

گهی از آرزوی وصل دلشاد / گهی از داغ هجران محو فریاد

برنگِ لاله گه پر خون درونم / گهی چون بوی گل از خود برونم

گهی با سرنوشتِ خویش در جنگ / گهی از وسعت آباد جنون تنگ

غرض پابند یا آزاده‌ام من | ز تو هر گونه دور افتاده‌ام من

دلم را مایل پرواز گردان | نظر آسا بسوی بیت باز گردان

نماید جلوه‌های قرب و دوری | شود غیبت اثر بخش حضوری

جمالی را که سوزد عکس تابش | بکن از پردهٔ چشمم نقابش

تن و جان و دل و روح و جگر را | ز نور خویش کن خورشید پیرا

همین کافیست بهر التجایم | نمی‌سازد به طول فکر رایم

نمودم ختم طومار وفا را | دعا گفتم بجو هم مدعا را

نامهٔ زهره و مشتری

عطارد رقمم زهره و مشتری | با اوج سخن بوزری و انوری

ز مهر خداوند خورشید جاه | بتابید تا اوج اقبال و جاه

ز تسلیم آواره و خسته تن | بسمع رضا بشنود این سخن

که اینک ز پای وفا از خویش | شنیدم که آن دو فرخنده کیش

ز آغا علی شمس بر هم شدند | بخوبی پریشان و پر غم شدند

ز سنبلگه عیش و آرام خویش | ز ایوان فرخنده فرجام خویش

بناحق پا سپے برون کرده اند | ز تیغ ستم خون درون کرده اند

ندانم که این خطائی برفت | کنون بر سر شخص این جفائی برفت

بظاهر بجز لطف و عیش مدام | برو هست هر شی منکر حرام

بتهذیب اخلاق نام آورست | سخن چون سخن گو سخن پرورست

بتعلیم بدیع و معانی بیان — سبق برد از شاعران جهان
شما را بیاموخت شعر و سخن — خبر داد از خوب و ناخوب فن
بجان داد تعلیم عقل و تمیز — بخدمت بسر برد عمر عزیز
فراموش کردن حق اوستاد — بود روسیاهی بدار المعاد
گرفتم که زین سیه کاریست — خداوند خود را گنهگار هست
غفور است پروردگار جهان — شما را تعصب ترسید چنان
گهی فکر شاید بر افعال خویش — دمی شرم باید ز اعمال خویش
همه روز رقص و سرود و غنا — همه شب فسوق و فجور و زنا
کجا گفت پیغمبر نیک فال — بقرآن کجا کرد ایزد حلال
ز انصاف دور است نزد خرد — جفا بر کسی کو بجان پرورد
شما را بدین پایهٔ اعتبار — رسانید شمس فلک اقتدار
وگرنه بسی چیره در لکهنو است — گرا اینقدر عزت و آبرو است
نپرسد کسی را کسی در جهان — بتعظیم و تکریم نام و نشان
بنازید بر خود که اندر زمن — شمار شما هست در اهل فن
بدلسوزیِ کو بآب و گلست — ز ارباب معنی مرا حاصلست
بتیغ صاف کاغذ سیه ساختم — بهرزه خیالی چه پرداختم
وگرنه که باشم که بر حال کس — بگستاخکاری بر آرم نفس

چه من چه بیانم چه تقریر من
همه پوچ تقریر و تحریر من

قطعات تاریخ

قطعهٔ تاریخ وفات میر زمان عرف جهان الله عبد الحکیم کشمیری

حیف روح پاک عبد الحکیم — ترک دنیا کرد و بر افلاک رفت
از پی تاریخ او سال گفت — پاک آمد آنی و ز گیتی پاک رفت

مثنوی تاریخ طبع کتاب قاطع برهان الملقب به ... از نتائج طبع اسد الله خان غالب

مرتب شد چو این نادر کتابی — ز فکر غالب عالی جنابی
زهی غالب شه ملک معانی — خداوند جهان نکته دانی
سخن را اعتبار از نسبت او — دو عالم پر نوا از شهرت او
فصاحت تازه رو از زبانش — بلاغت زاده حسن بیانش
چو هر حرفش طلسم آگهی بود — به اشکال حیرت نقش فرسود
خبر شد یک به یک افسانه گردید — بشوقش عالمی دیوانه گردید
بآخر منشی گردون وقاری — چو من در پیش آلی یادگاری
برای طبع آن ارشاد فرمود — دل دلدادگان را شاد فرمود
بگفتش اهل مطبع ساز کردند — صناعت پیشگی آغاز کردند
بحسن خط چو پایانش ستودند — سپهر این سفینه نامه نمودند
ز بسم الله تا حرف تمامی — فکندم طرح این نقش گرامی
بجستم وقت تحریرش چه افتاد — هنوزم هست سینه نشتر آباد

عجب نیرنگ فوبیش نظر بود | که من اسدل دال از سن شد بود
گهے دل رفتہ بر حسن بانش | گہے شیدای آئین سبانش
گہی حیرت کہ یارب این چہ سازست | کہ دل را التماس سنگ سازست
نمیدانم دران غفلت پسندی | چہ کلک داد داد نقشبندی
نگویان وقت انجام مقالش | خیال آمد پی تاریخ سالش
نوشتم مصرعی شرح مطالب | عجائب معجزہ تحقیق غالب

۱۲۸۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات مولانا استادنا جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم رحمۃ اللہ علیہ

کیا کہون سوختہ جانی تسلیم | داغ ہی سوز نہانی ہی ہی
اوٹھ گئی گلشن فانی سی نسیم | رشک قدسی و فغانی ہی ہی
ہر طرف سی یہی آتی ہی صدا | موجد شعلہ بیانی ہی ہی
منہ سی نکلی دم شیون تاریخ | ناظم ملک معانی ہی ہی

۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ وفات حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حضرت شاہ ولی اللہ مہرائی قدس سرہ

آہ جب حضرت ولی اللہ شاہ | بہر سیر روضۂ رضوان چلے
خامۂ تسلیم نے لکھا یہ سال | پادشاہ کشور عرفان چلے

۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ وفات شکست یاقوت رقم جناب حسن صاحب خوشنویس

بہر حق تقاضا سی مرد حسن خدا کو | ہر کسی دہان کا ابھی دل جسم جان خیال آیا

خدا اسکا عنایت کی ہی / مجھی بھی پیمبر ہدایت کری

کرون پیروی نبی اختیار / رہون دین حق پہ سدا استوا

ندون ہاتہ سے تا بروز جزا / کبھی دامن حب آل عبا

صحابہ کا ہر دم ثنا خوان ہون / دل و جان سی ذات قربان ہون

وہ ختم یہ دلمین گذرا خیال / کہ لکھون پی طبع تاریخ سال

سنا غیب سی مصرع لاجواب / چھپی اچھی تفسیر ام الکتاب

۱۲۸۴ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان بلاغت نشان جناب نواب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم مغفور

خدا کی فضل سی یہ انتخاب فن سخن / نہایت حسن سی چھپکر قریب ختم آیا ہی

عجب چمن ہی چمن و دل عجب عالم ہی حسن فن پر / کہ ہر نقطہ دل اسباب سخن کا سویدا ہی

بیاض صفحہ سے سطر دو دون سیاہی اہل بینش ہین / سفیدی صبح سیاہی سیاہی زلف لیلی ہی

تصور پا نہین سکتا سر اوج بلاغت کی / زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہی

ادا شوخی نکات لطف حسن بندش مضمون / بتاؤن میں کیا کیا کہ ان شعر نہین کیا کیا ہی

خیال آیا پی تاریخ اسی تسلیم جب مجھکو / کہ اکثر غزل مضطر کا اپنی خاص شیوا ہی

سنا مصرع یہ استاد ازل کی ہاتف غیب سی / چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا سراپا ہی

۱۲۸۵ھ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ جناب حکیم محمد مسیح صاحب سلمہ

چون ز دنیا مریم قدسی صفت آمد مسیح / شد سوی دار البقا روحش بعصمت یار باد

گفت تسلیم چنین از بہر تاریخ وفات / آن مریم محشر با زوج نبی محشور باد

۱۲۸۴ھ

قطعهٔ تاریخ وفات فخر العلما زبدة الفضلا جناب مفتی مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم

مولوی یوسف چو از حکم خدا — در مدینه گشت مدفون الٰہی
خامهٔ تسلیم تاریخش نوشت — مہر علم آمد بزیر خاک وای
۱۲۸۶ھ

قطعهٔ تاریخ وفات مجموعهٔ فضل و کمال مولانا جناب سبحان الحق صاحب

جبکہ فخر علما حضرت سبحان الحق — طرف عالم علوی ہوئے دنیا سے روان
دی صدا دل نے مرے سنگ لحد پر تسلیم — لکھو تاریخ ہوا مہر فضائل پنہان
۱۲۸۶ھ

ایضًا

قضارا مولوی سبحان صاحب — سوے افلاکیان گشتند رخصت
دمِ سرد از جان و روح پاکش — ز ہاتف خواستم تاریخ رحلت
بگوشم گفت ای تسلیم محزون — بگو رفتند ز دنیا سوی جنت
۱۲۸۶ھ

قطعهٔ تاریخ تولد فرزند نجابت راجہ امیر حسن خان صاحب والی محمود آباد

چون خداوند جہان داد براجہ صاحب — نور چشمی کہ ز بخشش فلک خرسند است
فکر کردم پی تاریخ ولادت تسلیم — عقل من گفت زہی نیر عالمتاب است
۱۲۸۶ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان فصاحت عنوان حضرت جوش سلمہ

چھپا فضل خالق سے کیا خوب نادر — سخن حضرت جوش رشک چمن کا

قطعهٔ تاریخ وفات فخر الاطبای جهان زبدهٔ حکمای زمان جناب حاجی حکیم محمد یعقوب صاحب رح

عالم و حاجی حکیم حضرت یعقوب آه
کرد پی سیر خلد عزم ز دار محن

از دل پر سوز خلق دود الم سر کشید
تیره و تاریک شد عالم چرخ کهن

بسکه مصیبت ز لب خنده فراموش کرد
در نظر آمد مرا غمکدهٔ هر انجمن

خامهٔ تسلیم سال بهر وفاتش نوشت
حاجی ارسطو زمان ای فلاطون سخن

۱۲۸۷ ھ

ایضاً

شب از پی بیمار علل آه محمد یعقوب
طرف عالم آرام چو گشتند روان

گفت رضوان بدر خلد بسالش تسلیم
آمد فخر اطبای جهان گذران

۱۲۸۷ ھ

ایضاً

چو یعقوب اسحاق سیرت بمرد
بر اوج فلک شور ماتم برفت

رقم کرد تسلیم تاریخ فوت
ارسطو مقالے ز عالم برفت

۱۲۸۷ ھ

قطعهٔ تاریخ تصنیف کتاب تواریخ کشمیر مصنفه جناب دیوان کرپارام صاحب دام اقباله

زهی دیوان کرپارام ذیجاه
وزیر اعظم سرکار کشمیر

ثنا گوش خاک تا عرش معلی
چو من بی مثل در تقریر و تحریر

زمین از پایه وسعش سر افلاک
سر گردون پی سجده زمین گیر

به تحقیقات حال آن حوالی
کتابی دلربا فرمود تحریر

ز حسن لفظ و انداز معانی
سراپا شد ورق هم نگار تصویر

نویسد شکوہش اگر خامہ‌ام / شود آسمان سایۂ نامہ‌ام
سپے سالِ گفتن مرا یاد کرد / بہ کمتر نوازی بسی شاد کرد
مرا المسِ اندیشۂ جان خراش / نمودم عقیق جگر پاش پاش
سپس این فغان حال آوازہ کرد / جہان داستانِ کہن تازہ کرد

۱۲۸۶ھ

مثنوی تاریخ طبع دیوان دوم جناب جوشش سلمہ اللہ

زہی حضرت جوشش والا تبار / کلیم جہان قدسی روزگار
طبیعت پہ اونکی معانی کو ناز / سخن پایۂ فکر سے سرفراز
کیا جمع دیوانِ دوم شتاب / کہ عالم مین نکلی نہ جسکا جواب
ہوا طبع وہ انتخاب عجیب / دلاویز و دلچسپ و نکتہ غریب
لکھا ہمنے تسلیم مصرع سال / چھپا خوب دیوان یہ بے مثال

۱۲۸۸ھ

قطعۂ تاریخ سال وفات عالم با عمل فقیہ بے بدل جناب مولوی علی محمد صاحب

دریغ عالم و واعظ علی محمد را / چو حکم ترکِ جہان از جناب یزدان شد
سفر نمود جہانی بدیدہ پر آب / ز بہر طرف پی تودیع او شتابان شد
ز اشک ریختن احباب فیض بال تیار / زمین تمام گل آب چو فصلِ باران شد
ہمہ بذکر و صلاح و صبا و شکر زبان / بہ جستجوش ہمہ حوران کہ قدسیان شادان شد
بمکرمت مصرعہ تسلیم سال اش گفت / فرشتہ افلاک از زمین بہاران شد

[illegible]

ایضاً

هزار حیف شب پانزده بماهِ صیام / چه روز بخت من و سیاه شد دیجور
مزاجِ پاکِ جنابِ علی محمد را / ز اعتدال بدر برده هیضه شد رنجور
قریبِ صبح ازین عالمِ عدم آباد / بِبرد جانبِ کوثر بهوای جام طهور
چنین نوشت پیِ سال خامهٔ تسلیم / که شمعِ محفلِ وعظ از اجل شد بی نور

۱۲۶۹ھ

قطعهٔ تاریخ وفات ارسطو مثال بقراط مقال حکیم حسین علی صاحب

حکیم شاعرِ معجز بیان حسین علی / که در ازل بعدم بلکش نه و با بد آمد
بگوشِ او چو رسید از ملک پیام اجل / بچرخ جان شد و زیر زمین جسد آمد
نوشت خامهٔ تسلیم سالِ تاریخش / مسیحِ دوم شفا خانهٔ لحد آمد

۱۲۸۸ھ

ایضاً

چون حسین با علی شاعر حکیم / عرصهٔ این عالمِ فانی نوشت
خامهٔ تسلیم تاریخِ وفات / عقلِ اول ہمت ثانی نوشت

۱۲۸۸ھ

ایضاً

مرد چون این سیدِ والا گهر / هم نخست از این طبیب باکمال
گفت تسلیم حزین تاریخ فوت / شاعرِ دانا حکیم بیمثال

۱۲۸۸ھ

نظم بطور رباعی

کوئی مخلوق ہے از بہر عبادت کی یہی / کوئی پیدا ہوا عالم کی خلافت کے لیی
ہم سیہ نامہ تھی بالسندِ قلم ای تسلیم / آئی اس صفحہ پہ سیئے یہ کتابت کے لیی

فقط

خاتمۃ الطبع چکیدۂ خامۂ نگارندۂ فن ماہر سخن جناب شیخ فدا علی صاحب تخلص عیش سلمہ

ناظم کلماتِ جہان کے دیوانِ آفرینش کو جب دیکھتے تو اوسکی اوستادی پہ پہرین و جد کرتے ہین کہ خیمۂ آسمانکو زمین ہی پراین فاصلۂ کبری بلا اسباب و اوتاد مرتفع فرمایا کہ جسکو بادِ مخالف و ہوای عاصفِ حوادث کبہی نہ گرا سکے عقل ہزار خیل ہو لیکن مضمونِ حقیقت کو نہ پا سکے شعر مہندس ہی جو دیا از رازِ شان + ندا اندکہ چون کردی آغازِ شان + دیوان ہر نازک فکر کی عقل دنگ ہی بڑے بڑے دانشمندون کا قافیہ تنگ ہی اوسی دیوان آفرینش کی مطلع نبوت و مقطع امامت کے حسن مضمون اور عالی رنگینی کو جس وقت خیال کرتے تو ہمہ وقت حیرت رہ جاتے ہین کہ اس مدرجات اور مثمنِ افلاک مین ایسا فرد مطلع موزون فرمایا ہی کہ جسکی مدح مین جن و انس کے حواس خمسہ منتشر ہین بقول شخصی سہ مدح اوسکی کری گا کیا مداح خلق کا جسکے ہو خدا مداح + ہزاران درود و ہزاران سلام + زما بر محمد علیہ السلام + اما بعد اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ ننگِ انام فدا علی الشہیر باچہی صاحب ہمہ تن فکر عیش سہ امی نام قافیہ سنجانِ عالی طبع اور شاعرانِ نازک خیال کی خدماتِ عالی درجات مین گزارش پرداز ہی کہ دریغولا دیوانِ فصاحت بنیاد بلاغت عنوان شاعرِ شیرین زبان ناظمِ ہمہ دان غواصِ بحرِ عروض و قوافی درِ مکنونِ عمانِ ہوشگافی بلبلِ نغمہ سرای گلستانِ خوش بیانی طوطیِ شکرین مقال بوستانِ سخندانی خدیوِ اقلیمِ سخن تازگی بخشِ مضامین نو و کہن رنگین فکر شیرین کلام مشہور بین الخواص و العوام سرخیلِ شعرای جدید و قدیم ہمپایۂ قدسی

وکلیم شیخ امیر اللہ متخلص بہ تسلیم شاگرد رشید جناب غفران مآب مرزا محمد اصغر علیخاں
نسیم جنت مقیم بعنوانِ شایستہ و طرز بایستہ کہ جسکا ہر مصرع برجستانہ و ہر شعر
عاشقانہ ہے خدا کے فضل سے قیامت کی طبیعت غضب کی فکر پائی ہے
محاورہ دانی زبان کی عذوبت انتہا کی ہاتہ آئی ہے مضمون چست بندش درست
ترکیبیں صحیح الفاظ مرغوب غرض جو بات جس شعر میں ہے بہت خوب حسب الحکم
و ارشادِ جنابِ فیضمآب عالیجاہ بلند پایگاہ رفیع الشان منبع الجود و الاحسان
جوان دولت جوان سال منشی نول کشور خورشید اقبال ادام اقبالہ مطبع عالم منبع
جنابِ ممدوح الصدر میں کارپردازوں کے اہتمام سے چہپکر او ر فکر رسا سے یہ
نہایت عمدہ و نسخہ بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بخطِ خاص مصنف علام طبع ہو کر
مطبوعِ طبائعِ عشاق انام و پسندیدۂ کافۂ خاص و عام ہوا اپریل سنہ ۱۸۷۲ع
مطابق ماہ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں تمام ہوا احباب سے جو تاریخیں طبعِ دیوان
کی موزوں فرمائی ہیں دوستوں کی تفریح خاطر کیواسطے ذیل خاتمہ میں مندرج پائی ہیں لراقمہ

شاعرِ عالی گہر تسلیم را		ہست دیوان [illegible]
طبع شد با صد ہزاران آب و تاب		در [illegible] لولوی لالا [illegible]
در نگین دارد زمین شعر را		ہست در ملکِ سخن [illegible]
نیست غافل لحظہ از فکرِ شعر		در [illegible]
لذتِ وصلِ صنم یابد بدل		نظم [illegible]
چون عروس نو دلم راضی شد		جوشِ [illegible] عنانی [illegible]
بہرِ سالِ انطباعش عقلِ [illegible] دل	ایضاً	گفتہ الاکو ہر زیبائی [illegible]

مبارک ہو یہ مژدہ اب عاشقوں کو — کہ دیوان تسلیم عمدہ چھپا ہے
سبھی ہیں طرح منقوط میں تم — لکھو عیش باغ مضامین کھلا ہے

۱۸۷۲ء

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ عنبر شمامہ جناب شیخ فضل احمد صاحب متخلص بہ کیف سلمہ

نہ کیونکر خوب ہو دیوان تسلیم — بہت مشتاق ہیں اس حد میں خوش گو
کہی یہ کیف نے تاریخ اوسکی — کلام شاعر بے مثل دیکھو

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جادو بیان اعلیحضان انجم شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مغفور

مولوی منشی امیر اللہ صاحب متخلص بہ — کرد دیوان جمع از تحریک ہر برنا و پیر
لاجرم تسلیم پنداری تخلص آن شفیق — ہم عدیم المثل و یکتا ہست در خلق قدیر
بلبل خوش گو چنانست ار بپاید از فلک — بہر تسطیر صفت عاجز شدہ گردون دبیر
این خبر شد مشتہر ہر سو بشہر لکھنؤ — رفتہ رفتہ منشی عالی ہمم ہم شد خبیر
کانکہ نامیش منشی نول کشور بدان — ہم رئیس با ہنر لئیق و ہم خلیق و ہم امیر
بحر فیضش آن قدر مواج ار جانم بدید — غرق در آب تحیر بیشدی گشتہ حقیر
چشمۂ شیرین چہ گنجینۂ نعیبست آن — چون نہانید منقش بہر صغیر و ہر کبیر
بہر طبعش دفعۃً در مطبع خود حکم داد — خواستم تاریخ و سال طبع از طبع منیر
گفت کن ہر چار رکن مصرع آخر نگاہ — فی البدیہہ عیسوی سالش بر آید دلپذیر

۱۸۷۲ع

ہم ز دو ارکان آخر سال ہجری از حساب
بود ولہ انجم سال طبعش گو کہ دیوان بی نظیر

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکر سحر آفرین فصحا و بلغا جناب مولوی محمد فصیح الدین صاحب فصیح شاگرد جناب میرزا صاحب مغفور

مری مشفق امیر اللہ تسلیم
نہیں ہے شاعری میں مثل جنکا

نسیم دہلوی کے ہیں وہ شاگرد
تو دیکھے کس طرح سے اونکا شہرا

کلام اونکا ہے مطبوعِ زمانہ
کہ ہیں جسکے معترف پیر و برنا

کرون تعریف جو اونکی بجا ہے
زمانے میں نہیں ہے مثل اونکا

مرتب کلیات اونکا ہوا جب
تو چھپ جانے کا تھا اونکا ارادا

براہِ قدر دانی اون سے لیکر
اودھ اخبار کے مالک نے چھپایا

الٰہی جسنے چھاپا ہے یہ دیوان
رہے دنیا میں اوسکا بول بالا

ترقی دیجیو مطبع کو دن رات
رواں جب تک رہیں گنگا و جمنا

ہوا تیار چھپ کر جب وہ دیوان
تو لیں تھا لکھوں میں سال اونکا

مگر ہو مصرعِ تاریخ نادر
موافق شان کے ہو اور زیبا

یکایک یہ صدای غیب آئی
وفا تو کیوں ہے پیچ و تاب کھاتا

رقم کر یوں براہِ سالِ تاریخ
چھپا دیوان فخر تسلیم و سودا

۱۲۹۱ھ

ایضاً

چھپا ہا گیا بے نظیر ایسا دیوان
ہے جسکا رشک ہر سودا

مصرع یہ لکھا وفا نے بہرِ تاریخ
تسلیم کا کلیات نادر چھپا

۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار سخنور معنی شناس فصیح الفصحا جناب ... صاحب ... سلمہ

ہوا طبع دیوانِ تسلیم وہ | کہ ہر بیت جسکی درِ عشق ہے
محبت کا دریا جو ہر بحر ہے | تو مضمون ہر اک گوہرِ عشق ہے
کہین حالِ عاشق کہین فکرِ یار | غزل جو ہی اک محضرِ عشق ہے
لکھی خوب ای یاس تاریخ طبع | یہ دیوانِ دل دفترِ عشق ہے

۱۲۸۹ھ

ایضاً

جو تسلیم ہین فن وستون ہین مری | کہ بیشک وہ ہین تاجدارِ سخن
ہوا جمع اونکا بہت سا کلام | دیا حق نے ایسا وقارِ سخن
ہوا طبع کہنے سے احباب کے | بہت بڑھ گیا اقتدارِ سخن
دلِ یاس مصروفِ تاریخ ہے | اوسی پر بڑھا اعتبارِ سخن
یہ منقوط ہین ہجری عیسوی | دیگر | فلک پر ہو یون افتخارِ سخن
سکے پہر یہ تاریخ مطبوعِ طبع | دیگر | یہ دیوان ہے رنگِ بہارِ سخن

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع از کہر سری لال گہ ہر سکت منشی لالہ ہگوندیال صاحب عاقل

تسلیم سخنور و سخن سنج | دیوان خوش و طرب فزا گفت
موزو نے شعر و فن ہر پیش | ہر کس کہ بدید مرحبا گفت
سحبان پیش فصاحت او | سبحان اللہ و حبذا گفت
شد طبع و قبول ناظرین باد | ہر اہلِ نظر دوم ثنا گفت

بہر تاریخ سالِ طبعش
عاقل بس نظمِ دلربا گفت

قطعۂ تاریخ از فکر بلبل نغمہ سرا منشی لالہ گوبند پرشاد صاحب متخلص فضا شاگرد منشی تیج لال تلسار

چہ دیوانیست رشکِ باغِ رضوان	مضامین شستہ تر از آبِ تسنیم
فضا بنوشت سالِ انطباعش	ہمای شاعران دیوان تسلیم

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع ماہر عروض و قوافی شیخ محمد حسین صاحب متخلص شافی شاگرد حکیم صاحب ۱۲۸۹ھ

ہوا جبکہ دیوانِ تسلیم طبع	فلک سے پرے ہاتف نے بھیجا اسلام
یہ شورِ کلام نمک پاش اوٹھا	دل و جاں سے طالب ہوئے خاص عام
سُنی ہوں جو اشعارِ رنگین خوب	یہی ہیں یہی ہیں یہی تب تمام
فصاحت سے خالی نہیں کوئی لفظ	بلاغت سے پُر ہیں مضامین تمام
عجب حسن ترکیب لفظوں میں ہے	غضب لطف بندش کا ہے انتظام
جو ہی فکرِ تاریخ شافی نے کی	رقم کر چھپے خوب شیریں کلام
	۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر امام الدین خاں سپہر جناب عبد الصمد صاحب متخلص صمد سلمہ

شکر صد شکر کہ شد طبع کلام تسلیم	رنگ و بو یافتہ صمد گونہ از و گلشن شعر
مہر تاریخ بیک مصرع گفت	حبذا صمد بیاضی است بہی مخزن شعر
۱۲۸۹ھ	۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکر یگانہ روزگار شعرا اسلاف جناب شیخ اشرف علی صاحب متخلص اشرف

تسلیم کا دیوان کیا خوب چھپ کر نکلا	ہر بیت پہ فدا ہے عالم کی جان شیریں

تاریخ طبع اشرف ہاتف نے دو بتائین ۱۲۸۹ھ | نظم طرب فزا لکھہ یا چشمۂ مضامین ۱۲۸۹ھ

ایضاً

کیا خوب ہوا ہی طبع دیوان عجیب | ہی شاہد دلنشین بیان تسلیم
اشرف یہ لکھو برای سال تاریخ | مطبوع ہی کیا ہی گلستان تسلیم

قطعۂ تاریخ طبع از نواب فضل علیخان بہادر عرف اودلی صاحب متخلص بشوق ۱۲۸۹ھ [illegible]

خدا کے عنایت سی سب چھپ چکا | یہ گلدستۂ فکر رشک ظہیر
یہی لکھا ای شوق مصرع سال | کہ دیوان چھپا نادر و دلپذیر

قطعۂ تاریخ طبع از نواب محمد تقی خان صاحب متخلص بہ افسر شاگرد تسلیم دہلوی ۱۲۸۹ھ

جس وقت چھپی یہ نظم دلکش | مقبول و پسند ہفت اقلیم
لکھا افسر نے بہر تاریخ | جوشش فکر سلیم تسلیم

قطعۂ تاریخ از طبع عالی آغا حسین مرزا صاحب متخلص بہ ثریا شاگرد جناب عبد الصمد صاحب ۱۲۸۹ھ

کھلا گل حضرت تسلیم کے باغ تفکر کا | بحمد اللہ نسیم فیض حق کو مہربان پایا
خوشی کیونکر نہو ہر ایک کو اسکی طبع ہونے کی | کبھی ایسا کسی نے غنچۂ رنگین کہان پایا
بہار آئی ہی یہ باغ سخن مین اوس سخنور کے | فصاحت مین جسی یکتا ہر اہل زبان پایا
کھلائی گلشن فکر رسا کی کیسے کیسے گل | طبیعت کو نسیم صبح کی صورت روان پایا
نظر آئی شجر اشعار گل مضمون چمن عنبر | ہر اک دیوان کا اوسکی صفحۂ صحن گلستان پایا

ہوئی طبعِ نسیم دہلوی خوش ۔ کیا نام خدا وہ نام حاصل
جو دانا ہے وہ مانیگا بلا شک ۔ ہے جہاں گلزار شک سے نادان جاہل
مناسب ہے کہ سالِ طبع اسکا ۔ لکھو نسیمِ بہارِ نظمِ کامل
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع از طبع زاد شیخ محمد حسین صاحب بلال شاگرد نسیم دہلوی سلمہ اللہ

چھپا جب یہ مجموعۂ دلفریب ۔ ہوئی دل سے مشتاق ہر برنا و پیر
کرے سیر جو کوئی اس باغ کے ۔ بنے بلبلِ سدرہ کا ہم صفیر
ہر اک دائرہ رشکِ خورشید ہے ۔ ہر اک نقطہ اسکا ہے ماہِ منیر
بلاغت فصاحت میں بے مثل ہے ۔ نہ اسکا ہے ثانی نہ اسکا نظیر
کہا مصرعِ سال ہے نے بلال ۔ یہ دیوان زیبا چھپا بے نظیر
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکرِ فصاحت منصب حافظ عبد السمیع صاحب کوکب شاگرد [illegible]

چھپا طرفہ دیوان تسلیم کا ۔ ہر اک شعر و مضمون [illegible] اسلوب ہے
عجب شاہدِ فکر ہی نورِ عین ۔ کہ واقف ہیں جتنا [illegible]
سخن ناشناس اسکو سمجھے گا کیا ۔ تمام اہلِ دانش کو مرغوب ہے
جو تاریخ کی فکر کوکب نے کی ۔ کہا خوب ہو واہ کیا خوب ہے
۱۲۸۹ھ

ایضاً

دیکھا جو کلامِ پاکِ تسلیم ۔ مشتاق ہر ایک اہلِ فن ہے
ہر رنگ کے ہیں گلِ مضامین ۔ دیوان ہے یا کوئی چمن ہے

از نقش سخن سحر ہین کہ ابیات — مفتون ہر ایک مرد و زن ہے
کوکب چھپنی کی اسکی تاریخ — دیکھے تو فصاحت سخن ہے
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار میرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر

ہوا ختم چھپنا یہ دیوان آج — بخط دلاویز و طرز حسن
پئے سال تاریخ گوہر شتاب — رقم کر ہین دیکھو نکات سخن
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک گوہر سلک منشی سیتارام صاحب تخلص صبر

شدہ مطبوع چون دیوان تسلیم — پسند خاطر ہر پیر و برنا
برای سال طبعش با دل شاد — بگو صبر حزین مرغوب اعلا
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ از مستغنی الاوصاف جناب شیخ عبد الغنی صاحب غنی سلمہ

زہے کلام سخن آفرین امیر اللہ — کہ جسکی دیکھنے سے باغ باغ ہو خاطر
چھپا جو اندنون دیوان کمال صحت سے — دلون مین جوش ہوئی کیا کیا جہان کے شاعر
لکھو یہ مصرع تاریخ ای غنی تم بھی — کلام سحر معانی ہے شاعر ماہر
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر فخر شعرای روزگار زبدۂ بلغای نامدار جناب منشی آغا علی صاحب شمس سلمہ

بیمار تھا ای شمس مین جب شدت سے — تسلیم نے اکروز کیا مجھ سے بیان
دیوان مرا چھپتا ہے تاریخ تو کہہ — ناسخ کے کہین قدر شناس اہل زبان

ضرورت مین معاف ہو عبارت تاریخی یہ ہی کلیات اسپ اسد تسلیم
بباعثِ طول اور دائرہ وغیرہ معہ تشریح نہین لکہا آگہنے والے سمجہہ لینگے
انہین اٹہارہ حرفون سے ۸۹ ۱۲ تاریخین نکلتی ہین اگر ضرب کے
قاعدون مین صفر کا لحاظ نہوگا جو شکل ہندسے ہی وہی شمار مین آئیگی
صنعت معا تخئیل حکمائی کی زور آزمائی ہی اگرچہ طرز نو ایجاد وسہی
مگر یہ بات بہی خدا داد ہی

تقریظ نتیجہ فکر استاد کمیل شاعر جلیل فاضل لوذعی عالم المعی آفتاب
گوہر دانش مولوی غلام محمد خان صاحب متخلص بہ تپش اڈیٹر وہ اخبار سلمہ اللہ الغفار

رباعی

اے اہلِ خیال و پردازانِ افکار — کیا جانے کوئی علو شانِ افکار
آثارِ وجودِ لامکان کی ہے نمود — گو وسط دماغ ہے مکانِ افکار

سبحان اللہ عالم خیال بھی ایک اور ہی جہان ہے اور اوسکی نکی اور ہی زمین و آسمان ہے اگر اشرف المخلوقات کے عمدہ خیالات کے لیے قوت متفکرہ کی بدولت نہ سامانِ خیال ہوتا تو اس تنگنائے عالم مین جینا محال ہوتا اگر اوس مہرِ انور کے انوار شبستان دماغ مین جلوہ گر نہوتے اشرف قومون کے دل منور نہوتے انت نور الانوار نہ سکتے تیرہ خاکدان ظلوم وجہول مین پڑے رہتے ہر آئینہ فکر کی تعریف خیال کی توصیف بیان کرنا کسکی مجال کسکے تاب و طاقت ہی جب تک انکی امداد نہو زبان ایک حرف و سخنے خفیفت ہی اللہ اللہ وہ کیا چیز ہے جسکے واسطے ہمکو ایسے بیش قیمت جواہرات سخن عطا ہوئے ہین دل و دماغ کے مخزن عطا ہوئے شاید وہ رخشندہ گوہر سخن ہے جسکی آب و تاب نے موسی کے ہوش بھلائے اُنکی کلک پیچائے ہان اے اہلِ سخن اب تو تمہاری بن آئی دولت جاوید پائی جسقدر فخر و نازش ہو زیبا ہی جہان تک کمالِ کلام مین کوشش و کاوش ہو بجا ہی پس یہی سبب ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ نے اس طرف اپنی توجہات کو مصروف رکھا ہی ہر ایک حالت مین کچھ نہ کچھ ضرور لکہا ہی اس وقت یہ بات بیان کرنی فضولیات سے ہے کہ کیا کیا ظہور عاشقانِ سخنی کی کرامات سے ہے اِنَّ الشِّعرَ لَحِکمَۃ ہمارے لیے

ایک روشن دلیل ہے اور الشعراء تلامذۃ الرحمن کی رہنمونی مین کیا قال و قیل ہے سب جانتے ہین کہ قدما سے لیکے اس زمانے تک کو زبان آور شراب سخن مین ہر وقت سرشار رہتے آئے ہین اور پڑھتے پڑھتے لعل بے بہا اوگلتے یعنے شعر کہتے آئے ہین جس شخص کو یہ مذاق نہین وہ بے مذاق ہے اوسکی زیست زمانے مین شاق ہے گویا نتیجہ آفرینش ہی یہی ٹھہرا کہ جس سخن آفرین سے زبان عطا کی اور قواے بیان عطا کی تفکر کا مادہ دیا تخیل سالم کا دماغ بخشا اوسکو بیکار چھوڑنا قدرتی نعمتون کی قدر نہ کرنا اور جیتے جی مرنا ہے اہل دل نے ایسے لوگون سے کہ جنکی طبیعت مین مذاق کلام نہین چاشنی سوائی ہے شیرین کام نہین بددعائین کی ہین اس سبب سے سب نے تمنائین کی ہین بارے شکر ہے کہ ابھی تک ہندوستان مین دریاے سخن موجزن ہے آب وتاب اور چمک دمک کے ساتھ یہ وقت شمع انجمن ہے بلکہ شمع انجمن کیا ہر ایک اہل بزم کا آویزہ گوش ہے گوہر جان ہر ذی ہوش ہے غواصان بحر معانی موتی رولتے ہین اور قدر شناس اون موتیون کو لعل و زر کے برابر تولتے ہین

رباعی

مصروف زبان گہر فشانی مین ہے — دریاے طبع آب روانی مین ہے

کیون گوہر شہوار سخن کے ہو قدر — مشہور نولکشور قدردانی مین ہے

سچ تو یہ ہے کہ اگر دنیا مین ایسا جوہر شناس نہوتا تو کوئی کاہے کو

دُرِ شہوارِ سخن کہو نا مصداق اسکے صدہا اہلِ تصنیف کا کلام ہے کہ وہ ہر
ابرِ نیسانِ کرم کا قطرہ گرا اور ہر صدف مراد پُر ہوا ایسے جوہری کی تعریف
میں عقل دنگ زبان لال ہے اور جوہرِ ناطقہ محیطِ عرضِ خاموشی ہے
واقعی یہ ہے کہ ایک امرِ محال میں ناحق سخت کوشی ہے خلاصۂ کلام
یہ ہے کہ درینولا کارفرمایِ مقدم الاوصاف سے کمال پسندی
جوہر شناسی کے اقتضا سے شاعرِ نازک خیال عدیم المثال
انتخابِ روزگار یادگارِ دیار سحر بیان اہلِ زبان شیرین کلام مشہور
انام شیخ امیر اللہ نام تخلص تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی کے
کلیات کو اپنے مطبع فیض منبع میں چھپوایا ہے دریادلی سے
اس دریاے معانی کو بہایا ہے جواہرات کے مخزن کو کوڑیون کے
مول لٹایا ہے سبحان اللہ جسکے مصنف کا یہ نام ہو اوسکا
کیونکر نہ بہتر کلام ہو حق تو یہ ہے کہ جو خوبیان اوس میں ہیں
بیان سے باہر ہیں اربابِ بصیرت پر ظاہر ہیں نہ مصنف کو اوسکے استغنا
سے اونکے اظہار کی حاجت نہ راقم کو موشگافیون کی ضرورت
ع حاجتِ مشاطہ نیست روی دلارام را ** صفاتِ معنوی سے
قطع نظر حسنِ صورت بھی خوبیِ تصحیح و پسندیدگی [illegible] سے

او روے نگار دلکشا تر	وز بادِ بہار جان فزا تر

جلوہ دکھا رہا ہے صرف ایک نظر دیکھکر جملہ خوبیون کا لطف
آرہا ہے اہلِ مذاق کو چاہیے کہ بقدرِ جان دیکر خرید فرمائین

حلاوتِ تازہ اور لطفِ بے اندازہ او ضبط میں فقط

منه

طبع شد دیوانِ تسلیم بلیغ
کوست در فنِ معانی اوستاد

هم ثنا و هم دعا به پیشش
گفت تاریخش بلیغ الله یاد

ایضاً قطعۂ تاریخ از نتائجِ فکرِ سخنورِ کامل منشی ہرگوپال صاحب عاقل

روشن ہی جہانِ شاعری میں
خورشید کی طرح نامِ تسلیم

دیوان کا ذکر کیا ہے جس جا
دانا ہیں اسیرِ دامِ تسلیم

الفاظ ہیں صورت پرستار
مضمون ہی ہر اک غلامِ تسلیم

اس مطبعِ خاص میں چھپا جب
دیوانِ طرب نظامِ تسلیم

لکھا عاقل نے سالِ تاریخ
ہی راحتِ دل کلامِ تسلیم

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائجِ طبعِ سخنورِ شکرسخن فطرت مولوی سید اعلیٰ صاحب شوکت

تسلیم کا لاجواب دیوان
اس مطبعِ پاک میں چھپا ہی اچھا

رنگین ہی کلام بوستان کی صورت
سعدیِ جہان ہی او نکو کہنا زیبا

شوخیِ کلام کہہ رہی ہی مجھ سے
دنیا میں نہیں نظیر اسکا پیدا

شوکت یہی سالِ طبعِ دیوان مجھکو
تھی فکر کیا لکھوں میں ای یار خدا

آخر کو ہی فکرِ عالی نے مری
کیا نظمِ ہمایون یہ علی لکھا

۱۲۸۹ھ

پی سال گفتن همه ساختند | بعزت فزائی بپرداختند
رساندند بر آسمان خاک من | بفردوس بردند خاشاک من
ز سر تا قدم رهن منت شدم | همه تازه و خرم و سعادت شدم
کنون او سخن پروران جهان | چنین چشم دارم نهان و عیان
که از گرد عیب من بی هنر | نیالند دامان پاک نظر
که این شیوهٔ زشت و نکبت مآل | بود ننگ نزدیک اهل کمال
دم ختم این دفتر بی‌مثال | پی سال تاریخ آمد خیال
همان دم که این فکر در دل گذشت | بگفتم که دل پاره صد پاره گشت

۱۲۸۹ھ

تمت

غلط نامہ کلیات تسلیم لکھنوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۴	کھٹکتا	کھٹکتا	۲۲۵	۱۰	بس اس عشق	حسن عشق
۵۵	۸	غیر الفت	غیر کی الفت	۲۳۱	۱۹	نر شوق	ندہ شوق
〃	〃	جو آپکے ہین	ہین جو تمہارے	۲۳۷	۱۷	دید بسر	دیدہ تر
۶۵	۱۵	طوفان	باران	۲۴۸	۳	افزون مہرومہ سے	[illegible]
۸۱	۱۰	مژگان عشق	مژگانکی عشق	۲۶۸	۲	بیہ	ہے
۹۱	۳	میرا	اسکا	〃	۱۹	ہرادون	[illegible]
۱۵۲	۱۱	آبِ دانے	آب و دانے	۲۹۳	۳	کیا کیا	کیا
۱۷۴	۱۴	آپ سے	آپ کو	۳۱۷	۷	یکشنبہ	شنبہ کو
۲۰۹	۸	نوبت کی	نوبت ہی	۳۲۴	۱۸	طرب تھا	ارم تھا
۲۱۰	۵	بیانی سی	بیانی کی	۳۲۸	۲	ما باپ	مان باپ
〃	۱۴	عتواب	خوب	۳۵۹	۱۴	بے منت	[illegible]

اطلاع — چونکہ جناب ممدوح کے کلیات مین چھاپے کے باعث سے چند غلطیان ہوگئی تھین لہذا یہ غلط نامہ